علمِ نبوی
اور
منافقین
مفتی محمد خان قادری
کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

علم نبوی ﷺ اور منافقین

مع

وسعتِ علمِ نبوی ﷺ

تالیف

مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلیکشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

نام کتاب ـــــــــ علم نبوی ﷺ اور منافقین
مع وسعتِ علم نبوی

تالیف ـــــــــ مفتی محمد خان قادری

طابع ـــــــــ ملک محبوب الرسول قادری

بار اوّل ـــــــــ 2005ء

ناشر ـــــــــ محمد فاروق قادری

قیمت ـــــــــ ۵۰۰ [illegible] روپے

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور
☆ مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم اُردو بازار لاہور
☆ مکتبہ اعلیٰحضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ میلاد پبلی کیشنز لاہور
☆ مکتبہ کرانوالہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
☆ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ علمی پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور
☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور/کراچی
☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
☆ نوریہ رضویہ کتب خانہ گنج بخش روڈ، لاہور
☆ اسلام بک ڈپو لاہور
☆ پروگریسو اُردو بازار لاہور
☆ روحانی پبلی کیشنز لاہور
☆ مکتبہ نعیمیہ لاہور
☆ مکتبہ تنظیم المدارس لوہاری لاہور

کاروان اسلام پبلیکیشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

فون: 042-5300353-4, 042-7580004 موبائل: 0300-4407048

الاھداء

صاحب سر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت خذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خدمت بابرکت میں

(۱) جنہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقین کا علم عطا فرمایا۔

(۲) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جن کے مشورے کے بغیر جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔

(۳) جنہیں حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تین سو بڑے فتنہ پردازوں کی مکمل تفصیلات سے آگاہ فرماتے ہوئے ان کے نام، خاندان، قبیلے، سواریاں سب کچھ بتادیا۔

اسلام کا ادنیٰ خادم

مفتی محمد خان قادری

امیر کاروانِ اسلام

حسنِ ترتیب

حرفِ آغاز

بندہ کے مطالعہ میں بعض ایسی کتب آئیں جو مکمل طور پر ان موضوعات پر ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ کو دنیاوی امور کا علم حاصل نہیں آپ ﷺ فقط دینی امور سے واقف ہیں۔

۲۔ قرآنی متشابہات کا علم حضور ﷺ کو حاصل نہیں، اس میں آپ ﷺ بھی دوسرے اہل علم کی طرح ہی ہیں۔

۳۔ حضور ﷺ کو تمام منافقین کا علم نہیں بلکہ فقط چند کا علم دیا گیا تھا۔

پھر ان میں مسلمانوں کی اکثریت کی خوب تردید کی گئی ہے جو مانتے ہیں کہ آپ ﷺ ان چیزوں (امور دنیا، متشابہات اور تمام منافقین) کا علم رکھتے ہیں۔

بندہ نے ان تینوں موضوعات کا مطالعہ اپنا مشغلہ بنالیا۔ ان پر صدیوں سے لکھا جانے والا لٹریچر اس نظر سے کھنگھالا کہ ان میں سے کس کا موقف مختار وصواب اور درست ہے، نہایت ہی دیانتداری سے عرض ہے۔

مطالعہ کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے موقف کو ہی ترجیح حاصل ہے۔ اس کے مخالف موقف کو کوئی بھی صاحب مطالعہ مختار قرار نہیں دے سکتا کیونکہ اولین موقف پر قرآن وسنت کے دلائل اسقدر ہیں کہ ان کے سامنے دوسری رائے نہیں چل سکتی، ان تینوں موضوعات پر ہم نے تین مقالہ جات تحریر کیے ہیں۔

۱۔ علم نبوی اور متشابہات

۲۔ علم نبوی اور امور دنیا

۳۔ علم نبوی اور منافقین

ان میں سے "علم نبوی اور منافقین" آپ کے سامنے ہے قرآن مجید میں منافقین کے حوالہ سے جو آیات ہیں ان میں سے کچھ کا تذکرہ ہم نے اس میں کیا ہے، ان کا ترجمہ اور مفسرین کرام سے ان کی تفسیر مع ترجمہ نقل کر دی ہے تاکہ قارئین فیصلہ کر سکیں کہ اہل تفسیر اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرمایا بلکہ ان کی سازشوں اور ان سے بچنے کے لیے تمام اسباب وذرائع سے بھی آگاہ کیا تفصیلات کتاب میں موجود ہیں توجہ کے لیے چند چیزوں کا تذکرہ یہاں ضروری ہے۔

ا۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ خبیث اور طیب کو ایک دوسرے سے الگ کر دے گا البتہ ہر ایک کو ان پر مطلع نہیں کیا جائے گا ہاں

ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء — لیکن اللہ اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے۔

یعنی انہیں ان پر مطلع فرما دیتا ہے۔

اب اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام منافقین سے آگاہ نہیں کیا تو وعدہ کی مخالفت لازم آئے گی کیونکہ اس وعدہ کا دنیا میں پورا ہونا لازم وضروری ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی موجود ہے۔

ولتعرفنھم فی لحن القول. (محمد، ۳۰) — اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب سے ہی پہچان لو گے۔

اس پوری آیت کا ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی نے یوں کیا ہے۔

اور اگر ہم چاہیں، تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، سو تو پہچان چکا ہے ان کے چہرے مہرے سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے۔ (مع تفسیر عثمانی ،۲، ۸۷)

مولانا اشرف علی تھانوی اس آیت، کے بارے میں کہتے ہیں۔

''اور بعد نزول آیت'' لتعرفنھم فی لحن القول" کے تو پھر اخفاء ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیر ھا''۔ (بیان القرآن ،۲، ۱۲۱)

۳۔ منکرین سب سے بڑی دلیل اس ارشاد الٰہی کو بناتے ہیں فرمایا اے نبی ﷺ۔

لا تعلمھم نحن نعلمھم. — تم منافقین کو نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔

اس کی تفسیر بھی مسلمہ مفسرین نے یہ کی ہے مثلاً امام ابواللیث سمرقندی (۳۸۶ھ) لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

لانی عالم السر والعلانیۃ ونعلم نفاتھم نعرفک حالھم. (بحر العلوم ،۲، ۸۴) — میں ظاہر و مخفی جانتا ہوں اور ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں اور ہم ان کا حال تم پر اشکار کر دیں گے۔

ڈاکٹر محمد ابوشھبہ منکرین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فليس في الاية استمرار عدم العلم بحالهم بل فيها ما يشعر بان الله يفضحهم ويكشف امرهم لنبية ﷺ والمؤمنين المرة بعد المرة فالمراد بالمرتين التكثير كقوله سبحانه ثم ارجع البصر كرتين والاية تشعر باطلاع الله سبحانه نبيه ﷺ على احوالهم ولا سيما وقد وردفي الرواية ما يؤيد ذلك اخرج ابن ابى حاتم والطبرانى فى الاوسط وغيرهما عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قام فينا رسول الله ﷺ يوم الجمعة خطيبا فقال قم يا فلان فاخرج فانك منافق اخرج يا فلان فانك منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم.

(دفاع عن السنة، ۲۳۲)

اس آیت مبارکہ میں کہیں نہیں کہ آپ ﷺ کا منافقین کو نہ جاننا دائمی ہے بلکہ اس میں یہ اطلاع ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب انہیں ذلیل ورسوا فرمائے گا اور ان کے معاملہ کو حضور ﷺ اور اہل ایمان پر خوب منکشف کردے گا یہاں مرتین سے کثرت مراد ہے جیسا کہ اس ارشاد الٰہی ''ثم ارجع البصر کرتین'' میں ہے آیت تو واضح کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے احوال پر مطلع فرما رہا ہے اور اس کی تائید یہ حدیث ہے جسے امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط اور دیگر محدثین نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ جمعہ کے اجتماع میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا فلاں تو اٹھ جا اور نکل جا تو منافق ہے فلاں تو اٹھ اور نکل جا تو منافق ہے تو ان کے نام لے لے کر آپ ﷺ نے انہیں نکال کر رسوا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی تعلیمات کا صحیح ادراک اور ان پر شرح صدر کے ساتھ استقامت کی توفیق فرمائے، ہمیں اس راہ ہدایت پر گامزن رکھے جو سراپا اتحاد، محبت اور ایثار ہے اے میرے اللہ! اس امت پر وحدت پیدا فرما۔ ہمارے دلوں کو آپس میں جوڑ دے اور امت کی عظمت رفتہ کو بحال فرما۔ خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں امت کے سینوں کو انقباض سے محفوظ فرما۔ ہمارے دلوں کو اپنی محبت اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے حصۂ وافر عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔

محمد خان قادری

خادم...... کاروان اسلام

جامع رحمانیہ شادمان

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۴ء شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

بوقت پونے نو بجے دن جمعۃ المبارک

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

ما كان الله ليذر المومنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء فامنوا بالله ورسله:

(اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جب تک تم پر جدا نہ کر دے خبیث کو پاک سے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو! کہ وہ تمہیں غیب کا علم دیدے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے)

(آل عمران:۱۷۹)

یہ وعدہ الٰہی ہے کہ ہم دنیا میں ہی مسلمانوں اور منافقین کو ممتاز کر دیں گے، اگر حضور ﷺ کے لئے منافقین کا علم تسلیم نہ کیا جائے تو پھر وعدہ الٰہی کا کیا بنے گا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اس کے مخالف تصور کرنا ہی کفر ہے۔

سورۂ محمد آیت نمبر 30 اور اس کا ترجمہ

............از............مولانا محمود الحسن دیوبندی

ولو نشاء لاارینا کھم فلعر فتھم بسیمھم و لتعر فنھم فی لحن القول.

(سورہ محمد: ۳۰)

(اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، سو تو پہچان چکا ہے ان کو ان کے چہرے سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے)

مولانا اشرف علی تھانوی کا تفسیری نوٹ

سورۂ توبہ کی آیت ۶۱ کے الفاظ "قل هو اذن" کے تحت لکھا

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ سے کہیں منافقین
کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ
آپ ﷺ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول
آیت" لتعرفنهم فی لحن القول " کے تو پھر اختفاء
(پوشیدہ ہونا) ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیر ها
(جیسا کہ مفسرین نے اس آیت کے تحت تصریح کی ہے)

مفسر قرآن بحر العلوم مولانا سید امیر علی ملیح آبادی (۱۳۳۷) نے سورۂ محمد کی اسی آیت کے تحت واضح الفاظ میں لکھا۔

(مترجم کہتا ہے کہ یہ دلیل قطعی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کل منافقین کے حال سے آگاہی عطا کی گئی تھی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس حکم کی تعمیل ممکن نہ ہوتی یعنی اگر آپ منافق کو نہ پہچانتے تو جب اس کا جنازہ لایا جاتا تو کیونکر نماز سے انکار فرماتے۔

(مواہب الرحمن: ۲۶، ۷۸)

منافقین کا وطیرہ

کتاب و سنت میں اعتقادی منافقین کی جو متعدد علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ یہاں ضروری ہے

ا۔ علم نبوی پر طعن

منافقین کا ایک گھناؤنا وطیرہ یہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کے علم مبارک پر طعن کرتے اور یہ کہتے دیکھو یہ نبی (ﷺ) آسمانی خبریں دیتا ہے مگر اونٹنی کے بارے میں نہیں جانتا۔ غزوہ تبوک کے سفر کے دوران ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا صبح کے وقت آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی صحابہ تلاش میں نکلے وہاں ایک شخص زید بن لصیت تھا جو پہلے یہودی تھا بظاہر اسلام لایا مگر منافق تھا اس نے یہ کہنا شروع کر دیا

محمد یزعم انه نبی و هو یخبر کم عن خبر السماء و هو لا یدری این ناقته؟	محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے میں نبی ہوں اور وہ تمہیں آسمانی خبریں دیتا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتا اس کی اونٹنی کہاں ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں وہی جانتا ہوں جو مجھے میرا اللہ بتاتا ہے۔ یعنی میں ذاتی طور پر کچھ نہیں جانتا مجھے اللہ تعالیٰ ہی بتاتا ہے۔ میرے رب نے مجھے اونٹنی کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے وہ فلاں جگہ ہے اور اس کی نکیل درخت کے ساتھ پھنس گئی ہے۔ صحابہ کو بھیجا اور وہاں سے اسے لے آئے (سبل الہدیٰ، ۵: ۴۴۹)

۲۔ علم نبوی کا مذاق اڑاتے

علم نبوی پر طعن کیساتھ ساتھ اس کا مذاق اڑاتے۔ امام بخاری نے " یاایها الذین امنوا

لاتسئلوا عن اشیاء" کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

کان قوم یسألون رسول اللہ ﷺ استهزأ فیقول الرجل من ابی و یقول الرجل تضل ناقته این ناقتی فانزل اللہ فیهم هذه الایة

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر)

کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بطور تمسخر و مذاق سوالات کرتے ہوئے پوچھتے بتائیں میرا والد کون ہے؟ اونٹنی گمشدہ کے بارے میں پوچھتے میری اونٹنی کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی

۳۔ حضور جواب نہیں دے سکتے

بعض اوقات حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو کر اعلان فرماتے کسی نے جو پوچھنا ہے، مجھ سے پوچھ لے

فواللہ لا تسألونی عن شئی الا اخبرتکم به ما دمت فی مقامی هذا

اللہ کی قسم تم جو بھی مجھ سے پوچھو گے میں اسی مقام پر کھڑے کھڑے بتاؤں گا

بلکہ آپ ﷺ بار بار یہ اعلان فرماتے

سلونی سلونی

مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو

(البخاری، ۲: ۱۸۳)

امام بدرالدین عینی (المتوفی ۸۵۵ھ) شارح بخاری شیخ مہلب کے حوالہ سے آپ کے خطبہ، اعلان اور ناراضگی کا سبب ان الفاظ میں لکھتے ہیں

لانه بلغه ان قوماً من المنافقین یسألون منه و یعجزونه عن بعض مایسألونه فتغیظ و قال لا تسألونی

کچھ منافقین کے بارے میں آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ انھوں نے آپ ﷺ سے سوالات کئے اور کہا یہ ہمارے سوالات کا

عن شئی الا اخبرتکم به
(عمدة القاری، ۵:۲۷)

جواب دینے سے عاجز ہیں، اس پر آپ ناراض ہوئے اور بر سر منبر تشریف لا کر اعلان فرمایا مجھ سے پوچھو، جو تم پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا

یعنی منافقین کہتے ،حضور ﷺ ہمارے سوالات کا جواب نہیں دے سکتے اس طرح وہ آپ کے علم وسیع پر طعن کرتے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کی بنا پر اعلان فرمایا آؤ جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو، اس موقعہ پر لوگوں نے جو جو پوچھا آپ ﷺ نے واضح طور پر بتادیا

سوالات کے جوابات

احادیث میں اس موقعہ پر ہونے والے سوالات اور ان کے جوابات بھی منقول ہیں وہ بھی ملاحظہ کر لیں تاکہ علم نبوی کی شان وعظمت ہم پر خوب آشکار ہو جائے

ا۔ میرا والد کون ہے؟

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے نسب پر لوگ طعن کرتے جس کی وجہ سے انھیں پریشانی لاحق ہوتی انھوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

من ابی؟ — میرا والد کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا

ابوک حذافة — تیرا والد حذافہ ہی ہے

(صحیح البخاری، باب ما یکره من کثرة السوال)

۲۔ تیرا والد سالم ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اور آدمی نے اٹھ کر پوچھا

میرا والد کون ہے؟ فرمایا

ابوک سالم مولی شیبة — تیرا والد شیبہ کا غلام سالم ہے

(ایضاً)

۳۔ میں کون ہوں؟

امام ابن عبدالبر نے مسلم کے حوالہ سے نقل کیا ایک آدمی نے پوچھا

من انا یا رسول اللہ ﷺ — یارسول اللہ ﷺ میں کون ہوں؟

فرمایا

انت سعد بن سالم — تو سالم کا بیٹا سعد ہے

(فتح الباری، ۱۲: ۲۲۸)

۴۔ کیا میں جنتی ہوں؟

امام طبرانی نے حضرت ابوفراس اسلمی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ

فی الجنة انا ؟ — کیا میں جنتی ہوں؟

فرمایا

فی الجنة — تو جنتی ہے

(ایضاً)

۵۔ تو دوزخی ہے

امام ابن عبدالبر نے التمھید میں امام زہری سے نقل کیا ایک آدمی نے پوچھا

این مدخلی یا رسول اللہ — میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟

فرمایا تیرا ٹھکانہ

فی النار — دوزخ ہے

انہوں نے امام مسلم سے نقل کیا نبی اسد کا آدمی اٹھا اور اس نے پوچھا

این انا ؟ — میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟

فرمایا

فی النار — تو دوزخ میں جائے گا

(فتح الباری ، ۱۲، ۲۲۸)

صحابہ کی کیفیت

اس موقعہ پر صحابہ کی کیفیت کیا تھی؟ اس کو بھی سامنے رکھیے تا کہ معاملہ آشکار ہو جائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے صحابہ نے جب آپ ﷺ کی ناراضگی دیکھی۔

ا۔ ہر صحابی رو رہے تھے

تو میں نے دائیں بائیں نگاہ اٹھا کر دیکھا

فا ذا کل انسان لا و رأسه فی ثوبه یبکی — تو ہر صحابی کپڑے میں سر لئے رو رہے تھے

امام بخاری نے یہ الفاظ بھی نقل کیے

فغطی اصحاب رسول الله ﷺ وجوهم لهم حنین. — صحابہ اپنے چہرے چھپا چھپا کر رو رہے تھے

(صحیح البخاری ، کتاب التفسیر)

۲۔ سب سے سخت دن

امام مسلم نے نصر بن شمیل سے نقل کیا

فما اتی علی اصحاب رسول الله ﷺ یوم کان اشد منہ — صحابہ پر اس دن سے بڑھ کر شدید کوئی دن نہیں آیا

(فتح الباری، ۱۲، ۲۲۹)

۳۔ ہم بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتے ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے جب مجلس میں سوالات شروع ہو گئے اور آپ ﷺ نے جوابات ارشاد فرمائے

فلما رأی عمر ما بوجہ رسول الله ﷺ من الغضب قال انا نتوب الی الله عزو جل — جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی ناراضگی کے آثار دیکھے تو پکار اٹھے ہم بارگاہ ایزدی میں توبہ کرتے ہیں

(صحیح البخاری)

۴۔ ہمیں معاف فرمادیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین، قرآن کے امام اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر مطمئن ہیں، یہ بھی عرض کیا

فاعف عفا الله عنک فلم یزل بہ حتی رضی — آپ ہمیں معاف فرما دیں اللہ تعالیٰ آپ کے درجات مزید بلند فرمائے یہ الفاظ وہ کہتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ راضی ہو گئے

(فتح الباری، ۱۲: ۲۲۹)

یہ تمام چیزیں واضح کر رہی ہیں صحابہ آپ ﷺ کے علم کامل پر کبھی طعن اور اس کے ساتھ مذاق کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔

۴۔ یہ رب بننا چاہتا ہے

جب حبیب خدا ﷺ نے اپنا یہ مقام بیان فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کر لی اس نے اللہ کی اطاعت کی تو منافقین کہنے لگے سنو یہ شخص کیا کہہ رہا ہے یہ تو شرک کر رہا ہے

و هو نهى ان يعبد غير الله تعالىٰ ما يريد الا ان نتخذه رباً كما اتخذت النصارى عيسىٰ عليه السلام نزلت من يطع الرسول فقد اطاع الله (روح المعانی، پ۵: ۱۲۰)

یہ غیر اللہ کی عبادت سے روکتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہم اسے رب بنا لیں، جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''

دیکھا آپ نے اس کائنات کے سب سے بڑے موحد کو منافقین نے کیا کہہ دیا؟ اگر آج امت مسلمہ کو کچھ لوگ مشرک کہتے ہیں تو اس پر کیا تعجب ہے؟

۵۔ کیا ہم اسے سجدہ کریں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے نفاق و بے ادبی کی ایک مثال یوں بیان کی جب ان سے کہا جاتا ہے

تعالوا يستغفر لكم رسول الله لووا رؤسهم و رايتهم يصدون و هم يستكبرون (المنافقون، ۵)

آؤ تمھارے لئے اللہ کے رسول ﷺ بخشش کی سفارش کریں تو وہ اپنے سر جھٹک دیتے ہیں اور آپ دیکھیں گے وہ تکبر کرتے ہوئے رک جاتے ہیں

یعنی وہ آپ ﷺ کی سفارش کو اہمیت نہیں دیتے، اس آیت مقدسہ کے تحت مفسرین نے نقل کیا بعض لوگوں نے منافقین کے سربراہ عبداللہ بن ابی سے کہا تم رحمۃ للعالمین ﷺ کی

خدمت میں چلے جاؤ اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرلو

یستغفر لک فلوی راسه لهذا الرائی — تو آپ ﷺ تیرے لئے بخشش کی سفارش کر دیں گے لیکن اس نے اس رائے کو ناپسند کرتے ہوئے سر جھٹک دیا

اور کہنے لگا تم نے مجھے ایمان لانے کا کہا میں ایمان لے آیا تم نے مجھے ادائیگی زکوۃ کا کہا میں نے ادا کر دی اب تو اور کچھ باقی نہیں رہا

الا ان تأمرونی بالسجود لمحمد (ﷺ) — اب تم مجھے محمد (ﷺ) کے سامنے سجدہ کا حکم دے رہے ہو

(روح المعانی، پ ۲۸: ۱۱۲)

بتائیے جن لوگوں کا ذہن اس قدر حبیب خدا ﷺ کے خلاف ہو اسے اللہ تعالیٰ معافی کہاں دے گا اگرچہ اس کے حبیب نے اپنی رحمت و اخلاق حسنہ کے پیش نظر دعا بھی کی مگر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ان بد بختوں کو معافی نہیں مل سکتی کیونکہ انھوں نے اللہ و رسول کی بے ادبی میں حد کر دی ہے البتہ اگر وہ حضور ﷺ کے پاس آکر معافی مانگ لیں اور آپ ﷺ انکی سفارش فرمائیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔

۶۔ دعا نبوی ﷺ کی کوئی اہمیت نہیں

اگرچہ سابقہ گفتگو سے آشکار ہو چکا منافقین کے ہاں حبیب خدا ﷺ کی دعا کی کوئی اہمیت نہیں لیکن ایک اور واقعہ ملاحظہ کرلیجیئے تاکہ حقیقت خوب آشکار ہو جائے۔ امام ابن ابی حاتم (المتوفی ۳۲۷ھ) نے حضرت حزرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہم حضور ﷺ کے ساتھ مقام حجر میں تھے آپ ﷺ نے ہمیں وہاں سے پانی اٹھانے سے منع فرما دیا، جب ہم وہاں سے دوسری منزل پر پہنچے تو وہاں پانی نہ تھا صحابہ نے خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ

ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے بعد دعا فرمائی

فارسل اللہ سحابۃ فامطرت علیھم حتی استقوا منھا	اللہ تعالیٰ نے فی الفور بادل بھیجے جو خوب برسے حتیٰ کہ صحابہ نے پانی حاصل کرلیا

صحابی نے ایک منافق سے مخاطب ہو کر کہا

قد تری ما دعا رسول اللہ ﷺ فامطر اللہ علینا السماء	تو نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے آسمان سے بارش نازل فرمادی

وہ منافق کہنے لگا یہ نبی کی دعا سے نہیں

انما مطرنا بنوء کذا و کذا (المظھری، پ۷، ۳۱۱)	یہ تو فلاں فلاں سبب کی وجہ سے بارش ہوئی ہے

دیکھ لیجئے منافق کسی صورت میں بھی حبیب خدا ﷺ کے مقام کو ماننے کے لئے تیار نہیں حالانکہ توحید ماننے والا ہر شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے جس قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے حبیب ﷺ کی دعا و رضا کا مقام ہے اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا

عقیدہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آیئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ سنیے، انھوں نے اپنی آنکھوں سے ہر وقت حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم کی بارش برستی ہوئی دیکھی تو پکار اٹھیں

ما اری ربک الا یسارع فی ھواک (صحیح البخاری، ۲، ۷۲۲)	میں نے آپ کے رب کو آپ کی آرزو جتنی جلدی پورے کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے علاوہ ایسی جلدی میں اسے کبھی نہیں دیکھا

اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً (النور، ۶۳)	تم حضور ﷺ کی دعا ایسے نہ سمجھو جیسے تم ایک دوسرے کے خلاف کرتے ہو

ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہاں واضح کر رہا ہے کہ اگر میرے رسول نے تمہارے خلاف دعا کر دی تو تم بچ نہیں سکو گے کیونکہ

دعوۃ الرسول علیکم موجبۃ فاحذروھا (جامع البیان، ۱۸: ۲۳۵)	حضور ﷺ کی تمہارے مخالف دعا یقیناً مقبول ہے لہذا تم اس سے بچ جاؤ

امام خازن نے انہی کی تفسیر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا

فان دعائہ موجب لیس کدعاء غیرہ (لباب التاویل، ۳: ۳۶۵)	کیونکہ آپ کی دعا بلاشبہ مقبول ہے تو وہ دوسروں کی دعا کی طرح نہیں ہے

امام ابن جریر طبری (المتوفی، ۳۱۰) نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر کیے لیکن آخر میں فرمایا میرے نزدیک

اولی التاویلین فی ذلک بالصواب عندی التاویل الذی قالہ ابن عباس (جامع البیان، ۱۸: ۲۳۵)	اس کی صواب تفسیر وہی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کون کتاب وسنت کو جانتا ہے؟ منافقین کے حوالہ سے بھی کی گئیں دعائیں ان کے سامنے تھیں مگر وہ تو یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور ﷺ کی دعا کے مقام کا ہمیں اندازہ ہی نہیں

۷۔ کہتا ہے روم اور شام فتح ہو جائے گا

غزوہ خندق کے موقعہ پر خندق کھودتے ہوئے ایسی چٹان آئی جو صحابہ سے نہ ٹوٹ پائی آپ ﷺ سے عرض کیا گیا آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کدال سے اسے ضرب لگائی اس کا ایک حصہ ٹوٹ کر دور جا گرا شہر مدینہ روشن ہوا جیسے تاریک گھر میں چراغ جلا دیا جائے آپ نے فرمایا

الله اكبر قصور الروم ورب الكعبة	بزرگ و برتر رب کعبہ کی قسم روم فتح ہو جائے گا

پھر دوسری ضرب لگائی وہ چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی پہلے کی طرح روشنی نکلی آپ ﷺ نے فرمایا

الله اكبر قصور فارس ورب الكعبة	اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم فارس فتح ہو جائے گا

اس پر منافقین نے طعن کرتے ہوئے کہا حالت یہ ہے کہ

نحن بخندق وهو يعدنا قصور فارس والروم	دفاع کے لئے خندق کھودی جا رہی ہے اور وعدے فارس و روم کی فتح کے کر رہے ہیں

(مجمع الزوائد، ٦: ١٣١)

امام طبری نے جو روایت نقل کی اس میں ہے اہل ایمان نے اس پہ خوب خوشی منائی اور اللہ کی بارگاہ میں حمد و شکر بجالائے مگر منافقین نے کہا۔

الا تعجبون ؟يحدثكم و يمنيكم	کیا تمھیں تعجب نہیں؟ یہ تمھیں غلط باتوں
يعد كم الباطل يخبر كم انه يبصر	امیدوں اور وعدوں کی بات کرتے ہیں تمھیں
من يثرب قصور الحيرة ومدائن	کہہ رہے ہیں کہ وہ یثرب سے حیرۃ اور مدائن
كسرى وانها تفتح لكم وانتم	کسریٰ دیکھ رہے ہیں اور وہ تمھارے لئے فتح

تحفرون الخندق من الفرق	ہو جائیں گے حالانکہ تم لوگوں سے دفاع،
ولاتستیطعون ان تبرزوا	بچنے کے لئے خندق کھود رہے ہیں اور ان کے
(جامع البیان، ۲۱:۱۶۳)	سامنے آنے کی طاقت نہیں رکھتے

۸۔ یہ کانوں کے کچے ہیں

منافقین حضور ﷺ کے بارے میں یہ بھی کہتے انھیں کچھ معلوم نہیں تم جو کہو گے یہ مان لیں گے یہ تو صرف "کان" ہیں، جو سن لیا اسے مان لیا، آگے پیچھے کا انھیں علم تک نہیں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کی

و منهم الذين يؤذون النبي و	اور ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں کہ نبی کو ستاتے
يقولون هو اذن قل اذن خير لكم	ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرما دو
يؤمن بالله و يؤمن للمؤمنين و	تمہارے بھلے کیلئے کان ہیں اللہ پر ایمان
رحمة للذين امنوا منكم و الذين	لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پہ یقین کرتے
يؤذون رسول الله لهم عذاب عظيم	ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے لئے
(سورۃ التوبۃ، ۶۱)	رحمت ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے
	ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

اس کے تحت مفسرین نے جو لکھا وہ آگے تفصیلاً آرہا ہے لیکن حافظ ابن کثیر کا ایک جملہ یہاں نقل کردیتے ہیں فرماتے ہیں نبی ﷺ

اى هو اذن خير يعرف الصادق من	بہتر کان ہیں کہ آپ سچے اور جھوٹے کو جانتے
الكاذب (تفسیر القرآن، ۲:۳۶۶)	ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ، ۹)

فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں۔

اس آیت مبارکہ کے تحت متعدد مفسرین نے اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے کہ اس دھوکہ کا وبال انھی کی طرف آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کے احوال پر مطلع فرما دیا ہے لہٰذا انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، ہاں خود انھی کو دنیا و آخرت میں نقصان ہوگا لیکن انھیں اس کا شعور تک نہیں۔

۱۔ امام ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی ۳۸۳ھ) امام کلبی کے حوالہ سے اس کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔

و ما يعلمون ان الله يطلع نبيه عليه السلام على كذبهم	وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے کذب و نفاق پر مطلع فرما رہا ہے۔
(بحر العلوم، ۱: ۵۳)	

۲۔ امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی (المتوفی ۴۶۸ھ) رقمطراز ہیں۔

لان و بال خداعهم عاد عليهم باطلاع الله تعالىٰ نبيه عليه السلام والمؤمنين على اسرارهم وافتضاحهم (و ما يشعرون) و ما يعلمون ذلك	ان کے فراڈ کا عذاب انھی پر آنے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ اور اہل ایمان کو انکے مخفی معاملات سے آگاہ فرما رہا ہے لیکن انھیں اس کا علم نہیں۔
(الوجيز، ۱: ۹۲)	

۳۔ امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) "و ما يخدعون الا انفسهم" کے تحت لکھتے ہیں

لان و بال خداعهم راجع اليهم لان الله يطلع نبيه ﷺ على نفاقهم	ان کے دھوکہ و مکر کا وبال انھی کی طرف لوٹ آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

فیفتضحون فی الدنیا — نبی ﷺ کو ان کے نفاق پر مطلع فرما دینا ہے۔ لہٰذا یہ دنیا میں ہی ذلیل ہوں گے۔

(معالم التنزیل، ۱: ۵۰)

۴۔ امام علاؤالدین علی بن محمد خازن (المتوفی ۷۲۵ھ) نے دوسری تفسیر کرتے ہوئے لکھا

ان وبال ذلک الخداع راجع الیھم لان اللہ تعالیٰ یطلع نبیہ ﷺ علی نفاقھم فیفتضحون فی الدنیا — ان کے دھوکہ کا وبال انھی پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے نفاق پر حضور ﷺ کو آگاہ فرما رہا ہے اور یہ دنیا میں رسوا ہو جائیں گے۔

(لباب التاویل، ۱: ۲۸)

۵۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی ۷۴۵ھ) "وما یشعرون" کے مفعول محذوف پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کے حوالہ سے لکھتے ہیں

اطلع اللہ نبیہ ﷺ علی خداعھم و کذبھم روی ذالک عن ابن عباس — اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کے دھوکہ اور کذب کی اطلاع دے دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے یہی منقول ہے۔

(البحر المحیط، ۱: ۵۸)

۶۔ امام تاج الدین ابو محمد حنفی (المتوفی ۷۴۹ھ) کے الفاظ ہیں

ای و ما یشعرون اطلاع اللہ نبیہ ﷺ علی خداعھم — وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کی دھوکہ دہی سے آگاہ فرما دیا ہے

(الدر اللقیط، ۱: ۵۳)

۷۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے

لان و بال راجع الیھم فیفتضحون فی الدنیاباطلاع اللہ نبیہ ﷺ علی ماابطنوہ (جلالین)	وبال انھی کی طرف راجع ہے یہ دنیا میں ذلیل ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باطنی معاملات سے حضور ﷺ کو آگاہ فرمادیا ہے

۸۔ اس کے تحت شیخ سلیمان الجمل (المتوفی ۱۲۰۴ھ) نے تفسیر کرخی کے حوالہ سے لکھا

ان اللہ یطلع نبیہ ﷺ علی کذبھم (الجمل علی جلالین، ۱:۱۷)	بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے کذب پر مطلع فرما رہا ہے۔

۹۔ اسی طرح اس کے تحت علامہ صاوی مالکی (۱۲۴۱ھ) نے لکھا

وامرہ باخراجھم من المسجد ونزل فیھم ولا تصل علی احد منھم (الصاوی علی الجلالین، ۱:۱۵)	انہیں مسجد سے نکالنے کا حکم دیا اور فرمایا ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی

۱۰۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) "وما یخدعون الا انفسھم" کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔

فانہ لا یخفی علی اللہ خافیۃ وھو یطلع نبیہ ﷺ والمؤمنین فھم غروا انفسھم حیث او ھموا انفسھم انھم امنوا من العذاب والفضیحۃ فضرر خداعھم راجع الیھم دون غیرھم (المظھری، ۱:۲۵)	اللہ تعالیٰ پر کوئی شے مخفی نہیں اور وہ اپنے نبی ﷺ اور اہل ایمان کو آگاہ کررہا ہے اور یہ اپنے نفوس کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم عذاب وذلت سے محفوظ ہیں تو ان کے دھوکہ کا نقصان انہی کی طرف لوٹے گا نہ کہ کسی دوسرے کی طرف۔

۱۱۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما

سے نقل کیا

اطلاع اللہ تعالیٰ نبیہ ﷺ علی خداعھم و کذبھم کما روی ذلک عن ابن عباس

(روح المعانی، ۱: ۱۴۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کے فراڈ اور کذب سے آگاہ کر دیا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر منقول ہے۔

۱۲۔ امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن جوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) ''دار دنیا میں منافقین پر وبال کیا ہوگا'' کی تفصیل میں لکھتے ہیں

و ذلک بطریقین احدھما بالاستدراج والامھال یزیدھم عذابا والثانی باطلاع النبی علیہ السلام والمؤمنین علی احوالھم التی اسروھا

یہ دو طریقہ سے ہے ایک یہ کہ بطور استدراج اور مہلت ہوتا کہ عذاب میں اضافہ ہو، دوسرا حضور ﷺ اور اہل ایمان کو ان کے پوشیدہ احوال سے آگاہی عطا فرمانا ہے۔

۱۳۔ شیخ محمد بن علی شوکانی (المتوفی ۱۲۵۰) نے مخادعت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا

المراد بمخادعۃ المؤمنین لھم ھو انھم اجروا علیھم ما امرھم اللہ بہ من احکام الاسلام ظاھراً و ان کانوا یعلمون فساد بواطنھم کما ان المنافقین خادعوھم باظھار الاسلام و ابطان الکفر

(فتح القدیر، ۱: ۴۱)

اہل ایمان کا ان سے مخادعہ یہ ہے کہ وہ ان پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسلام کے ظاہراً احکام ہی جاری کریں اگرچہ وہ ان کے باطنی فساد سے آگاہ ہیں جیسا کہ منافقین اہل ایمان کو دھوکہ دیتے ہوئے اسلام ظاہر کرتے اور کفر مخفی رکھتے

۱۴۔ امام اسمٰعیل حقی (المتوفی ۱۱۳۷ھ) کے الفاظ یہ ہیں

وو بال خداعهم راجع اليهم لان الله تعالیٰ یطلع نبیہ ﷺ علی نفاقھم فیفتضحون فی الدنیا و یستحقون العقاب فی العقبیٰ

(روح البیان، ۱: ۸۴)

ان کے دھوکہ کا عذاب انہی پر آئے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے نفاق پر مطلع کر دے گا تو یہ دنیا میں رسوا ہو جائیں گے اور آخرت میں مستحق عذاب ٹھہریں گے

۱۵۔ مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی لکھتے ہیں

خدا علام الغیوب ہے اس سے کوئی بات مخفی نہیں رہ سکتی اور وہ مومنوں کو آگاہ کرتا رہے گا۔ سوان پر تو کچھ بھی اس مخادعت و فریب بازی کا اثر نہ پڑا الٹا ان ہی پر پڑا دنیا میں بھی رسوائی ہوئی آخرت میں عذاب شدید میں مبتلا ہوں گے (تفسیر حقانی، ۱: ۸۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

(سورۃ آل عمران، ۱۱۹)

اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرمادو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

آیت مبارکہ کے آخری کلمات "ان اللہ علیم بذات الصدور" کے تحت مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کے احوال پر مطلع فرمایا، مقصد یہ ہے کہ اہل نفاق یہ نہ سمجھیں کہ وہ باری تعالیٰ کے احاطہ علم سے باہر ہیں وہ ان کے سینوں کے تمام رازوں سے آگاہ ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کو اس کی سرپرستی حاصل ہے لہٰذا وہ آپ کو تمھارے کرتوتوں سے آگاہ کرے گا۔

۱۔ شیخ جار اللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) ان مبارک کلمات پر یہ بحث کرتے ہوئے کہ یہ مقولہ میں شامل ہیں یا خارج، لکھتے ہیں دونوں صورتوں میں معنی درست ہے اگر یہ مقولہ سے خارج ہوں تو مفہوم یہ ہوگا اے نبی ﷺ آپ ان سے فرمادیجئے اپنے غیظ میں مرتے رہو۔

ولا تتعجب من اطلاعي اياک علی ما يسرون فاني اعلم وهو اخفی من ذلک وهو ما اضمروه فی صدورهم ولم يظهروه بالسنتهم (الکشاف، ۱: ۴۰۷)

ان کی مخفی باتوں پر میں نے جو آپ کو مطلع کیا ہے اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ میں تو اس سے بھی زیادہ مخفی کو جانتا ہوں اور وہ اسے سینوں میں مخفی رکھتے ہیں اور اس کا زباں سے اظہار نہیں کرتے۔

۲۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) نے شیخ زمخشری کی تمام گفتگو نقل کردی ہے

(مفاتیح الغیب، ۳: ۳۴۴)

۳۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸ھ) کے الفاظ یہ ہیں اے نبی ان سے فرمادو تم اپنے غیظ میں ہی مرجاؤ اور۔

ولا تتعجب من اطلاعي اياک علی اسرارهم فاني اعلم ما اضمره الخلائق ولم يظهروه علی السنتهم

ہم نے منافقین کے رازوں پر تمہیں جو اطلاع دی ہے اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ ہم مخلوق کی ان تمام مخفی، باتوں کو جانتے

اصلاً ہیں جو وہ کبھی زباں پر نہیں لاتے۔

(غرائب القرآن، ۲:۳۴۵)

۴۔ امام ابوالبرکات نسفی (المتوفی ۷۱۰ھ) کے الفاظ بھی یہی ہیں

(مدارک التنزیل، ۱:۲۹۳)

۵۔ امام ابوسعود محمد عماوی (المتوفی ۹۵۱ھ) نے ان الفاظ میں مفہوم بیان کیا ہے

ویحتمل ان یکون خارجا عنه بمعنی لا تتعجب من اطلاع ایاک علی اسرارهم فانی علیم بذات الصدور

یہ جملہ مقولہ سے خارج بھی ہو سکتا ہے کہ منافقین کے بارے میں ہماری اطلاع پر متعجب نہ ہوں کیونکہ میں سینوں کے بھیدوں کو جانتا ہوں

(ارشاد العقل، ۲:۷۷)

۶۔ حتیٰ کہ شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) نے بھی یہ مفہوم بیان کیا ہے

ویحتمل ان یکون خارجا من المقول بمعنی قل لهم ذلک ولا تتعجب من اطلاع ایاک علی اسرارهم فانی علیم بالا خفی من ضمائرهم

اس جملہ کا خارج ہونا بھی محتمل ہے معنی یہ ہوگا ہم نے جو منافقین کے بارے میں تمہیں مطلع کیا ہے اس پر تعجب کیسا؟ کیونکہ میں تو انکے تمام رازوں سے آگاہ ہوں

(محاسن التاویل، ۲:۱۲۵)

۷۔ ڈاکٹر عبدالعزیز حمیدی نے بات بڑی کھول کر بیان کر دی ہے وہ "ان اللہ علیم بذات الصدور" کے تحت لکھتے ہیں

فلا تظنوا ایها المنافقون ان امرکم سیخفی علی النبی ﷺ والمؤمنین

اے منافقو، مت خیال کرو کہ تمہارا معاملہ، رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان پر مخفی

فان الله معهم و لئن لبستم على المؤمنين و اخفيتم حقيقتكم عنهم فانكم لن تستطيعوا ان تستخفوا من الله لانه عالم بمكنونات ضمائركم فهو يعلم سعيكم فى ايقاع الضرر بين المؤمنين وبغضكم لهم و لن تستطيعوا ان تنالوا من المؤمنين شيئا لان الله سبحانه يكشف امركم لهم

رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اگرچہ تم نے اہل ایمان سے اپنی حقیقت مخفی رکھی ہے مگر اللہ تعالیٰ سے نہیں رکھ سکتے کیونکہ وہ تمھارے سارے اندر کے معاملات جانتا ہے اور انھیں بھی جانتا ہے جو تم اہل ایمان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو، لیکن یاد رکھو تم نہ کر سکو گے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمھارا معاملہ ان پر واضح کر دے گا

(المنافقون فی القرآن الکریم، ۱۵۸)

اگر کسی کے ذہن میں حضور ﷺ کے تعجب پر تعجب ہو تو وہ علامہ محمود آلوسی کی یہ گفتگو ملاحظہ کرے۔

و النهى عن التعجب حينئذ خارج مخرج العادة مجازا بناء على ان المخاطب عالم بمضمون هذه الجملة و اما باق على حقيقته ان كان المخاطب غير ذلك ممن يقف على هذا الخطاب فلا اشكال على التقديرين خلافا لمن و هم فى ذلك

یہاں تعجب سے ممانعت مجازاً بطور عادت و معمول ہے اگر مخاطب اس جملہ کے معنوں سے آگاہ ہے یا بطور حقیقت ہے اگر مخاطب اس کے مضمون سے آگاہ نہیں تو دونوں صورتوں میں اشکال ختم بخلاف اس میں وہم کرنے والے کے

(روح المعانی، پ۴: ۳۴۹)

۸۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں

وھو یحتمل ان یکون داخلافی المقول ای قل لھم ان اللہ یعلم ما فی قلوبکم فیفتضحکم فی الدنیا و یعذبکم فی الاخرۃ ولا یفید کم اخفاؤکم

یہ احتمال ہے کہ یہ مقولہ ہی ہو یعنی تم ان سے کہہ دو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے آگاہ ہے اور تمہیں دنیا میں ننگا کر دے گا اور آخرت میں عذاب دے گا تو تمہارا مخفی کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

(المظھری، ۲: ۱۲۶)

۹۔ شیخ علی السائس نے دونوں احتمال بیان کرتے ہوئے لکھا

یحتمل ان یکون خارجاعن المقول لھم ان قل لھم ما تقدم ولا تتعجب من اطلاعی ایاک علی اسرارھم فانی علیم بما خفی فی ضمائرھم

یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مقولہ نہ ہو یعنی سابقہ بات فرما دو اور میں نے جو آپ کو ان کے اسرار سے آگاہی عطا فرمائی ہے اس پر متعجب نہ ہوں کیونکہ میں تو ان کے دلوں کے مخفی رازوں کو جانتا ہوں

(تفسیر آیات الاحکام، ۱: ۳۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ

(سورہ آل عمران،١٦٦،١٦٧)

اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں

آیات کا شان نزول

تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ ان آیات کا نزول غزوہ احد کے موقع پر اس وقت ہوا جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت حضور ﷺ سے جدا ہو گیا اور اس نے کہا ہم غزوہ میں شریک نہیں ہوں گے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کی ایک اہم حکمت یہ بیان فرمائی، لیعلم المومنین ولیعلم الذین نافقوا ، (تاکہ اہل ایمان اور اہل نفاق لوگوں پر ظاہر و واضح ہو جائیں) ان مبارک کلمات کے تحت اہل تفسیر نے جو لکھا ہے وہ ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ ھ) ان آیات کے تحت لکھتے ہیں۔

و ذکر فی ھذہ الایۃ انھا اصابتھم لوجہ آخر وھو ان یتمیز المؤمن عن المنافق	اس آیت کے تحت یہ بھی مذکور ہے کہ ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ اہل ایمان منافقین سے جدا ہو جائیں

(مفاتیح الغیب، ۳ : ۴۲۱)

ان الفاظ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا

المعنی یمیز المؤمنین عن المنافقین	تاکہ اہل ایمان اور منافق جدا ہو جائیں

(ایضاً، ص ۴۲۲)

بلکہ سوال اٹھایا کہ جب اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے اور اہل ایمان بھی منافقین کو جانتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفت " اعلم " لانے کی کیا حکمت ہے اس کا جواب یہ دیا ہے

المراد ان اللہ تعالیٰ یعلم من تفاصیل تلک الاحوال ما لا یعلمہ غیرہ	اللہ تعالیٰ ان کی اس قدر تفصیل جانتا ہے کہ کوئی دوسرا نہیں جان سکتا

(ایضاً، ص ۴۲۴)

۲۔ امام قاضی ناصر الدین بیضاوی نے ان کا مفہوم یوں لکھا ہے

لیتمیز المؤمنون و المنافقون فیظهر ایمان هؤلاء و الکفر هؤلاء	تا کہ اہل ایمان اور منافقین میں امتیاز ہو جائے اور ان کا ایمان اور دوسروں کا کفر واضح ہو جائے
(انوار التنزیل، ۲: ۱۱۴)	

۳۔ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی (المتوفی ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں

لیمیز وا من المنافقین	تا کہ اہل ایمان منافقین سے جدا ہو جائیں
(النکت، ۱: ۴۳۵)	

۴۔ امام ابوسعود محمد عمادی (المتوفی ۹۵۱ھ) نے پہلے علم کا معنی واضح کرتے ہوئے فرمایا

المراد بالعلم التمییز و الاظهار فیما بین الناس	یہاں علم سے لوگوں کے درمیان امتیاز و اظہار ہے

اس کے بعد مفہوم ان الفاظ میں لکھا۔

المعنی و ما اصابکم یومئذ فهو کائن لتمیز الثابتین علی الایمان والذین اظهروا النفاق	جو آج تمھیں تکلیف پہنچی ہے یہ امتیاز پیدا کر دے گی اہل ایمان اور اہل نفاق کے درمیان
(ارشاد العقل، ۲: ۱۰۹)	

۵۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی ۷۵۴ھ) کے الفاظ ہیں

لیمیز اعیان المومنین من اعیان المنافقین	تا کہ ذوات اہل ایمان کا ذوات منافقین سے امتیاز ہو جائے۔
(البحر المحیط، ۳: ۱۰۹)	

۶۔ شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) کے الفاظ ہیں

ای لیعلم المؤمنین من المنافقین علم عیان و رؤیة لیتمیز فیه احد الفریقین من الآخر تمیز ا ظاهرا

تاکہ اہل ایمان، منافقین کو آنکھوں سے دیکھ لیں اور بڑا واضح امتیاز ہو جائے

(محاسن التاویل، ۲: ۱۷۲)

۷۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں

ممتازین عندا لناس یعنی یتحقق امتیاز هم عند الناس فیعرفوا ایمان هؤلاء و کفر هؤلاء

لوگوں کے ہاں امتیاز ہو جائے یعنی اس طرح امتیاز ہو جائے کہ اہل ایمان کو اور اہل نفاق کو پہچان جائیں

(المظهری، ۲: ۱۸۲)

۸۔ شیخ جار اللہ الزمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) کے الفاظ ہیں

و هو کائن لیمیز المؤمنون والمنافقون ولیظهر ایمان هؤلاء و نفاق هؤلاء

اور یہ اس لئے ہے کہ مومنوں اور منافقوں کے درمیان امتیاز ہو جائے ان کا ایمان اور ان کا نفاق واضح ہو

(الکشاف، ۱: ۴۳۷)

۹۔ امام علاؤالدین علی بن محمد خازن (المتوفی ۷۲۵ھ) علم کا معنی واضح کرنے کے بعد لکھتے ہیں

لیتبین المؤمن من المنافق ولیتمیز احدهما من الآخر

(لباب التاویل، ۱: ۳۱۹)

تاکہ مومن، منافق سے جدا ہو جائے اور ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں

۱۰۔ تقریباً یہی الفاظ امام ابوالبرکات حنفی (المتوفی ۷۱۰ھ) کے بھی ہیں

(مدارک التنزیل، ۱: ۳۱۹)

۱۱۔ علامہ سلیمان الجمل (المتوفی ۱۲۰۴ھ) نے مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا

ای لیظهر للناس و یمیز هم المؤمن من غیره — تاکہ لوگوں کے ہاں اہل ایمان دوسروں سے ممتاز ہو جائیں

(الجمل علی جلالین، ۱ : ۳۳۳)

۱۲۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے آیات مبارکہ کے الفاظ " واللہ اعلم بما یکتمون" کے تحت لکھا

المراد اعلم من المؤمنين لانه يعلمه مفصلاً بعلم واجب والمؤمنون مجملاً با مارات — اللہ تعالیٰ اعلم ہے کیونکہ وہ مفصل جانتا ہے اور اہل ایمان اجمالاً علامات سے جانتے ہیں

(روح المعانی، پ ۴ : ۱۲۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔

(سورہ آل عمران، ۱۷۹)

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑے گا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمھارے لئے بڑا ثواب ہے

تمام مفسرین نے اس آیت مبارکہ پر یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے ذریعے واضح کر دیا کہ اب منافقین کو مسلمانوں کی صفوں میں گھسے رہنے نہیں دیا جائے گا بلکہ انھیں اب ننگا اور آشکار کر دیا جائے گا تاکہ دنیا میں یہ رسوائی و ذلت اٹھائیں اور آخرت میں بھی۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کو دنیا میں ہی ان کا علم عطا فرما دے گا

۱۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) آیت مبارکہ پر مسئلہ ثانیہ کے تحت لکھتے ہیں

قد ذكرنا ان معنى الاية ما كان الله ليذركم يا معشر المؤمنين على ما انتم عليه من اختلاط المؤمنين بالمنافق و اشباهه حتى يميز الخبيث من الطيب اى المنافق من المؤمن (مفاتيح الغيب، ۲: ۴۴۱)	ہم نے پیچھے معنی آیت کر دیا کہ اے اہل ایمان، اللہ تعالیٰ تمھیں اس طرح نہیں رہنے دے گا کہ مومن اور منافق میں اختلاط ہو یہاں تک کہ خبیث پاک سے ممتاز ہو جائے یعنی منافق اہل ایمان سے الگ ہو جائیں گے

۲۔ امام ابوالسعود حنفی (۹۵۱ھ) "حتى يميز الخبيث من الطيب" کے تحت رقمطراز ہیں۔

كانه قيل مايتركم الله تعالى على ذلك الاختلاط بل يقدر الامور ويرتب الاسباب حتى يعزل المنافق من المؤمن	گویا فرمایا اللہ تعالیٰ اس اختلاط پر تمھیں نہیں رہنے دے گا بلکہ ایسے امور و اسباب پیدا فرمائے گا کہ منافق اہل ایمان سے جدا ہو جائیں گے۔

(ارشاد العقل السليم، ۲: ۱۱۹)

۳۔ امام نظام الدین حسن نیشاپوری (۷۲۸ھ) کے الفاظ ہیں

خوطبو ابانه ما كان فى حكمة الله ان يترك المخلصين منكم على الحال	خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت نہیں کہ مخلصین کو اس حال میں

التی انتم علیها من اختلاط بعضکم	چھوڑ دے جو اختلاط کی ہے
ببعض (غرائب القرآن، ۲:۲،۳۱۶)	

۴۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰ھ) نے نظم آیت بیان کرتے ہوئے لکھا

فاخبر تعالٰی بانه لا یجوز فی حکمته	اللہ تعالٰی نے یہ اطلاع دی ہے کہ اس
ان یترککم علی ما انتم علیه من	کی یہ حکمت نہیں کہ وہ تمہیں منافقین
اختلاط المنافقین بکم واظهارهم	کے ساتھ ملا جلا چھوڑ دے بلکہ حکمت
انهم منکم بل یجب فی حکمته ان	میں لازم یہ ہے پلید (منافق) پاک
یمیز الخبیث هو المنافق من الطیب	(مومن) سے ممتاز و جدا ہو جائے
وهو المؤمن	

(اللباب، ۶: ۷۹)

۵۔ امام ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں

یعنی بقوله (ما کان الله لیذر	(ما کان الله لیذر المؤمنین)
المؤمنین) ما کان الله لیدع	یعنی اللہ تعالٰی اہل ایمان کو اس حال
المؤمنین علی ماانتم علیه من التباس	میں نہیں چھوڑے گا کہ یہ منافقین کے
المؤمن منکم بالمنافق	ساتھ ملے جلے رہیں

(جامع البیان، ۳: ۲۴۹)

۶۔ شیخ جار اللہ زمخشری (۵۲۸ھ) لکھتے ہیں

کانه قیل ما کان الله لیذر المخلصین	گویا فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالٰی تم
منکم علی الحال التی انهم علیها من	میں سے مخلصین کو اس حال پر نہیں
اختلاط بعضکم ببعض وانه لا یعرف	رہنے دے گا جس اختلاط کی صورت
مخلصکم من منافقکم علی	یہ ہو کہ منافق و مومن کی پہچان نہیں ہو

رہی۔

(الکشاف، ۱:۴۴۵)

الغرض اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ اب ہم مخلص مسلمان اور منافق کے درمیان امتیاز کردیں گے تاکہ لوگ ان کی فریب کاریوں سے محفوظ ہوجائیں اور مسلمانوں کی یہ آرزو بھی پوری ہوجائے کہ انہیں ہم سے الگ کردیا جائے۔

امتیاز کیسے ہوا؟

رہا یہ معاملہ کہ اہل اسلام اور منافقین کے درمیان امتیاز کیسے ہوا؟ تو اس کی دو صورتیں بیان ہوئی ہیں

۱۔ حضور ﷺ کو ان کے باطن اور نفاق سے آگاہ فرمادیا

۲۔ ایسے امتحانات لیے کہ مخلص اور منافق ازخود واضح ہوگئے

امام بیضاوی (۶۸۵ھ) "وما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم" کے تحت رقمطراز ہیں۔

الخطاب لعامة المخلصين والمنافقين في عصره والمعنى لا يتركـكم مختلطين لا يعرف مخلصكم من منافقكم حتى يميز المنافق من المخلص بالوحي الى نبيه باحوالكم اوبالتكاليف الشاقه التي لا يصبر عليها ولا يذعن لها الا المخلص المخلصون منكم كبذل	یہ اس دور کے مخلص اور منافقین سے خطاب ہے مفہوم یہ ہے کہ تمہیں اس طرح ملے جلے نہیں چھوڑے گا کہ مخلص ومنافق میں پہچان نہ ہوسکے حتیٰ کہ وہ ان کے درمیان جدائی پیدا کردے گا اپنے نبی کو ان کے احوال سے وحی کے ذریعے آگاہ فرمادے گا یا تکالیف شاقہ ڈالے گا جس پر یہ منافق صبر نہیں

الاموال والانفس فی سبیل الله لیختبر به بواطنکم و یستدل علی عقائد کم (تفسیر بیضاوی مع شیخ زاده ۲۲۱:۳،)

کرے گا، ان پر مخلص ہی یقین کرے گا مثلاً راہ خدا میں مال وجان خرچ کرنا تا کہ تمہارے باطن کو آزمایا جائے اور اس سے تمہارے عقائد پر استدلال کیا جا سکے

بلکہ تمام مفسرین نے اسی بات کی تصریح کی ہے چند آراء ملاحظہ کیجئے

۱۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) ''وما کان الله لیطلعکم علی الغیب'' کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور منافقین کے درمیان امتیاز کا فیصلہ فرما دیا ہے اور ان الفاظ کے ذریعے واضح کر دیا۔

انه لا یجوز ان یحصل ذلک التمیز بان یطلعکم الله علی غیبه فیقول ان فلاناً منافق وفلاناً من اهل الجنة وفلاناً من اهل النار فان سنة الله جاریة بانه لا یطلع عوام الناس علی غیبه بل لا سبیل لکم الی معرفة ذلک الامتیاز الا بالامتحانات مثل ما ذکر نامن وقوع المحن والا نات حتی یتمیز عندها الموافق من المنافق فاما معرفة ذلک علی سبیل

یہ تو مناسب نہیں کہ تمہیں یوں امتیاز ہو کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے کہ فلاں منافق ہے فلاں مومن جنتی اور فلاں دوزخی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دائمی طریقہ یہ ہے کہ وہ عوام کو اپنے غیب سے آگاہ نہیں کرتا بلکہ ان کی معرفت کے لئے آفات، امتحانات ومشکلات لاتا ہے تا کہ منافق اور موافق میں تمیز ہو جائے لیکن معرفت بطور غیبی اطلاع تو یہ حضرات انبیاء علیہم السلام

الاطلاع علی الغیب فھو من خواص الانبیاء فلھذا قال ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ای ولکن اللہ یصطفی من رسلہ من یشاء فخصھم باعلامھم ان ھذا مؤمن وھذا منافق

(مفاتیح الغیب ۳/ ۴۴:۳۰)

کا خاصہ ہے اسی لئے فرمایا ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی اللہ تعالیٰ رسل کو مخصوص فرماتا ہے اور انہیں اطلاع دیتا ہے کہ یہ مومن اور یہ منافق ہے۔

۳۔ امام ابوحیان اندلسی کے الفاظ یہ ہیں

ثم بین بھذا الایۃ انہ لا یجوز ان یحصل ھذا التمییز فی عوام الناس بان یطلعھم علی غیبہ فیقولون ان فلانا منافق وفلانا مؤمن بل سنۃ اللہ تعالیٰ جاریۃ بان لا یطلع عوام الناس ولا سبیل لھم الی معرفۃ ذلک الا بالامتحان فاما معرفۃ ذلک علی سبیل الاطلاع علی الغیب فھو من خواص الانبیاء وھذا قال تعالیٰ ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیخصھم بالاعلام ان ھذا مؤمن وھذا منافق

پھر اس آیت میں واضح کیا یہ جائز نہیں کہ عوام میں امتیاز کے لئے انہیں اپنے غیب پر مطلع کرے اور وہ کہتے پھریں فلاں منافق اور فلاں مومن ہے بلکہ سنت الٰہیہ یہی ہے کہ عوام الناس کو مطلع نہ کیا جائے لہذا ان کی معرفت کا طریقہ مشکلات و آزمائش ہے رہا معرفت کا طریقہ بطور غیبی اطلاع کے تو وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی انہیں اس اطلاع کے لئے مخصوص کرتا ہے کہ یہ مومن اور یہ منافق ہے

اس سے آگے لکھا کہ تمام اقوال اور تفاسیر کے مطالعہ سے آدمی اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آیت مبارکہ میں جو غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد لوگوں کا مومنین اور منافقین کے احوال پر مطلع ہونا ہے یعنی تمام لوگ اس پر اطلاع نہیں پا سکتے

وھذہ الاقوال کلھا والتفاسیر مشعرۃ بان ھذا الغیب الذی نفی اللہ اطلاع الناس علیہ راجع الی احوال المؤمنین والمنافقین

یہ تمام اقوال و تفاسیر بتا رہی ہیں کہ جس غیب کی اطلاع کی نفی عوام سے کی جا رہی ہے وہ مومنین اور منافقین کے احوال سے متعلق ہے

(البحر المحیط، ۳: ۱۲۷)

ایک مقام پر یہ بھی لکھا

انہ لا یعرف مخلصکم من منافقکم لاتفاقکم علی التصدیق جمیعاً حتی یمیز ھو منکم بالوحی الی نبیہ باخبارہ با حوالکم

مخلص اور منافق کی پہچان نہ ہو گی کیونکہ تمام تصدیق کا دعویٰ کرتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ تمہارے احوال کی خبر نبی کو عطا فرمائے گا جس سے امتیاز ہو جائے گا

(البحر المحیط، ۳: ۱۲۵)

۳۔ امام نظام الدین نیشا پوری (۷۲۸ھ) رقمطراز ہیں کہ باقی لوگوں کو قرائن اور امتحانات کی وجہ سے امتیاز معلوم ہوگا، نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ خصوصی علم و اطلاع کے ذریعے ان کے احوال سے آگاہ فرمادے گا جو تمہیں حاصل نہیں ہوگا۔

لا تظنوا ان ھذا التمیز یحصل بان یطلعکم اللہ علی غیبہ ولا یکون لھم سبیل الی معرفۃ

یہ خیال نہ کرو کہ امتیاز تمہیں اللہ تعالیٰ غیبی اطلاع کے ذریعے دے گا تواب عوام کیلئے معرفت کی صورت امتحان اور

الامور الا بالامتحان والقرائن لا بالظن الغالب ولكنه يصطفي من رسله من يشاء فيعلم ان هذا مؤمن وذلك منافق

(غرائب القرآن، ۴: ۱۳۳)

قرائن ہیں جن سے ظن غالب حاصل ہو لیکن رسول منتخب ہیں انہیں اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ یہ مومن ہے اور وہ منافق

۴۔ امام ابوالبرکات حنفی رقمطراز ہیں

لكنه قيل ما كان الله ليذر المخلصين منكم على الحال التي انتم عليها من الاختلاط بعضكم ببعض حتى يميز منكم بالوحي الى نبيه واخباره باحوالكم

(مدارک التنزیل، ۱: ۳۴۸)

گویا فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کو اس حالت اختلاط پر نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ وہ اپنے نبی ﷺ کو تمہارے احوال کے بارے میں وحی کے ذریعے خبر دے گا تو امتیاز ہو جائے گا۔

۵۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری "حتی یمیز الخبیث من الطیب" کے تحت لکھتے ہیں۔

ای مایترکھم اللہ تعالیٰ علی ذلک الا ختلاط بل یوحی الی الرسول ﷺ باحوالھم و یبتلیھم بالتکالیف التی لا یقدر علیھا الا المخلص کبذل الاموال والانفس فی سبیل اللہ حتی یعزل المنافق من المؤمن

اللہ تعالیٰ اس اختلاط پر تمہیں نہیں رہنے دے گا بلکہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے احوال سے آگاہ فرمائے گا اور عنقریب انہیں ایسے اعمال سے آزمائے گا جسے مخلص ہی نبھائیں گے مثلاً راہ خدا میں مال و جان خرچ کرنا تو پھر منافق و مومن کا امتیاز ہوجائے گا۔

(المقتطف، ۱: ۳۹۵)

۲۔ امام اسمٰعیل حقی (۱۱۳۷ھ) رقمطراز ہیں

حتی یمیز المنافق من المخلص بالوحی الی نبیہ ﷺ باحوالکم

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے نبی ﷺ کو تمہارے احوال سے آگاہ فرمائے گا تو منافق و مخلص میں امتیاز ہوجائے گا۔

(روح البیان، ۲: ۱۲۲)

خلاصہ یہ ہوا کہ تمام مسلمان قرآن مثلاً امتحانات، مصائب اور مشکلات میں اپنے اور اہل نفاق کے اندر امتیاز پائیں گے، اہل ایمان صبر و محنت کا دامن نہیں چھوڑیں گے مگر منافق صبر و شکر کا نام نہیں لیں گے اہل ایمان، اسلام کی خاطر اپنی جان و مال وقف کردیں گے مگر اہل نفاق اپنے مفادات کی جنگ لڑیں گے۔

مفسرین کی تردید

یہاں یہ بات نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ زمخشری نے یہ لکھا یہ تفسیر بھی جائز ہے کہ تکالیف شاقہ ہی ان کے عقائد اور ضمائر قلوب پر معیار بنیں گے اور ان کے ذریعے ہی ان کے

نفاق کا علم ہوگا کیونکہ سینوں کا علم فقط اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور کوئی نہیں جان سکتا یعنی منافقین کے احوال کی خبر بطریق استدلال ہوگی نہ کہ بطریق وحی و اطلاع (الکشاف، ۱: ۴۴۵)

اس کا مفسرین نے صراحۃً رد کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہی بات تھی تو پھر آیت مبارکہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو مستثنیٰ اور مخصوص نہ کیا جاتا حالانکہ واضح طور پر "ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء" کے کلمات موجود ہیں۔ جو آشکار کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی منافقین کے احوال سے آگاہ فرمایا۔

۱۔ امام ابو سعود حنفی (۹۸۲ھ) نے کچھ لوگوں کا موقف نقل کیا۔

وقد جوز ان يكون المعنى لا يترككم مختلطين حتى يميز الخبيث من الطيب بان يكلفكم التكاليف الصعبة التي لا يصبر عليها الا المخلص الذين امتحن الله تعالى قلوبهم كبذل الارواح في الجهاد و انفاق الاموال في سبيل الله فيجعل ذلك معيارا على عقائدكم وشاهدا بضمائركم حتى يعلم بعضكم بما في قلب بعض بطريق الاستدلال من جهة الموقوف على ذات الصدور فان ذلك مما استأثر الله تعالى

یہ معنی بھی جائز قرار دیا کہ وہ تمہیں حالت اختلاط میں نہیں چھوڑے گا اور وہ مختلف مشکل اعمال کے ذریعے آزمائے گا جس پر اللہ تعالیٰ کے منتخب اور مخلص بندے ہی کامیاب ہوں گے مثلاً جہاد میں ارواح کی قربانی، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا اور یہ تمہارے عقائد کے لئے معیار اور تمہارے ضمائر پر شاہد تھی کہ بطریق استدلال معلوم ہوگا کہ فلاں کے دل میں کیا ہے نہ کہ دلوں کا علم کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اب اس کا رد بھی ان کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

وانت خبیر بان الا ستد راک باجتباء الرسل المبنئي عن مزید مزیتهم و فضل معرفتهم على الخلق اثر بیان قصور رتبتهم عن الوقوف على خفايا السرائر صريح في ان المراد اظهار تلک السرائر بطريق الوحي لا بطريق التكليف بما يؤدى الى خروج اسرارهم عن رتبة الخفاء

(ارشاد العقل، ۲:۱۱، ۱۲۰)

تم جانتے ہوں حضرات انبیاء علیہم اسلام کو آیت میں الگ کرنا بتا رہا ہے کہ ان کا مقام و معرفت کی فضیلت دوسری مخلوق سے زیادہ ہے اور وہ مخلوق ان مخفی معاملات سے آگاہی سے قاصر ہے تو یہ تصریح ہے کہ ان مخفی معاملات کو بطریق وحی بتایا جائے گا نہ کہ بطریق تکلیف جو انہیں رتبہ خفاء سے باہر لائے۔

ہاں یوں کہا جا سکتا ہے کہ عوام الناس کو بطریق استدلال نفاق کا علم حاصل ہوگا مگر سرور عالم ﷺ کو ان کے احوال سے بذریعہ وحی بھی آگاہ کر دیا جیسا کہ علامہ آلوسی رقمطراز ہیں۔

حاصل المعنى ليس لكم رتبة الاطلاع على الغيب وانما لكم رتبة الاستدلال الحاصل من نصب العلامات والا دلة و الله تعالىٰ سيمحنكم بذلك فلا تطمعوا في غيره فان رتبة

خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا مقام اطلاع غیبی نہیں بلکہ رتبہ استدلال ہے جو علامات اور دلائل سے حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ عنقریب ایسی چیزیں لائے گا لہذا تم دوسری بات کا طمع نہ کرو کیونکہ رتبہ غیب پر اطلاع رسل کا مقام ہے اور تم

الا طلاع علی الغیب لمن شاء من رسلہ واین انتم من اولئک المصطفین الاخیار؟
ان منتخب افراد میں کہاں ہو؟

(روح المعانی، پ ۴:۱۳۷)

مفسرین کی تصریحات

اس آیت مبارکہ کے تحت مفسرین نے یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کا علم عطا فرما دیا، چند کی تصریحات درج ذیل ہیں

۱۔ امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

فیطلعہ علی غیبہ کما اطلع علی حال المنافقین (جلالین)
آپ ﷺ کو غیب پر مطلع کیا جیسا کہ آپ کو احوال منافقین سے آگاہ کیا گیا

۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں

فیطلعہ علی البعض من علوم الغیب احیانا کما اطلع نبیہ ﷺ علی احوال المنافقین بنور الفراسۃ (المظہری، ۲:۱۸۵)
مختلف اوقات میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا جیسا کہ نور فراست کے ذریعے آپ کو احوال منافقین سے آگاہ کیا۔

اس عبارت کا ترجمہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے یہ کیا ہے

"تو اس کو احیاناً بعض علوم غیب پر مطلع کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (احد کے موقع پر بعض) منافقین کے حالات پر آنحضرت ﷺ کو مطلع کر دیا تھا۔

(ازالۃ الریب، ۵۱)

مولانا نے جو اضافہ کیا ہے یہ ان کی تحقیق ہے۔ ہم نے مظہری کی عبارت کا سیاق

وسباق بار بار پڑھا مگر ہمیں یہ کہیں نہیں ملا کہ انہوں نے بعض کی تخصیص کی ہو بلکہ انہوں نے تو امام سدی والی روایت ذکر کی ہے جو واضح طور پر دلیل ہے کہ تمام اہل نفاق کے احوال سے آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا، قارئین خود مظہری کا مقام ملاحظہ کر لیجئے۔

۳۔ شیخ محمد علی صابونی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

ای یختار من رسله من یشاء فیطلعهم علی غیبه کما اطلع النبی ﷺ علی حال المنافقین (صفوة التفاسیر، ۱: ۲۷۵)

اپنے رسولوں کو منتخب فرماتا ہے اور انہیں اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کو حال منافقین کے بارے میں آگاہ کر دیا گیا۔

۴۔ امام ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) "وان تؤمنوا و تتقوا" کے تحت لکھتے ہیں

وان تصدقوا من اجتبیته من رسلی بعلمی و اطلعته علی المنافقین منکم (جامع البیان، ۳: ۲۵۱)

تصدیق کرو میرے رسولوں کی جنہیں میں نے اپنے علم کیلئے منتخب کیا اور تم میں سے منافقین پر انہیں مطلع کر دیا ہے

۵۔ امام علاؤ الدین خازن کے یہ الفاظ ہیں

یعنی وان تصدقوا من اجتبیته برسالتی و اطلعته علی ما شاء من غیبی و اعلمته بالمنافق منکم والمؤمن المخلص (لباب التاویل، ۱: ۲۹)

تم تصدیق کرو ان کی جنہیں میں نے رسالت دی ہے اور اپنے غیب پر اطلاع دی ہے اور انہیں تم میں سے منافق اور مومن پر مطلع فرمایا ہے

۶۔ امام ابوالبرکات حنفی نے "وما کان الله لیطلکم علی الغیب" کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے

وما كان الله ليؤتي احد منكم علم الغيب فلا تتوهموا عند اخبار الرسول بنفاق الرجل و اخلاص الآخر انه يطلع على ما في القلوب باطلاع الله فيخبر عن كفرها و ايمانها (ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء) ولكن الله يرسل الرسول فيوحي اليه ويخبره بان في الغيب كذا وان فلاناً في قلبه النفاق و فلاناً في قلبه الاخلاص فيعلم ذلك من جهة اخبار لا من جهة نفسه

اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دے گا تو جب رسول تمہیں خبر دے کہ فلاں منافق ہے اور فلاں مخلص تو وہم میں نہ پڑا کرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع کی وجہ سے ان کے دلوں سے آگاہ ہیں لہذا وہ ان کے کفر یا ایمان کے بارے میں خبر دیں گے (ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء) لیکن اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے جو اس نبی ﷺ کو وحی اور خبر دیتا ہے کہ یہ غیب ہے فلاں کے دل میں نفاق ہے اور فلاں کے دل میں اخلاص تو یہ اطلاع کی وجہ سے خبر دیتے ہیں نہ کہ ذاتی طور پر

اس کے بعد انہوں نے غیر رسول کے لئے غیب ماننے والوں کا رد کیا ہے

(مدارک التنزیل، ۱: ۳۲۸)

شان نزول سے تائید

اس آیت مبارکہ کے شان نزول سے بھی تائید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرمایا تقریباً تمام مفسرین نے امام سدی سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میری امت اپنی صورت میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی تو میں نے جان لیا ان میں سے کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا، جب یہ بات منافقین نے سنی۔

فاستهزؤا فقالوا زعم محمد انه یعلم من یؤمن به ومن یکفر ونحن معه لا یعرفنا فانزل الله ماکان الله لیذر المؤمنین

(غرائب القرآن، ۲: ۳۱۷)

تو انھوں نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا محمد کیسا ہے اپنے پر ایمان لانے والے اور کفر کرنے والوں کو جانتا ہے حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں وہ ہمیں تو جانتا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ماکان الله لیذر المومنین

واضح بات ہے کہ اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ کو منافقین کا علم یقیناً عطا فرمایا

شیخ ابن قیم نے اس آیت کے تحت لکھا

هذا استدراک مما نفاه من اطلاع خلقه علی الغیب کما قال (عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول) فحظکم انتم و سعادتکم فی الایمان بالغیب الذی یطلع علیه رسله

(محاسن التاویل، ۲: ۱۸۰)

یہ اس سے استدارک ہے کہ مخلوق سے علم غیب کی نفی کی گئی جیسا کہ فرمادیا (عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول) تو تمھارا حصہ اور سعادت اس غیب پر ایمان ہے جس پر اللہ کے رسول مطلع ہیں

شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

(ماکان الله لیذر) ای یترک (المومنین علی ما انتم علیه) من الالتباس بالمنافقین بل لا یزال یبلیکم (حتی یمیز) المنافق

اللہ تعالیٰ تمھیں اس التباس و اختلاط منافقین کے ساتھ نہیں چھوڑے گا بلکہ وہ تمھیں آزمائش میں ڈالے گا تاکہ منافق (خبیث) مومن (طیب) سے

(الخبیث من) المؤمن (الطیب و) لا یمیز الا بهذا الابتلاء (ما کان الله لیطلعکم علی الغیب) ای الذی یمیز به ما فی قلوب الخلق من الایمان والکفر (ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء) باطلاعه علی الغیب کما اوحی الی النبی ﷺ بما ظهر منهم من الاقوال والافعال

(محاسن التاویل، ۲: ۱۸۰)

الگ ہو جائے اور اس ابتلا سے امتیاز ہو گا (وما کان الله لیطلعکم الغیب) وہ غیب جس کی وجہ سے مخلوق کے دلوں کا ایمان و کفر میں امتیاز ہو جائے (ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء) اپنے غیب پر مطلع کرنے کیلئے جیسا کہ نبی ﷺ پر اس نے منافقین کے اقوال و افعال کا اظہار فرما دیا۔

اس لئے آگے چل کر لطائف کے عنوان کے تحت پانچواں فائدہ یہ لکھا

التعرض للاجتباء فی قوله (یجتبی من رسله) الخ للایذان بان الوقوف علی امثال تلک الاسرار الغیبیة لا یاتی الا من رشحه الله تعالی لمنصب جلیل تقاصرت عنه همم الامم

(ایضاً، ۱۸۱)

ویجتبی من رسله میں انتخاب قطعی طور پر واضح کر رہا ہے ان اسرار غیبیہ پر آگاہی صرف انہی کو حاصل ہوتی ہے جنہیں اللہ ایسا منصب جلیل عطا فرماتا ہے جسے سمجھنے سے لوگوں کے تصورات بھی قاصر ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰہُ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ فَاَعْرِضْ عَنْہُمْ وَعِظْہُمْ وَقُلْ لَّہُمْ فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ قَوْلًا بَلِیْغًا ۔

(سورۃ النساء ۶۳)

ان کے دلوں کی بات تو اللہ ہی جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا بات کہو۔

اس آیت مبارکہ میں "فاعرض عنہم" (ان سے اعراض کیجئے) کے تحت مفسرین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ منافقین کے باطن سے آگاہ تھے مگر آپ ﷺ کو اس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔

۱۔ امام ابو سعود حنفی (۹۱۰ھ) رقمطراز ہیں۔

قیل عن عقابهم لمصلحة فی استبقائهم ولا تظهر لهم علمک بما فی بواطنهم ولا تهتک ستر هم حتی یبقوا علی وجل و حذر

(ارشاد العقل السلیم، ۲: ۱۹۲)

(روح المعانی، ۵: ۹۲)

بعض مفسرین نے کہا ابھی اس حال پر انہیں باقی رکھنے کی مصلحت کی وجہ سے انہیں سزا نہ دو اور جو ان کے باطن کے بارے میں آپکو علم ہے اس کا اظہار لوگوں کے سامنے نہ کرو اور نہ ہی ان کا پردہ چاک کرو تا کہ یہ ڈر خوف کی حالت میں رہیں۔

۲۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸ھ) اعراض کا دوسرا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں

انه لا یهتک سترهم ولا یظهر هم انه عالم بکفنه ما فی بواطنهم من النفاق لما فیه من حسن العشرة و الحذر من اثار الفتنة

(غرائب القرآن، ۲: ۴۳۹)

ان کا پردہ چاک نہ کرو اور نہ یہ ظاہر کرو کہ میں ان کے باطنی نفاق سے آگاہ ہوں کیونکہ اس میں حسن اخلاق اور معاشرہ کو فتنہ سے بچانا ہے۔

۳۔ شیخ محمد علی صابونی نے فقط یہی معنی بیان کیا۔

ای فاعرض عن معاقبتهم للمصلحة ولا تظهر لهم علمک بما فی بواطنهم ولا تهتک سترهم حتی

مصلحت کی بنا پر ان کی سزا سے اعراض کرو اور ان کے باطن کے بارے میں تم جو کچھ جانتے ہو اسے ظاہر نہ کرو

يبقوا على وجل و حذر (صفوة التفاسير، ۱: ۳۳۸)

ان کا پردہ چاک نہ کرو تا کہ یہ خوف و ڈر کی حالت میں رہیں۔

۴۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اكتف بالاعراض عنهم ولا تهتك سترهم ولاتظهر لهم انك عالم بكفنه ما في بواطنهم فان من هتك ستر عدوه واظهر له كونه عالماً بما في قلبه فربما يجرئه ذلك على ان لا يبالي باظهار العداوة ويزداد الشر ولكن اذا تركه على حاله بقي في خوف ووجل فيقل الشر (مفاتيح الغيب، ۴: ۱۴۳)

صرف ان سے اعراض کر لو اور ان کا پردہ چاک نہ کرو اور نہ ہی انہیں یہ بتاؤ کہ تم ان کے باطنی نفاق سے آگاہ ہو کیونکہ جو آدمی دشمن کا پردہ چاک کر کے اسے بتا دیتا ہے کہ وہ دل کے معاملہ سے آگاہ ہے بعض اوقات اسے اس پر جرأت ہو جاتی ہے کہ وہ اظہار عداوت سے لاپرواہ ہو جاتا ہے جس سے شر و فتنہ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر اسے اپنے حال پہ چھوڑ دیا جائے تو وہ خوف و ڈر کی وجہ سے اپنے حال ہی میں رہتا ہے اور فتنہ کم ہو جاتا ہے۔

۵۔ ڈاکٹر عبد العزیز حمیدی ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں

ثم ارشد الله سبحانه نبيه ﷺ الى كيفية معاملتهم بقوله (فاعرض عنهم) اى عن قبول اعتذارهم لانكشاف حالهم واعلام الله اياك

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو تعلیم دی کہ ان کے ساتھ معاملہ کیسے کرنا ہے فرمایا ان سے اعراض کرو یعنی ان کا عذر نہ سنو اس لئے کہ ان کا معاملہ

بسانهم يظهرون مالا يضمرون (وعظهم) اى اذكر لهم ما يعتبرون به لهم لعلهم يرجعون (وقل لهم فى نفسهم قولا بليغا) اى قل لهم قولا بالغا الحقيقة التى انطوت عليها نفو سهم مما اعلمك الله به ليكون فى هذا بينة واضحة على انك رسول من عند الله وان ما تدعو الناس الى الايمان به وحى من الله تعالیٰ لان معرفة ما تضمره قلوبهم هو من علم الغيب ولا يعلم الغيب الا الله تعالیٰ

(المنافقون فی القرآن، ۱۱۴)

منکشف ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مخفی امور سے آگاہ فرمادیا ہے اور انہیں نصیحت کیجئے شائد یہ رجوع کریں اور ان سے قول بلیغ فرمایئے جو ان کی حقیقتوں کو کھول دے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہیں تاکہ ان پر آشکار ہوجائے۔ کہ تم اللہ کی طرف سے رسول ہو اور جس ایمان کی طرف تم دعوت دے رہے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے کیونکہ دلوں کے رازوں کا جاننا غیبی علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

(فاعرض عنهم) اى من عقابهم لمصلحة ولا تهتك سترهم حتى يبقوا على وجل وحذر

(المقتطف، ۱: ۲۶۸)

مصلحت کی وجہ سے انہیں سزا نہ دو اور ان کا پردہ چاک نہ کرو تاکہ خوف وڈر میں ہی رہیں۔

۔ شیخ جاراللہ زمخشری (۵۳۸ھ) کے الفاظ ہیں۔

تعاقبهم لمصلحة فى استبقائهم ولا زد على كفهم بالموعظة والنصيحة عما هم عليه (الکشاف، ۱: ۵۲۷)

اس حالت پر باقی رکھنے کے لئے انہیں سزا نہ دو، ان کے معاملات پر صرف وعظ ونصیحت میں کام لو۔

۸۔ اس عبارت کے تحت امام ابن منیر سکندری لکھتے ہیں

فیشھد لہ سیرتہ علیہ الصلاۃ والسلام فی کتم عنا دالمنافقین والتجافی عن افضاحھم والستر علیھم	حضور ﷺ کی سیرت انور اس پر شاہد ہے کہ آپ نے عناد منافقین کو چھپا رکھا، ان کا پردہ چاک کرنے سے گریز ہی نہ کیا بلکہ ان پر پردہ ڈالا۔

(الانتصاف، ۱:۵۲۸)

۹۔ شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) نے بھی بعینہ زمخشری اور ابن منیر کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ (محاسن التاویل، ۲:۳۷)

۱۰۔ امام احمد صاوی مالکی (المتوفی ۱۲۴۱ھ) لکھتے ہیں

ای ولا تقتلھم ھذا قبل الامر باخراجھم وقتلھم	انہیں قتل نہ کرو اور یہ قتل و اخراج سے پہلے کا حکم ہے۔

(الصاوی علی الجلالین، ۲:۳۹)

۱۱۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (المتوفی ۱۳۰۷ھ) کے الفاظ ہیں

ای عن عقابھم بالصفح وقیل عن قبول اعتذارھم وقیل اعرض عنھم فی الملاء وقل لھم فی الخلا (فتح البیان، ۲:۱۰۵)	انہیں سزا دینے سے اعراض کرو، بعض نے کہا ان کا عذر قبول نہ کرو، بعض نے لوگوں کے سامنے ان سے اعراض کر اور تنہائی میں نصیحت کرو۔

۱۲۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے یہ ترجمہ کیا ہے۔

ولا تقبل عذرھم	اور ان کے عذر قبول نہ فرماؤ

(روح المعانی، ۵:۱۱۰)

اگر اہل نفاق کا علم نہیں تو اس حکم کا کیا معنی؟ یہ اسی کے سزاوار ہے جس کو پہلے علم دیا گیا ہو۔

۱۳۔ امام قاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی لکھتے ہیں۔

عن عقابھم لمصلحۃ فی استبقائھم مصلحت کی وجہ سے انہیں سزا نہ دو

(انوار التنزیل ۲،۹ ۲۰)

۱۴۔ شیخ محمد جوناگڑھی نے (فاعرض عنھم) کا ترجمہ کیا

''آپ ان سے چشم پوشی کیجئے'' (ترجمہ القرآن ۲۳۲)

ظاہر ہے چشم پوشی علم کے بعد ہی ہوتی ہے اگر آپ جانتے ہی نہیں تو چشم پوشی کا کوئی مفہوم ہی نہیں رہتا

۱۵۔ مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی لکھتے ہیں

منافق جھوٹے ہیں ان کے دل کا حال ہم کو خوب معلوم ہے مگر تم ان کی گرفت نہ کرو بلکہ اپنے خلق عظیم کی وجہ سے درگذر کرو۔ (تفسیر حقانی ،۱: ۱۲۰)

۱۶۔ مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں

ان سے تغافل کر جایا کیجئے (یعنی کچھ مواخذہ نہ فرمایئے) آگے چل کر لکھتے ہیں

اس تغافل کے مصلحت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کفر مشہور تو تھا لیکن اگر ان کے ساتھ مثل کفار مجاہرین (اعلانیہ کافر) کے معاملہ جہاد کا ہوتا تو دور والوں کو ان کی خفیہ شرارتوں کی تو خبر پہنچتی نہیں اور قتل و غارت مشہور ہی ہوتا تو اسلام سے لوگوں کا ایک گونہ توحش ہوتا کہ اسلام بھی نہایت ہی تجبر و بدنظمی ہے اس توحش سے اسلام کی ترقی رک جاتی ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد کہ'' دعہ فان الناس یتحد ثون ان محمدا یقتل اصحابہ او کما قال ''اس مصلحت کی طرف مشیر ہے (بیان القرآن ،۲: ۱۲۹)

تمام مفسرین نے تصریح کر دی ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے علم عطا فرمایا مگر مصلحت کی وجہ سے درگزر اور اعراض کا حکم دیا مگر ہم اب تک یہی موقف اختیار کیے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالی کے حبیب ﷺ اہل نفاق کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

(النساء، ۸۱)

اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو انہیں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو منصوبے گانٹھتا تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو

یہاں "فاعرض عنھم" کی تفسیر میں مفسرین نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ انہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر کی تعلیم دی اس لئے کہ ابھی ابتداء اسلام کا معاملہ ہے۔

۱۔ حضرت ضحاک بن مزاحم تابعی (المتوفی ۱۰۵ھ) نے فاعرض عنھم کی تفسیر یہ کی

لا تخبر ھم باسمائھم — ان منافقین کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ

(تفسیر الضحاک، ۱:۲۹۷)

۲۔ امام ابوالحسن علی بن احمد واحد (المتوفی ۴۶۸ھ) لکھتے ہیں

فاصفح عنھم و ذلک انہ نھی عن قتل المنافقین فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلک بقولہ جاھد الکفار و المنافقین (الوجیز، ۱:۲۷۷)

تو ان سے اعراض کرو ابتدا اسلام میں قتل منافقین کی ممانعت تھی پھر یہ جاھد الکفار و المنافقین کے حکم سے منسوخ ہوگیا۔

۳۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) نے نہایت ہی واضح طور پر آیت مبارکہ کے تحت لکھا آپ ﷺ منافقین کے ناموں تک آگاہ تھے مگر ابتداء اسلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو درگذر کی تعلیم دی ان کے الفاظ ہیں

ثم قال تعالیٰ فاعرض عنھم والمعنی لا تھتک ستر ھم و لاتفضحھم و لا تذکرھم باسمائھم و انما امر اللہ بستر بامر المنافقین الی ان یستقیم امر الاسلام

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے اعراض کرلو یعنی ان کا پردہ چاک نہ کرو اور انہیں ذلیل نہ کرو، ان کے نام نہ بتاؤ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے معاملہ کو مخفی رکھنے کا حکم دیا یہاں تک کہ اسلام کا غلبہ ہوجائے۔

(مفاتیح الغیب، جز ۱۰: ۱۵۱)

۴۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے فاعرض عنھم کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ای اصفح عنھم واحلم علیھم ولا تؤاخذھم ولا تکشف امورھم للناس ولا تخف منھم ایضاً (تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۵۳۹)

ان سے اعراض کرو حلم و بردباری قائم رکھو انہیں مواخذہ نہ کرو، لوگوں کے سامنے ان کے معاملات آشکار نہ کرو اور ان سے ڈرو بھی مت۔

۵۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) ان الفاظ مبارکہ کا دوسرا مفہوم یہ لکھتے ہیں

او المعنی لا تعاقبھم ولا تخبر باسمائھم (المظھری، ۲: ۱۲۹)

یا معنی یہ ہے کہ ان کو سزا نہ دو اور نہ ہی ان کے نام لوگوں کو بتاؤ

۶۔ امام نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری (المتوفی ۷۲۸ھ) "واللہ یکتب ما یبیتون" کا دوسرا مفہوم یہ لکھتے ہیں

او یکتبہ فی جملة مایوحی علیک فیطلعک علی اسرارھم

یا اس میں تحریر کر دیتا ہے جو اس نے آپ کی طرف وحی کرنا ہے تو وہ تمہیں رات کے اسرار سے مطلع کر دیتا ہے

۷۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (۱۲۰۷ھ) نے دوسرا مفہوم یوں بیان کیا ہے کہ

وقیل معناہ لا تخبر باسمائھم (فتح البیان، ۲: ۱۱۸)

بعض مفسرین نے یہ معنی کیا ہے کہ منافقین کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ۔

۸۔ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی (المتوفی ۶۷۷ھ) "واللہ یکتب ما یبیتون" کے تحت لکھتے ہیں۔

قال الزجاج المعنی ینزلہ علیک فی الکتاب

شیخ زجاج نے معنی یوں کیا ہے کہ اللہ نے تم پر نازل شدہ کتاب میں ان سے

آگاہی عطا فرمائی ہے۔

اور فاعرض عنهم کی تفسیر میں لکھتے ہیں

ای لا تخبر عن اسمائهم — تم ان کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۳: ۲۷۶، ۲۷۷)

۹۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے شیخ زجاج کے حوالہ سے لکھا

ای فیما یوحیه الیک فیعلمک علی اسرارهم ویفضحهم — اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو وحی فرمائی ہے اس کے ذریعے منافقین کے اسرار و راز بتا دیئے ہیں اور انہیں ذلیل و رسوا فرمایا ہے

اور فاعرض عنهم کے تحت لکھا

ای تجاف عنهم و لا تقصد للانتقام منهم — ان سے دور رہو اور ان سے انتقام کا نہ سوچو۔

(روح المعانی، پ۵، ۱۲۱)

۱۰۔ امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن جوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) نے "واللہ یکتب ما یبیتون" کے تحت امام زجاج سے یہ تفسیر نقل کی ہے

فینزله الیک فی کتابه — کتاب کے ذریعے تمہیں آگاہی عطا کر دی ہے۔

(زاد المسیر، ۲: ۸۷)

۱۱۔ شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) نے ان مبارک الفاظ کا معنی یوں لکھا

وجوزان یکون المعنی و الله یکتبه فی جملة ما یوحی الیک فی کتابه فیطلعک علی اسرارهم فلا یحسبوا — ممکن ہے یہ مفہوم ہو اللہ نے آپ پر نازل فرمایا وہ کتاب میں لکھ کر آپ کو ان کے رازوں سے آگاہ فرما دیا ہے وہ

ان ابطانهم يغني عنهم — یہ خیال ترک کر دیں کہ ان کا چھپانا مفید ہے

اور فاعرض عنهم کے تحت لکھا

ای تجاف عنهم و لا تعاقبهم — ان سے دور ہو جاؤ اور انہیں سزا نہ دو

(محاسن التاویل، ۲: ۴۰۰)

۱۲۔ امام ابو حفص عمر بن عادل دمشقی (المتوفی، ۸۸۰ھ) نے "فاعرض عنهم" کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے

یا محمد و لا تفضحهم و لا تعاقبهم ولا تخبر باسمائهم فامر الله تعالیٰ بستر احوال المنافقین الی ان یستقیم امر الاسلام — اے محمد ﷺ ان کو ذلیل نہ کرو، انہیں سزا نہ دو، ان کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے غالب آنے تک منافقین کے معاملہ کو مخفی رکھنے کا حکم دیا۔

(اللباب فی علوم الکتاب، ۶: ۵۱۸)

۱۳۔ امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی (المتوفی، ۵۱۶ھ) ان مبارک الفاظ کی تشریح یوں کرتے ہیں

یامحمد ولا تعاقبهم وقیل لا تخبر باسمائهم منع الرسول ﷺ من الاخبار باسماء المنافقین — اے نبی ﷺ ان منافقوں کو سزا نہ دو بعض نے تفسیر کی کہ ان کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ تو رسول اللہ ﷺ کو منافقین کے نام سے بتلانے سے منع فرمایا۔

(معالم التنزیل، ۱: ۴۵۵)

۱۴۔ امام عبداللہ بن احمد محمود نسفی (المتوفی، ۷۱۰ھ) ان کے تحت لکھتے ہیں

و لا تحدث نفسک بالا نتقام منهم — ان سے انتقام کا نہ سوچو (اور بھروسہ کرو

(وتوكل على الله) في شانهم فان الله يكفيك مضرتهم و ينتقم لك منهم اذا قوى امر الاسلام

(مدارک التنزیل، ۲۴۰)

اللہ پر) ان کے بارے میں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ان کے ضرر پر کافی ہے وہ ان سے اسلام کے غالب آنے پر خود انتقام لے گا۔

۱۵۔ امام علاؤ الدین علی بن محمد الخازن (التوفی، ۷۲۵ھ) کے الفاظ ہیں

ای لا تعاقبهم یا محمد ولا تحدث نفسك بالانتقام منهم وخلهم في ضلالتهم فانا منتقم منهم

(لباب التاویل، ۱:۴۰۶)

اے محمد ﷺ ان کو سزا نہ دو، ان سے انتقام کا نہ سوچو انہیں ان کی گمراہی میں رہنے دو میں ان سے بدلہ خود لوں گا

۱۶۔ امام برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی (التوفی، ۸۸۵ھ) نے "والله یکتب ما یبیتون" کا دوسرا مفہوم یہ تحریر کیا۔

او یوحیٰ به الیک فیفتضحهم بکتابته و تلاوته مری الدبر فلا یظنوا ان تبیتهم یغنیهم شیاء

(نظم الدرر، ۲:۲۸۶)

• یا آپ ﷺ کی طرف وحی کر دیا گیا ہے تو یہ ہمیشہ کتاب اور تلاوت کے ذریعے ذلیل ہوتے رہیں گے وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کی راتوں کی باتیں انہیں کچھ فائدہ دیں گی

۱۷۔ شیخ محمد علی شوکانی (التوفی، ۱۲۵۰ھ) نے ان مقدس الفاظ کے تحت امام زجاج سے لکھا۔

المعنى ينزله عليك في الكتاب

اللہ تعالیٰ تم پر کتاب میں یہ نازل فرمادے گا

اور "فاعرض عنهم" کے مفاہیم بیان کرتے ہوئے کہا۔

وقیل معناه لا تخبر باسمائهم — بعض نے معنی کیا ان منافقین کے نام نہ بتلاؤ

(فتح القدیر، ۱:۴۹۰)

۱۸۔ شیخ جاراللہ محمود زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) نے "واللہ یکتب" کا دوسرا معنی یہی لکھا ہے

او یکتبہ فی جملۃ ما یوحی الیک فیطلعک علی اسرارھم فلا یحسبوا ان ابطانھم یغنی عنھم فاعرض عنھم ولا تحدث نفسک بالانتقام منھم — یا اس میں لکھ رہا ہے جو آپ کی طرف وحی ہوتا ہے تو آپ کو ان مخفی امور سے آگاہ کر دیا جائے گا تو وہ یہ خیال چھوڑ دیں کہ ان کا مخفی ہونا فائدہ مند ہے ان سے اعراض کرلو اور ان سے انتقام کا خیال چھوڑ دو

(الکشاف، ۱: ۵۳۹)

۱۹۔ امام ابوسعود محمد عماوی حنفی (المتوفی ۹۵۱ھ) نے اس ارشاد ربانی کا مفہوم یہی بیان کیا

ای یکتبہ فی جملۃ ما یوحی الیک فیطلعک علی اسرارھم فلا یحسبوا ان مکرھم یخفی علیکم فیجدوا بذلک الی الاضرار بکم سبیلا — آپ کی طرف نازل ہونے والی وحی میں تحریر ہے تو آپ کو ان کے مخفی معاملات سے آگاہ کرے گا تو وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کا مکروفریب تم پر مخفی ہے لہذا وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیں گے

(ارشاد العقل السلیم، ۲: ۲۰۷)

۲۱۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی ۷۵۴ھ) امام زجاج کے حوالہ سے رقمطراز ہیں

یکتبہ فی کتابہ الیک ای ینزلہ فی القرآن ولیعلم بہ ویطلع علی سرھم — آپ والی کتاب میں لکھ دیا ہے یعنی قرآن مجید میں نازل کر رہا ہے اور ان کے مخفی معاملات سے آگاہ کر دیا گیا ہے

اس کے بعد "فاعرض عنهم" کے تحت حضرت ضحاک تابعی سے نقل کرتے ہیں۔

لا تخبر باسمائهم فیجاهربا لعداوة بعد المجاملة فی القول
(البحر المحیط، ۳: ۳۰۴)

ان کے ناموں سے لوگوں کو آگاہ نہ کرو ورنہ وہ بھی تمہاری اعلانیہ دشمنی کریں گے۔

۲۲۔ امام ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی ۳۷۳ھ) اسی آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں۔

وقال الزجاج والله یکتب له وجهان یجوزان یکون ینزله الیک فی کتابی

زجاج کہتے ہیں "والله یکتب" میں دو احتمال ہیں ممکن ہے کتاب قرآن میں یہ نازل کر دیا گیا ہو۔

آگے "فاعرض عنهم" کی تفسیر میں لکھا

یعنی اترکهم
(بحر العلوم، ۱: ۳۶۲)

ان کو چھوڑ دو۔

۲۳۔ امام احمد بن محمد صاوی مالکی (المتوفی ۱۲۴۱ھ) "فاعرض عنهم" پر لکھتے ہیں

ای لا تقتلهم ولا تفضحهم وهذا قبل الامر بقتلهم واخراجهم
(حاشیه صاوی، ۲: ۳۶)

انہیں قتل نہ کرو اور نہ رسوا یہ تمام ان کے حکم قتل و اخراج سے پہلے کی تعلیم ہے۔

۲۴۔ امام قاضی ناصر الدین بیضاوی نے بھی ایک تفسیر یہ نقل کی ہے۔

فی جملة ما یوحی الیک لتطلع علی اسرارهم فاعرض عنهم قلل المبالاة بهم او تجاف عنهم
(انوار التنزیل، ۲: ۲۲۵)

ہم نے وحی میں شامل کر دیا ہے تاکہ ان کے مخفی امور سے آپ آگاہ رہیں ان کی پرواہ نہ کرو یا ان سے دور رہو۔

۲۵۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

جب منافقین آپ کے سامنے آتے تو کہتے کہ ہم نے آپ کا حکم قبول کیا اور جب واپس جاتے تو آپ کی نافرمانی کرنے کے لئے مشورہ کرتے اس سے رسول کریم ﷺ کو سخت کوفت ہوتی اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت دی کہ ان کی پرواہ نہ کیجئے آپ اپنا کام اللہ کے بھروسہ پر کیجئے کیونکہ اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ (معارف القرآن،۲: ۴۸۸)

۲۶۔ مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں۔

سو آپ ان کی بے ہودگی کی طرف التفات (اور خیال) نہ کیجئے۔ (بیان القرآن،۲: ۱۳۷)

خود ہی فیصلہ کر لیجئے اگر علم نہیں دیا تو یہ احکام کیوں؟ ان سے دور رہو۔ انہیں قتل نہ کرو، ان کے نام نہ بتاؤ، ان سے انتقام کا نہ سوچو صبر سے کام لو، اسلام کے غلبہ تک خاموش رہو، یہ سب کچھ تو علم کے بعد ہی ممکن ہے۔

ارشاد باری تعالٰی ہے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۔

(النساء، ۸۲)

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے

آپ نے اس سے پچھلی آیت مبارکہ کے حوالے سے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے دیگر امور کے علاوہ منافقین کے بارے میں بھی آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا البتہ ان سے اعراض کی تعلیم دی کہ وقت آنے پر ان سے نمٹیں گے اب اس آیت کریم کا مطالعہ کیجئے جس میں حضور ﷺ کی صداقت پر قرآن میں تدبر کی دعوت دی ہے تمام مفسرین نے لکھا کہ منافقین کو اس حوالے سے دعوت ہے کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بصورت قرآن اطلاعات وتفصیلات عطا فرمائی ہے ان میں غور کرو کیا وہ تمام کی تمام درست نہیں اگر یہ کلام کسی اور کا ہوتا تو پھر کم از کم تمہارے راز دں اور دلوں کے بھیدوں کو بیان کرنے میں تضاد پیدا ہوتا تم نے کچھ کہا ہوتا اور قرآن کچھ کہتا حالانکہ تم سب جانتے ہوں کہ جو کچھ قرآن نے بیان کیا وہ من وعن ہے اس میں ہرگز تضاد نہیں تو تم حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟

آیئے کچھ مفسرین کی آراء ملاحظہ کیجئے

ا۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ ھ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مسئلہ ثانیہ کے تحت لکھتے ہیں قرآن کی دلالت حضور ﷺ کے صدق پر تین طرح ہے اول، قرآن کا فصیح ہونا۔ ثانی، اخبار غیبیہ پر مشتمل ہونا، ثالث، اختلاف سے محفوظ ہونا۔ قرآن اختلاف سے کیسے محفوظ ہے؟ اس کی تین وجوہ بیان ہوئی ہیں اول شیخ ابو بکر اصم کہتے ہیں۔

معناہ ان ھؤلاء المنافقین کانوا یتواطئون فی السر علی انواع کثیرۃ من المکر والکید واللہ تعالیٰ کان یطلع الرسول ﷺ علی تلک الاحوال	اس کا معنی یہ ہے کہ منافقین چھپ کر متعدد مکر و دھوکہ پر اتفاق کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ، رسول اللہ ﷺ کو ان احوال پر وقتاً فوقتاً مطلع فرماتا اور ان کی تفصیل سے آگاہ فرما دیتا جب آپ بتلا دیتے وہ آپ کی ان تمام باتوں کو سچا

حالا فحالاً ویخبر عنها علی سبیل التفصیل وما کانوا یجدون فی کل ذلک الا الصدق فقیل لھم ان ذلک لو لم یحصل باخبار اللہ تعالیٰ والا لما اطرد الصدق فیہ ولظھر فی قول محمد انواع الاختلاف والتفاوت فما لم یظھر ذلک علمنا ان ذلک لیس الا باعلام اللہ تعالیٰ

(مفاتیح الغیب، ۵:۲ ۱۵)

سمجھتے تو ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع سے حاصل نہ ہوتو، آپ کے ارشادات میں اختلاف و تفاوت پیدا ہو جائے جب تفاوت نہیں تو واضح ہو گیا کہ یہ (قرآن اور نبوت) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے

۲۔ امام ابو السعود محمد عماوی حنفی (المتوفی، ۹۵۱ھ) نے امام زجاج کے حوالے سے لکھا

ولولا انہ من عند اللہ تعالیٰ لکان ما فیہ من الاخبار بالغیب مما یسرہ المنافقون وما یبیتونہ مختلفا بعضہ حق و بعضہ باطل لان الغیب لا یعلمہ الا اللہ

اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں منافقین کے حوالے سے ان کی مخفی اور غیبی خبریں ہیں ان میں اختلاف ہوتا تو بعض حق اور بعض باطل ہوتیں کیونکہ غیب تو اللہ ہی جانتا ہے۔

اس کے بعد شیخ ابوبکر اصم کے حوالے سے تمام گفتگو نقل کر کے لکھا

ھذا ھوالذی یستدعیہ جزالۃ النظم الکریم

(ارشاد العقل السلیم، ۲:۸ ۲۰)

نظم قرآن کی شان کا تقاضا یہی معنی ہے۔

۳۔ علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

وقيل يعرضون عن القرآن فلا يتأملون فيه ليعلموا كونه من عند الله تعالىٰ بمشاهدة ما فيه من الشواهد التي من جملتها هذا الوحي الصادق والنص الناطق بنفاقهم المحكي على ما هو عليه ولو كان اى القرآن (من عند غير الله) كما يزعمون (لوجدوا فيه اختلافا كثيرا) بان يكون بعض اخباراته الغيبية كالاخبار عما يسره المنافقون غير مطابق للواقع لان الغيب لا يعلمه الا الله تعالىٰ فحيث اطرد الصدق فيه ولم يقع ذلك قط علم انه باعلامه تعالىٰ ومن عنده والى هذا يشير كلام الاصم والزجاج

(روح المعانی، ۵:۱۲۱)

بعض نے یہ معنی کیا ہے کہ وہ قرآن سے اعراض کرتے ہیں اور اس میں غور و تدبر نہیں کرتے ورنہ وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے کیونکہ وہ کئی شواہد کا مشاہدہ کر لیتے مثلاً ان کے نفاق کے بارے میں جو کچھ اس میں آیا وہ تمام کا تمام وحی اور حق ہے۔ اگر قرآن (اللہ کے غیر سے ہوتا) جیسا کہ یہ خیال کرتے ہیں (تو اس میں وہ اختلاف کثیر پاتے) بایں طور کہ بعض غیبی خبریں مثلاً منافقین کے دلی راز کا بیان واقع کے مطابق نہ ہوتا کیونکہ غیب تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو جب تمام خبریں سچی اور ان میں ہرگز غلطی نہیں تو یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطا و اطلاع ہی سے ہے تو معلوم ہو جائے کہ یہ قرآن اسی کی طرف سے ہے شیخ اصم اور زجاج کی گفتگو میں اسی طرف اشارہ ہے

۴۔ امام برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بقاعی (المتوفی ۸۸۵ھ) رقمطراز ہیں

ولما كان سبب ابطانهم خلاف ما يظهرونه اعتقاد انه ﷺ رئيس ، لا يعلم الا ماظهروه لارسول من الله الذى يعلم السروا خفي ،سبب عن ذلك على وجه الانكار ارشادهم الى الاستدلال على رسالته بما يزيح الشك ويوضح الامر وهو تدبر هذا القرآن المتناسب المعاني ، المعجز المباني الفائت لقوى المخاليق ، المظهر لخفايا هم على اجتهادهم في اخفاء ها .....ولما كان التقدير فلو كان من عند غير الله لم يخبر باسرارهم عطف عليه قوله (ولو كان من عند غير الله)

(نظم الدرر، ۲:۲۸۶)

ان کے باطن کے مخالف اظہار کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کو سربراہ مانتے اور سمجھتے یہ صرف ظاہری امور کو جانتے ہیں اور اس اللہ کے رسول نہیں جو مخفی و ظاہر کو جانتا ہے، تو اب ان کی رہنمائی کیلئے آپ ﷺ کی رسالت پر ایسا استدلال ضروری تھا جو ان کے شک دور کر کے معاملہ کو آشکار کر دے اور وہ قرآن متناسب المعانی، کلام معجز، تمام مخلوق کی قوتوں کو عاجز کرنے اور باوجود ان کے امور مخفی رکھنے کے ان تمام کو ظاہر کرنے والے قرآن میں تدبر و فکر ضروری ہے۔۔۔۔جب صورت حال یہ ہے کہ مفہوم یہ ٹھہرا کہ اگر یہ کلام الٰہی نہ ہوتا تو ان منافقین کے اسرار و راز کے بارے میں اطلاع نہ دے سکتا

۵۔ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی (المتوفی: ۴۵۰ھ) نے تفسیر میں تین اقوال نقل کیے تیسرا یوں بیان کیا

الثالث يعني اختلافاً في الاخبار عما يسرون وهذا قول الزجاج

(النکت والعیون، ۱:۵۰۹)

کہ تم مخفی امور کی اطلاعات میں اختلاف پاتے اور یہ شیخ زجاج کا قول ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَ رَحْمَتُہٗ لَھَمَّتْ طَآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ ۔ وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَ مَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ ۔ وَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ۔ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۔

(سورۃ النساء، ۱۱۳)

اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمھیں دھوکہ دیدیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمھارا کچھ نہ بگاڑیں گے۔ اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت اتاری اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

یت مبارکہ کا شان نزول

تمام مفسرین نے اس کا شان نزول یوں بیان کیا ہے کہ طعمہ نامی شخص اور اس کی قوم
ے دیگر لوگ جو منافق تھے انھوں نے زرہ چوری کی اور مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں
لے آئے اور کہا فلاں یہودی نے یہ کام کیا اس پر گواہ وغیرہ بھی پیش کر دیئے قریب تھا رسول اللہ
ﷺ ظاہری شہادتوں کی بنا پر فیصلہ یہودی کے خلاف فرما دیتے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو
معاملہ سے آگاہ کرتے ہوئے یہ آیت مبارک نازل فرمائی

اس آیت مبارکہ کے تحت بھی مفسرین کرام نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو
منافقین کے احوال سے آگاہ فرما دیا۔

امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰) اس آیت کے الفاظ "وعلمک ما لم تکن
تعلم" کے تحت رقمطراز ہیں

من خبر الاولین والآخرین و ما کان و هو کائن قبل — اولین وآخرین کے بارے میں اور جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے ان تمام پر آپ ﷺ کو مطلع کر دیا گیا

(جامع البیان، ۳: ۳۷۳)

امام محی السنہ حسین بن مسعود بغوی (۵۱۶) نے تفسیر ان الفاظ میں کی

من الاحکام و قیل علم الغیب — احکام کا علم، دیگر مفسرین نے کہا غیبی علم مراد ہے۔

(معالم التنزیل، ۱: ۴۷۹)

شیخ جاراللہ زمخشری (۵۲۸) نے بھی تفسیر یوں کی ہے

من خفیات الامور و ضمائر القلوب — پوشیدہ امور اور دلوں کے بھیدوں سے آگاہ کر دیا۔

(الکشاف، ۱: ۵٦٨)

۴۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) اس آیت کے حوالہ سے دو معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

هذه الاية تحتمل وجهين احدهما ان يكون المراد مايتعلق بالدين كما قال ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان وعلى هذا الوجه تقدير الاية انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعك على اسرارهما واوقفك على حقائقهما مع انك ما كنت قبل ذالك عالما بشئ منهما فكذالك يفعل بك في مستأنف ايامك لا يقدر احد من المنافقين على اضلالك وازلالك

اس آیت کے دو مفاہیم ممکن ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد دین سے متعلق امور ہیں جیسا کہ فرمایا ماکنت تدری ماالکتاب ولاالایمان لیکن اس صورت میں تقدیر آیت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور ان کے دونوں کے اسرار وحقائق سے آگاہ کیا۔ حالانکہ آپ اس سے پہلے ان سے آگاہ نہ تھے۔ اس طرح ان نئے حالات میں بھی آپ کو آگاہ کیا گیا تاکہ کوئی منافق آپ کو راستہ سے ہٹانے اور بہکانے پر قادر نہ ہو سکے۔

الوجه الثاني ان يكون المراد وعلمك ما لم تكن تعلم من اخبار الاولين فكذالك يعلمك من حيل المنافقين ووجوه كيدهم ما تقدر به على الاحتراز من وجوه كيدهم ومكرهم

اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس نے تمھیں اولین کی خبریں بتا دی ہیں اس طرح اس نے تمھیں منافقین، اور ان کے فریبوں اور حیلوں سے بھی آگاہ کر دیا ہے تاکہ آپ ان کے ہر قسم کے مکر و دھوکہ سے محفوظ رہ سکیں۔

(مفاتيح الغيب، ۴: ۲۱۷)

امام نسفی (۷۱۰ھ) نے ان الفاظ مبارکہ کا دوسرا مفہوم یہ لکھا ہے

۱۔ من خفیات الامور و ضمائر القلوب
(مدارک التنزیل، ۱: ۲۵۲)

مخفی امور اور سینوں کے رازوں سے آگاہ کر دیا

۲۔ امام علاء الدین علی بن محمد بغدادی خازن (۷۲۵ھ) کے الفاظ ہیں

یعنی من احکام الشرع و امور الدین و قیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم و قیل معناہ و علمک من خفیات الامور و اطلعک علی ضمائر القلوب و علمک من احوال المنافقین و کیدھم مالم تکن تعلم
(لباب التاویل، ۱: ۴۲۹)

احکام شرع امور دین مراد ہیں یا علم غیب یا مخفی امور اور دلوں کے رازوں کا علم اور احوال منافقین اور ان کے فریب کا علم دیا ہے جو آپ ﷺ اس سے پہلے نہ جانتے تھے

۳۔ امام نظام حسن بن محمد نیشاپوری (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں اس کے دو معانی میں ایک یہ کہ یہ ما کنت تدری ماالکتاب والایمان (الشوری، ۵۲) کی طرح ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کتاب و حکمت نازل فرمائی اور ان کے اسرار و حقائق سے آپ ﷺ کو مطلع و واقف فرمایا اسی طرح

یفعل بک فی مستأنف ایامک حتی لا یقدر احد من المنافقین علی اضلالک

اب تمہیں علم دیا تا کہ منافقین تمہیں گمراہ نہ کر سکیں

پھر دوسرا مفہوم یوں بیان کیا

ان یکون المراد منها خفیات الامور و ضمائر القلوب — یہاں مراد مخفی امور اور سینوں کے رازوں کا علم ہے

اس کے بعد دونوں کو یوں بیان کرتے ہیں

ای علمک ما لم تکن تعلم من اخبار الاولین فکذالک یعلمک من حیل المنافقین ووجوہ مکائدھم ما تقدر علی الاحتراز منھم — آپ کو اولین کی خبریں بتا دیں اس طرح منافقین کے حیلے اور فریبی طریقوں سے آگاہ کر دیا تا کہ خود ان سے احتراز کر سکیں

(غرائب القرآن، ۲: ۴۹۴)

۸۔ امام ناصر الدین بیضاوی کے الفاظ ہیں

من خفیات الامور او من امور الدین والاحکام — مخفی امور یا امور دین و احکام کا علم مراد ہے

(انوار التنزیل، ۲: ۲۵۱)

۹۔ امام برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر بقاعی (۸۸۵) رقمطراز ہیں

ای من المشکلات و غیرھا غیباً و شھادۃً من احوال الدین والدنیا — مشکلات وغیرہ کا علم دیا خواہ ان کا تعلق دین و دنیا کے غیب سے ہے یا شہادت سے

(نظم الدرر، ۲: ۳۱۷)

۱۰۔ امام ابو سعود محمد حنفی (۹۵۱ھ) "و علمک" کی تفسیر میں لکھتے ہیں

بالوحی من خفیات الامور التی من جملتھا وجوہ ابطال کید المنافقین — وحی کے ذریعے ان مخفی امور سے آگاہ کر دیا ہے جس میں منافقین کے مکر و فریب کے ابطال کی صورتیں بھی شامل ہیں

(ارشاد العقل: ۲، ۲۳۱)

۱۱۔ امام محمود آلوسی (۱۲۷۰) کے الفاظ تفسیر ملاحظہ کریں

ای الذی لم تکن تعلمه من خفیات الامور و ضمائر الصدور و من جملتها وجوہ کید الکائدین او من امور الدین واحکام الشرع

جو تم مخفی امور اور سینوں کے راز نہ جانتے تھے ان سے آگاہی عطا کر دی اور ان میں منافقین کے کید کا علم بھی ہے یا امور دینی اور احکام شرع مراد ہیں

(روح المعانی، پ۵: ۱۸۷)

۱۲۔ شیخ صدیق حسن خاں قنوجی (۱۳۰۷) نے ان الفاظ کے تحت لکھا ہے

ای بالوحی من احکام الشرع و امور الدین او علم الغیب و خفیات الامور او من احوال المنافقین و کیدهم او من ضمائر القلوب (مالم تکن تعلم) و قال قتادة علمه الله بیان الدنیا والآخرة

وحی کے ذریعے احکام شرع اور امور دین کا علم دیا یا غیب اور مخفی امور کا علم یا منافقین کے مکر کا یا دلوں کے رازوں کا علم دیا۔ حضرت قتادہ نے فرمایا دنیا و آخرت کا تفصیلی علم دیا۔

(فتح البیان، ۲: ۱۴۷)

۱۳۔ شیخ محمد علی صابونی کے تفسیری الفاظ یہ ہیں

ای علمک مالم تکن تعلمه من الشرائع والامور الغیبیة

آپ کو علم دیا شرائع اور غیبی امور کا

(صفوة التفاسیر، ۱: ۳۰۵)

۱۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵) نے "و علمک" کے تحت لکھا ہے

العلوم بالاسرار والمغیبات قال قتادة علمه الله بیان الدنیا والآخرة

اسرار و غیوب کا علم مراد ہے۔ حضرت قتادہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا

من حلاله و حرامه — آخرت کے حلال وحرام کا علم عطا فرمایا

(المظهری، پ ۵: ۲۳۴)

۱۵۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹) نے دوسرا معنی یوں بیان کیا ہے

من خفیات و اسرار الله تعالٰی التی لم تقف علیها — مخفی امور اور اسرار الٰہی دیئے جن سے آپ علیہ آگاہ نہ تھے

(نسیم الریاض، ۵: ۲۰۶)

۱۶۔ آیت میں عموم ہے

امام ابوحیان اندلسی (۷۵۴) نے متعدد اہل تفسیر کے اقوال نقل کئے کسی نے شریعت، کسی نے اولین و آخرین کی خبریں، کسی نے مخفی امور اور سینوں کے راز، کسی نے کتاب وحکمت کے اسرار و حقائق، کسی نے منافقین کے فراڈ و دھوکے کا علم مراد لئے ہیں

والظاهر العموم فيشمل جميع ما ذكروه فالمعنى الاشياء التی لم تكن تعلمها لولا اعلامه اياك اياها — ظاہر یہی ہے کہ یہاں عموم ہے جو مذکورہ تمام معانی کو شامل ہے تو مفہوم یہ ہوا کہ جو اشیاء تم نہیں جان سکتے تھے اگر اللہ تعالٰی عطا نہ فرماتا، ان کا علم دیا ہے

(البحر المحيط، ۳: ۳۴۷)

جب اللہ تعالٰی نے حضور علیہ کو مخفی امور اور سینہ کے رازوں اور بھیدوں سے آگاہ فرمادیا تو اس کے بعد یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپ علیہ منافقین کے بارے میں علم نہیں رکھتے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ؕ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ،

(سورة المائدة، ۵۲، ۵۳)

اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہود ونصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں اور ایمان والے کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنھوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمھارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا تو رہ گئے نقصان میں

آیت مبارکہ کے الفاظ

عسـی اللہ ان یأتی بالفتح او امر من عندہ — اللہ تعالیٰ فتح دے گا یا اس کی طرف سے امر ہوگا

کے تحت مفسرین کرام نے تحریر کیا ہے کہ فتح سے فتح مکہ اور بلاد مشرکین پر غلبہ مراد ہے اور امر سے مراد منافقین کے بارے میں آگاہی اور ان کے احوال و اسماء سے باخبر کرنا ہے۔

۱۔ امام حسن بصری تابعی (المتوفی ۱۱۰) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے

اظهـار امـر الـمـنـافقين والا خبار باسمائهم والامر بقتلهم — منافقین کا معاملہ آشکار کرتے اور ان کے ناموں کی اطلاع اور ان کے قتل کا حکم دیا جائے گا۔

(الجامع الاحکام القرآن، ۶: ۱۴)

۲۔ امام ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی ۳۸۳) لکھتے ہیں

یعنی اظهار نفاقهم — یعنی ان کا نفاق ظاہر کر دیا جائے گا۔

(بحر العلوم: ۱، ۴۲۱)

۳۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) "او امر من عندہ" کا دوسرا مفہوم بیان کرتے ہیں۔

يعني ان يؤمر النبی ﷺ باظهار اسـرار الـمـنـافـقـيـن وقـتـلـهـم فيندموا علی فعالهم — حضور ﷺ کو منافقین کے مخفی امور کو ظاہر کر کے انہیں قتل کا حکم دیا جائے گا اور وہ اپنے قول پر نادم ہوں گے۔

(مفاتیح الغیب، ۴: ۳۷۶)

۴۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی (المتوفی ۷۱۰) کے الفاظ یہ ہیں

ای یؤمر النبی ﷺ باظهار اسرار المنافقين وقتلهم (فيصبحوا) ای — نبی اکرم ﷺ کو منافقین کے مخفی معاملات کو آشکار کر دینے اور ان کے قتل کا حکم ہوگا اور وہ

المنافقون (علی ما اسروا فی انفسھم) من النفاق — منافق اپنے مخفی نفاق پر نادم ہوں گے۔

(مدارک التنزیل ،۱: ۵۰۳)

۵۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتی (المتوفی ،۱۲۲۵) رقمطراز ہیں

ای اظھار اسرار المنافقین وقتلھم وتفصیحھم — منافقین کے معاملات کا اظہار ،ان کا قتل اور ذلیل کرنا مراد ہے

(المظھری ،۳: ۱۳۳)

۶۔ قاضی محمد علی شوکانی (المتوفی ،۱۲۵۰) لکھتے ہیں امر سے مراد یا تو ہر وہ چیز ہے جس سے یہود کا دبدبہ ختم ہو جائے لیکن دوسرا معنی یہ ہے۔

ھو اظھار امر المنافقین واخبار النبی ﷺ بما اسروا فی انفسھم وامرہ بقتلھم — منافقین کا معاملہ ظاہر کرنا اور حضور ﷺ کو ان کے مخفی معاملات پہ اطلاع کرنا اور ان کے قتل کا حکم دینا ہے

(فتح القدیر: ۵،۲)

۷۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ،۹۱۱) کے الفاظ ہیں

بھتک ستر المنافقین وافتضاحھم — منافقین کا پردہ چاک کر کے انہیں ذلیل کرتا ہے (جلالین)

۸۔ شیخ جاراللہ زمخشری (المتوفی ،۵۲۸) نے "او امر من عندہ" کی دوسری تفسیر یوں کی ہے۔

او ان یؤمر النبی ﷺ باظھار اسرار المنافقین وقتلھم فیندموا — حضور ﷺ کو منافقین کے مخفی امور ظاہر کرنے اور انہیں قتل کا حکم مراد ہے لہذا

علی نفاقھم — وہ اپنے نفاق پر نادم ہو جائیں گے۔

(الکشاف، ۶۴۳)

۹۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے بھی ایک تفسیر یہی نقل کی ہے

قیل اظھار نفاق المنافقین مع الامر بقتلھم وروی عن الحسن والزجاج — امام حسن اور زجاج نے معنی کیا ہے کہ منافقین کا نفاق آشکار کر کے انھیں قتل کا حکم دیا جائے گا۔

(روح المعانی، پ۶، ۱۵۹)

۱۰۔ امام نظام الدین نیشاپوری (المتوفی ۷۲۸ھ) نے بھی دوسری تفسیر یہی بیان کی ہے

ھو ان یؤمر النبی ﷺ باظھار اسرار المنافقین وقتلھم — حضور ﷺ کو حکم دیا جائے گا کہ وہ منافقین کے مخفی معاملات آشکار فرما دیں اور انھیں قتل کریں۔

(غرائب القرآن ۲: ۶۰۲)

۱۱۔ امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن جوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) لکھتے ہیں فتح میں چار اقوال ہیں اور اسی طرح امر میں بھی چار، چوتھا یہ ہے

ان یؤمر النبی ﷺ باظھار امر المنافقین وقتلھم — حضور ﷺ کو معاملات منافقین کے اظہار اور ان کے قتل کا حکم ہو جائے گا۔

(زاد المسیر ۲: ۳۷۵)

۱۲۔ امام احمد صاوی مالکی (المتوفی ۱۲۴۱ھ) "او امر من عندہ" کے تحت لکھتے ہیں۔

او مانعۃ خلو تجوز الجمع وقد حصل الامر ان معاً فقد روی ان رسول اللہ ﷺ امر وھو علی — یہ جملہ مانعۃ الخلو ہے دونوں جمع ہو سکتے ہیں اور ہوئے بھی، روایات میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر

المنبر باخراجهم من المسجد واحداًواحداًانزلت سورة براة بفضيحتهم وذمهم ظاهراً وباطناًولذا تسمى الفاضحة

(الصلوی علی الجلالین، ۲: ۱۲۴)

تشریف فرما کر ان منافقوں میں سے ایک ایک کو مسجد سے نکالنے کا حکم دیا۔سورہ برات نازل ہوئی جس نے ان کے ظاہر وباطن کو آشکار کر دیا اور ذلیل ہوئے یہی وجہ ہے کہ اس کا نام ذلیل کرنے والی ہے۔

۱۴۔ ڈاکٹر عبدالعزیز حمیدی انھی الفاظ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں۔

المراد بالامر انکشاف المنافقین کما قال الحسن البصری ای امر من عند الله عزوجل ینکشف به المنافقون ویظهرون علی حقیقتهم فیتبین غشهم الاسلام وخداعهم المؤمنین ......ثم بعد ذالک تم القضاء علی اکبر اعداء المسلمین وهم کفار مکة کما قیض الله للمؤمنین امرا کشف به المنافقین وذلک فی غزوة احد حینما رجع عبدالله بن ابی بثلا ثمائة من المنافقین ولم یشهدوا القتال مع النبی ﷺ فعرفهم المؤمنین

یہاں امر سے منافقین کا منکشف ہونا مراد ہے جیسا کہ امام حسن بصری کی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر آئے گا جس کی وجہ سے منافق واضح ہو جائیں گے ان کی حقیقت آشکار ہو جائے گی اور ان کا اسلام کو نقصان اور اہل ایمان کو دھوکہ دینا سامنے آجائے گا۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بعد مسلمانوں کے بڑے دشمن کفار مکہ کا فیصلہ کیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پہ منافقون کا معاملہ آشکار کر دیا اور یہ غزوہ احد میں ہوا جب عبداللہ بن ابی تین صد ساتھی منافقین لے کر واپس ہو گیا اور قتال میں شرکت نہ

و اخذوا حذرهم منهم — کی اہل ایمان ان سے آگاہ ہو گئے اور ان سے محفوظ ہو گئے۔

آگے اس پر دلیل قائم کرتے ہیں کہ امر سے مراد منافقین کا انکشاف اور ان سے آگاہ کرنا ہی ہے

و مما یدل علی ان المراد بالامر فی الایة ما یتم به کشف المنافقین قوله تعالیٰ بعد هذه الایة (و یقول الذین امنوا هؤلاء الذین اقسموا بالله جهد ایمانهم انهم لمعکم فان هذا القول لا یکون من المؤمنین الا بعد انکشاف المنافقین

آیت میں منافقین کے انکشاف کا حل مراد ہونے پر بعد میں یہ فرمان باری تعالیٰ دلیل ہے (و یقول الذین امنوا) کیونکہ اہل ایمان کا یہ قول انکشاف منافقین کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔

(المنافقون فی القرآن کریم ، ۹۱، ۹۲)

۱۳۔ امام قاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی کے الفاظ ہیں

الامر باظهار اسرار المنافقین و قتلهم — منافقین کے اسرار کا اظہار اور ان کا قتل مراد ہے

(انوار التنزیل ۲: ۳۳۵)

۱۴۔ آیت مبارکہ کے آخری الفاظ " حبطت اعمالهم فا صبحوا خاسرین " کے تحت شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) نے لکھا

ای فی الدنیا اذ ظهر نفاقهم عند الکل و فی الاخرة اذلم یبق لهم — یعنی دنیا میں اس لئے کہ ان کا نفاق تمام پر ظاہر ہو جائے گا اور آخرت میں ان

ثواب	کے لئے کوئی ثواب نہیں۔

(محاسن التاویل، ۱۴۵،۴۳)

۱۵۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی ۷۵۴ھ) ''او امر من عنده'' کی تفسیر شیخ زجاج کے حوالہ سے لکھتے ہیں

اظهار امر المنافقين و تربصهم الدوائر	یہاں منافقین کے معاملہ کا اظہار اور ان پر آنے والے مصائب کی نشاندہی ہے۔

(البحر المحیط، ۵۰۸،۴۳)

۱۶۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے ''علی ما اسروا فی انفسهم نادمین'' کے تحت لکھا ہے

انهم فضحوا واظهره الله امرهم فی الدنيا لعباده المؤمنين بعد ان كانوا مستورين لا يدرى كيف حالهم فلما انعقدت الاسباب الفاضحة لهم تبين امرهم لعباد الله المؤمنين فتعجبوا منهم كيف كانوا يظهرون لهم من المؤمنين يحلفون على ذلك يحلفون على ذلك ويتأولون فبان كذبهم وافترائهم	وہ منافق ذلیل ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر ان کا معاملہ دنیا میں ہی ظاہر کر دیا جبکہ وہ مخفی تھے اور ان کا حال معلوم نہ تھا جب ذلت کے اسباب مکمل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں پہ ان کا معاملہ آشکار کر دیا تو اس پر یہ متعجب ہوئے کہ کس طرح اپنے آپ کو ایمان دار ظاہر کرتے ہوئے حلف اٹھاتے تو اب ان کا جھوٹ و کذب واضح ہو گیا۔

(تفسیر القرآن العظیم، ۲۸،۲)

۱۷۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (۱۳۰۷ھ) نے ''او امر من عنده'' کے تحت لکھا

قیل ھوا اظہار امر المنافقین واخبار النبی ﷺ بما اسروا فی انفسھم و امرہ بقتلھم

بعض نے کہا مراد معاملہ منافقین کا اظہار اور حضور ﷺ کو ان کے مخفی امور سے آگاہ کرنا اور انھیں قتل کا حکم ہے۔

آگے فاصبحوا خاسرین کے تحت لکھا

فی الدنیا بافتضاحھم و فی الاخرۃ با حباط ثواب اعمالھم

دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ثواب کا نہ ہونا مراد ہے

(فتح البیان، ۲، ۲۸۱)

۱۸۔ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

"یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے ظہور فرما دے یعنی ان کے نفاق کا علی التعیین بذریعہ وحی کے عام اظہار فرما دیں جس میں مسلمانوں کی تدبیر کا اصلاً دخل نہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی فتح اور ان کی پردہ دری دونوں امر قریب ہونے والے ہیں"

آگے چل کر لکھا

"قرآن اور واقعات سے تو اکثر اوقات منافقین کا نفاق کھلتا رہتا تھا مگر عموم فتوحات کے بعد "تصریحاً و تعیین" معلوم کرا دیا گیا" (بیان القرآن، ۳: ۴۰)

جب اللہ تعالیٰ نے اہل نفاق کے معاملہ کو ظاہر کرنے کا وعدہ فرما لیا تو اب کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا علم نہیں دیا گیا بلکہ یہ آیت تو واضح کر رہی ہے کہ اہل نفاق دنیا میں اسقدر آشکار ہوئے کہ سوائے ندامت کے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَّبَعُوكَ وَ لٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ؕ

(التوبة: ۴۲)

اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمھارے ساتھ جاتے مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمھارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں منافقین کے بارے میں فرمایا وہ آپ ﷺ سے عنقریب قسمیں اٹھائیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور آپ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتے۔ ان جھوٹی قسموں کا وقت کون سا ہے اس بارے میں مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ غزوہ پر نکلنے سے پہلے کی بات بھی ہو سکتی ہے۔

۱۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رقمطراز ہیں

یا تو نکلنے سے پہلے قسمیں کھا کر طرح طرح کے حیلے بہانے کریں گے کہ آپ ان کو مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت دیدیں اور یا آپ کی واپسی کے بعد جھوٹی قسمیں کھا کر باتیں بنائیں گے تا کہ اپنے نفاق پر پردہ ڈالیں۔ (تفسیر عثمانی، ۳۳۵)

۲۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اس آیت کے تحت ''منافقین کو تنبیہ'' کا عنوان قائم کر کے طویل گفتگو کی ہے۔

''ان آیات میں منافقین کی ان کمزوریوں پر ان کو تنبیہ کی جا رہی ہے جو غزوہ تبوک کے موقع پر ظاہر ہوئیں۔ اس لئے کہ یہی غزوہ ہے کہ جس میں موسم کی ناسازگاری کیساتھ طویل مسافت کی آزمائش سے مجاہدین کو سابقہ پیش آیا۔ یہ غزوہ رجب ۹ ھ میں پیش آیا۔ موسم گرم تھا فصل پک کر تیار تھی، مسافت طویل تھی پھر مقابلہ بھی منظم اور کثیر التعداد فوج سے تھا اس وجہ سے منافقین کی کمزوری اس موقع پر بالکل ہی بے نقاب ہو گئی انھوں نے بے سروسامانی کا عذر اور دوسرے جھوٹے بہانے تراش کر اس جنگ کے لئے نکلنے سے گریز کیا اگرچہ ان لوگوں کی بہانہ سازی حضور ﷺ سے مخفی نہیں تھی لیکن آپ نے کریم النفسی کے سبب سے ان سے اغماض فرمایا آپ ﷺ نے تو اغماض فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں سے نقاب الٹ دی تا کہ جو اپنی اصلاح کرنا چاہیں وہ اصلاح کر لیں ورنہ کم از کم مسلمان ان کے جھوٹ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔ فرمایا کہ اگر ان کو توقع ہوتی کہ صعوبت سفر اور کسی خطرے کے بغیر مال غنیمت ہاتھ آ جائے گا تو تمھارے ساتھ ہو لیتے۔ لیکن سامنے کٹھن منزل تھی اس وجہ سے ان کی ہمتیں

پست ہو گئیں لیکن یہ اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے کی بجائے ایک ایک کو قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلانے کی کوششیں کریں گے کہ اس جہاد میں ان کی عدم شرکت کا باعث بزدلی نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ اس کے لئے سامان نہیں کر پائے۔ (تدبر قرآن، ۳۰، ۱۶۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْکٰذِبِیْنَ ۔

(التوبة: ۴۳)

اللہ تمھیں معاف کرے تم نے انھیں کیوں اذن دیدیا جب تک نہ کھلے تھے تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے۔

اس آیت کے تحت بھی مفسرین نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ منافقین کے بارے میں جانتے تھے۔

ا۔ مولانا امین احسن اصلاحی عنوان "آنحضرت ﷺ کی کریم النفسی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش" کے تحت لکھتے ہیں

"چشم پوشی اور مسامحت کریم النفسی کا ایک لازمی مقتضا ہے۔ نبی ﷺ جس طرح تمام اعلیٰ صفات انسانی کے مظہر تھے اسی طرح آپ میں چشم پوشی کی صفت بھی کمال درجہ موجود تھی۔ منافقین آپ کی اس کریم النفسی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ،فرائض دینی بالخصوص فریضہ جہاد سے فرار کے لئے وہ مختلف قسم کے جھوٹے عذرات تراشتے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے گھر بیٹھ جانے کی اجازت مانگتے حضور ﷺ ان کے ان بناوٹی عذرات سے اچھی طرح واقف ہوتے لیکن بر بنائے کریم النفسی جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا درگزر فرما جاتے اور ان کو اجازت دے دیتے حضور کی اس اجازت سے فائدہ اٹھا کر چونکہ ان کو اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا ایک موقع مل جاتا جس سے ان کی فریب کاری پختہ ہوتی جارہی تھی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو متنبہ فرمایا لیکن متنبہ فرمانے کا انداز بہت دلنواز ہے۔ بات کا آغاز ہی عفو کے اعلان سے فرمایا کہ واضح ہو جائے کہ مقصود سرزنش اور عتاب نہیں بلکہ توجہ دلانا ہے کہ منافقین تمھاری کریم النفسی سے بہت غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں، تم اپنی چشم پوشی کی وجہ سے ان کے عذرات کو لاطائل سمجھنے کے باوجود ان کو اجازت دے دیتے ہو جس سے وہ دلیر ہو جاتے ہیں کہ ان کی مکاری کامیاب ہوگئی حالانکہ اگر تم اجازت نہ دیتے تو ان کا بھانڈا پھوٹ جاتا، ان کے جھوٹوں اور سچوں میں امتیاز ہو جاتا تمھاری اجازت کے بغیر جو گھر میں بیٹھ رہتے ہر شخص پہچان جاتا کہ یہ منافق ہیں لیکن یہ تمھاری اجازت کو اپنے چہرے کا نقاب بنا لیتے ہیں۔ (تدبر قرآن،۳:۱۷۴)

سورۃ الفتح کی تفسیر عنوان "انبیاء علیہم السلام سے کس طرح کے گناہ صادر ہوتے

ہیں'' کے تحت لکھا:

''یہاں نبی ﷺ کی طرف جس ذنب کی نسبت کی گئی ہے اس سے متعلق یہ وضاحت اس کتاب میں جگہ جگہ ہم کرتے آرہے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے اتباع ھوا کی نوعیت کے گناہ کبھی صادر نہیں ہوتے لیکن اقامت دین کی جدوجہد میں، نیک دواعی کے تحت کبھی کبھی ان سے بھی ایسی باتیں صادر ہوگئی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی، مثلاً نبی ﷺ کے پاس منافقین آتے اور کوئی بہانہ پیدا کرکے یہ چاہتے کہ ان کو جہاد میں شرکت سے رخصت دی جائے آپ کو علم ہوتا کہ یہ لوگ محض بہانہ سازی کررہے ہیں لیکن کریم النفسی کے سبب سے آپ ان کو رخصت دے دیتے کہ ان کا فضیحتانہ ہو۔ نبی ﷺ کی یہ نرمی اگرچہ آپ کی کریم النفسی کا نتیجہ تھی، اس میں اتباع ھوا کا کوئی شائبہ نہیں تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ ﷺ کی گرفت فرمائی اس لئے کہ نبی ہر معاملے میں حق و عدل کی کسوٹی ہوتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ شریفانہ سلوک کرنے کے معاملے میں بھی اس حد سے متجاوز نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے شریفانہ سلوک کیلئے ٹھہرادی ہے۔

(تدبر قرآن، ۶، ۴۳۹)

۲۔ مولانا مودودی رقمطراز ہیں

بعض منافقین نے بناوٹی عذرات پیش کرکے نبی ﷺ سے رخصت مانگی تھی اور حضور ﷺ نے بھی اپنے طبعی حلم کی بنا پر یہ جاننے کے باوجود کہ وہ محض بہانے بنا رہے ہیں ان کو رخصت عطا فرمادی تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا اور آپ کو تنبیہ کی کہ ایسی نرمی مناسب نہیں، رخصت دے دینے کی وجہ سے ان منافقوں کو اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا موقع مل گیا اگر انہیں رخصت نہ دی جاتی اور پھر یہ اگر بیٹھے رہتے تو ان کا جھوٹا دعویٰ ایمان بے نقاب ہو جاتا۔

(تفہیم القرآن ۲، ۱۹۷)

۳۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کے الفاظ ہیں

منافقین جھوٹے عذر کر کے جب مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ ﷺ ان کے کید و نفاق سے اغماض (چشم پوشی) کر کے اور یہ سمجھ کر کہ ان کے ساتھ چلنے میں فساد کے سوا کوئی بہتری نہیں اجازت دے دیتے اس کو فرمایا کہ اگر آپ ﷺ اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ اس وقت ظاہر ہو جاتا کہ انھوں نے اپنے نہ جانے کو کچھ آپ ﷺ کی اجازت پر موقوف نہیں رکھا ہے۔ جانے کی توفیق تو انھیں کسی حال نہ ہوتی البتہ آپ ﷺ کے اوپر ان کا جھوٹ سچ کھل جاتا پس اجازت دینا کوئی گناہ نہ تھا البتہ نہ دینا مصالح وغیرہ کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہوتا اس اعلیٰ و اکمل صورت کے ترک کی وجہ سے خطاب کو "عفا الله عنک" سے شروع فرمایا۔ عفو کا لفظ ضروری نہیں کہ گناہ کے مقابلہ میں ہو۔

(تفسیر عثمانی، ۲۳۵)

آگے چل کر انھوں نے اس اجازت کو خدا کی طرف سے قرار دیتے ہوئے لکھا

"اور پیغمبر علیہ السلام نے ان کے اعذار کا ذبہ کے جواب میں جو گھر بیٹھ رہنے کی اجازت دے دی یہ بھی ایک طرح خدا ہی کا فرمادینا ہے۔ اس لئے تکوینا کی قید بھی ضروری نہیں۔

(ایضا، ۲۳۶)

۴۔ امام ابوالحسن ابراہیم بن عمر بقاعی (المتوفی، ۸۸۵) نے کیا خوب لکھا ہے

و لما کان من المعلوم انه لا یأذن الا مما یری انه یرضی الله من تألفهم و نحوه بین انه سبحانه یرضی منه ترک الاذن فقال کنایة عن ذالک (لم اذنت لهم)	جب معلوم تھا کہ اجازت اس لئے دی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تالیف وغیرہ سے خوش ہوتا ہے تو واضح کیا کہ وہ ترک اذن پہ خوش تھا تو اس طرف اشارہ فرمایا (لم اذنت لهم) یعنی پیچھے رہنے کی اجازت تم نے کیوں دی یہ

ای فی التخلف عنک تمسکا بما تقدم من الامر باللین لھم و الصفح عنھم موافقا لما جبلت علیه من محبة الرفق و ھذاانما کان فی اول الامرلخوف التنازع و الفتنة و اما الأن فقد علا الدین و تمکن امر المؤمنین فالمامور به الاغلاظ علی المنافقین فھلا ترکت الاذن لھم

سابقہ پالیسی سے استدلال کرتے ہوئے کہ ان سے نرمی اور درگذر کا حکم ہے اور یہ تمھاری فطری اور جبلی رحمت کے مطابق بھی ہے لیکن یہ ابتدا خوف تنازع اور فتنہ کی وجہ سے تھی لیکن اب دین اسلام غالب آ چکا اور اہل ایمان کا دبدبہ قائم ہو گیا ہے لہٰذا منافقین کے ساتھ سختی کا حکم ہے تو اب تمھیں اذن و اجازت نہیں دینی چاہیے تھی

(نظم الدرر، ۳: ۳۲۴)

آگے چل کر لکھتے ہیں

فالحاصل ان الذی فعله ﷺ حسن موافق لما امره الله به فانه لا ینطق عن الھوی بل من امر الله

(ایضاً، ۳۲۴)

حاصل یہ ہے کہ یہ جو کچھ حضور ﷺ نے کہا خوب درست اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا کیونکہ آپ ﷺ کا بولنا خواہش کے تحت نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے تحت ہوتا ہے

اس کے بعد امام نے استاذ ابوالحسن حرالی کے حوالہ سے خطاب وصیت اور خطاب کتاب پر جو گفتگو کی ہے وہ نہایت ہی علمی، روحانی اور وجدانی ہے جس سے دیگر تمام آیات کا مفہوم بھی آشکار ہو جاتا ہے۔

یہی امام سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۲۷ کے تحت لکھتے ہیں

وماكان ﷺ مطبوعا على الرفق موحى به قال تعالىٰ "واغلظ عليهم" اى فى الجهادين ولا تعاملهم بمثل ماعاملتهم به من اللين عند استئذانهم فى القعود

(نظم الدرر، ۳: ۲۶۰)

جب حضور ﷺ کی جبلت مبارکہ نرم تھی تو آپ ﷺ کو حکم دیا ان دونوں کے ساتھ سختی کرو اور ان کے ساتھ اس طرح نرمی والا معاملہ نہ کرو جو انھیں تم نے گھروں میں رہنے کی اجازت کے وقت کی تھی۔

آیت نمبر ۸۰ کا سابقہ آیات سے ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وما كان ﷺ معروفا بكثرة الاحتمال وشدة اللين المشير اليه عفا الله عنک لم اذنت لهم

(نظم الدرر، ۳: ۲۶۵)

آپ ﷺ مشقت کثیر اٹھانے اور نرمی میں نہایت مشہور تھے جس کی طرف عفا الله عنک لم اذنت لهم سے اشارہ کیا گیا ہے۔

۵۔ امام ابوالسعود محمد عمادی (المتوفی ۹۵۱) نے دیگر آیات کو سامنے رکھتے ہوئے لکھا کہ منافقین کا غزوہ میں شریک ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند ہی نہ تھا تو اگر آپ ﷺ نے انھیں اجازت دیدی تو عین منشاء خداوندی تھا کیونکہ اگلی آیات میں واضح فرما دیا کہ ان کا شریک ہونا تمھیں نقصان دہ ہے۔ آیئے ان کے الفاظ پڑھیئے

ولا يخفى انه لم يكن فى خروجهم مصلحة للدين او منفعة للمسلمين بل كان فيه فساد و

واضح رہے کہ انکے نکلنے میں دین کے لئے کوئی مصلحت یا مسلمانوں کیلئے کوئی فائدہ نہ تھا بلکہ اس میں فساد و نقصان تھا جیسا کہ

خبال حسبما نطق به عزوجل لو خرجوا الخ و قد کرهه سبحانه کمایفصح عنه قوله تعالی و لکن کر ہ اللہ انبعاثهم الاية	خود اللہ عزوجل کا فرمان ''لو خرجوا الخ '' اس پر شاہد و ناطق ہے اور اللہ تعالی ان کے نکلنے کو ناپسند کرتا تھا جیسا کہ ان الفاظ سے آشکار ہے (ولکن کرہ اللہ)

رہا یہ سوال کہ پھر آپ ﷺ کے لئے "عفا اللہ عنک" کیونکر فرمایا اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

نعم كان الاولی تاخير الاذن حتی يظهر كذبهم اشر ذی اثر و يفتضحوا علی رؤس الاشهاد و لا يتمكنوا من التمتع بالعيش علی الامن والدعة ولا يقسنی لهم الابتاج فيها بينهم بانهم غروه ﷺ وارضوه بالا كاذيب علی انه لم يهنأ لهم عيش ولا قرت لهم عين اذلم يكونوا علی امن و اطمينان بل كانوا علی خوف من ظهور امرهم	ہاں اجازت میں تاخیر بہتر تھی تاکہ ان کا کذب وجھوٹ خوب آشکار ہو جاتا اور یہ برسرعام ذلیل ہو جاتے اور یہ امن و آشتی میں زندگی بسر نہ کرتے، آپس میں یہ کہہ کر خوش نہ ہوتے کہ ہم نے حضور ﷺ کو دھوکہ دے دیا اور انھیں ہم نے فراڈ و غلط بیانی سے خوش کر لیا علاوہ ازیں ان کی زندگی خوش نہ رہتی اور نہ ہی یہ پر سکون ہوتے کیونکہ وہ امن و اطمینان کی حالت میں نہ تھے بلکہ یہ اپنے معاملہ کے ظاہر ہونے سے خوف وڈر میں رہتے۔

(ارشاد العقل السليم، ۴: ۲۹)

۲۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶) نے بھی اس پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے فرماتے ہیں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان منافقین کے حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کے لئے نکلنے میں نقصان تھا یا فائدہ؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ ان کے نکلنے میں نقصان تھا تو پھر حضور ﷺ کو

اجازت دینے پر عتاب کیوں؟ اگر تم کہو کہ اس میں فائدہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نکلنے کو نا پسند کیوں فرمایا؟ لکھتے ہیں اس کا جواب صحیح یہی ہے کہ ان کا حضور ﷺ کے ساتھ نکلنا نقصان دہ تھا کیونکہ اس کے بعد والی آیات میں خود باری تعالیٰ نے نکلنے کے مفاسد و نقصان پر تصریح کرتے ہوئے فرمایا:

لو خرجوا فیکم مازادوکم الا خبالا (التوبہ : ۴۷)

اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمھیں کچھ نہ بڑھتا

اب رہا یہ معاملہ کہ جب ان کا نہ نکلنا ہی اصوب اور اصلح تھا تو پھر رسول اللہ کو اذن دینے پر عتاب کیوں ہوا؟ اس کا جواب ہم شیخ ابو مسلم کے طریق پر دیتے ہیں کہ "لم اذنت لھم" (آپ نے انھیں اجازت کیوں دی) میں یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے انہیں قعود (نہ نکلنے کی) کی اجازت دی بلکہ ممکن ہے جنھوں نے نکلنے کی اجازت چاہی آپ نے انھیں شرکت کی اجازت دیدی، اس کے بعد شیخ کے طریق کی صحت پر دلائل نقل کیے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اس طریق سے ہٹ کر جواب یہ ہے کہ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ آپ کی اجازت قعود پر عتاب ہے لیکن یہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کا قعود نقصان دہ تھا بلکہ آپ ﷺ کا اس قعود کے لئے جو اذن تھا وہ سبب بنا، اس پر متعدد وجوہ ذکر کی ہیں، ان میں دوسری یہ ہے۔

ان بتقدیر انه علیه الصلاة والسلام ماکان یأذن لھم فی القعود فھم کانوا یقعدون من تلقاء انفسھم وکان یصیر ذلک القعود علامة علی نفاقھم واذا ظھر نفاقھم احترز المسلمون منھم ولم یغتروا

اگر آپ ﷺ انھیں قعود (عدم شرکت) کی اجازت نہ دیتے تو وہ از خود جہاد پر نہ جاتے تو ان کا یہ گھر رہنا ان کے نفاق پر علامت ہو جاتا، نفاق سامنے آنے پر مسلمان ان سے احتراز کر لیتے اور ان کے قول سے دھوکہ نہ کھاتے جب حضور ﷺ

بقولهم فلما اذن الرسول فی القعود بقی نفاقهم مخفیاً و فاتت تلک المصالح	نے انھیں اجازت دیدی تو ان کا نفاق مخفی ہی رہا اور مصلحت فوت ہوگئی

اس کے بعد تیسری وجہ یہ لکھی کہ جب انھوں نے آپ ﷺ سے نہ نکلنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے ناراض ہوکر فرمایا "اقعدو مع القاعدین" (تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ) تو انھوں نے اس لفظ کو غنیمت جان لیا اور کہا "قد اذن لنا" (حضور ﷺ نے ہمیں اجازت دیدی ہے)۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(لم اذنت لهم) ای لم ذکرت عندهم هذا اللفظ الذی امکنهم ان یتوسلوا به الی تحصیل غرضهم	(لم اذنت لهم) یعنی تم نے ان کے سامنے ایسے الفاظ کیوں کہے جنھیں انھوں نے اپنی غرض کیلئے وسیلہ بنالیا

(مفاتیح الغیب، ۲ : ۶۲)

۷۔ امام نظام الدین نیشاپوری (المتوفی ۷۲۸) نے بھی یہی گفتگو کی ہے

(غرائب القرآن،۳: ۸،۴۷۸)(فتح القدیر للشوکانی ۲: ۳۶۲)(الجامع لاحکام القرآن: ۸، ۱۴۲)

۸۔ شیخ اشرف علی تھانوی نے اس کے تحت بطور فائدہ لکھا ہے

لم اذنت سے ماضی پر عتاب مقصود بالذات نہیں بلکہ آئندہ کیلئے ممانعت اذن دینے سے اصل مقصود ہے۔ اس سے کوئی شبہ (گناہ) نہ ہونا چاہیئے اور غرض اس نصیحت سے یہ نہیں کہ آپ ﷺ کی اجازت سے وہ رہ گئے ورنہ ان کا جانا مصلحت تھا وجہ یہ کہ آگے ان کے جانے کے مفاسد خود ہی مذکور ہوتے ہیں اور تیسرا اگر آپ اجازت نہ ہی دیتے تب بھی تو ان کی نیت جانے کی نہ تھی کذا فی الدر عن مجاهد" بلکہ مطلب یہ ہے کہ رخصت ملنے سے جو ان کو ایک گونہ بے فکری ہوگئی یہ نہ ہوتی اگر رخصت منظور نہ ہوتی اور یہ تب بھی نہ جاتے تو ذرا

ان کی خباثت تو علانیہ کھل جاتی اور ''الذین صدقوا'' کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں سچے بھی تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے مومنین صادقین معذورین سے ان کی حالت متمیز ہو جاتی

(بیان القرآن، ۴:۱۱۴)

۹۔ شیخ سعید حوی نے آیت مذکورہ اور دیگر آیات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جملہ لکھا

لئن عوقب رسول اللہ ﷺ فی الاذن لھم فذالک من اجل فضحھم والا فقد کانت الحکمۃ ظاھرۃ فی القعود لھم	حضور ﷺ پر انہیں اجازت دینے پر اگر پُر لطف عتاب ہوا تو اس کی وجہ یہ تھی تا کہ وہ ذلیل ہو جاتے ورنہ حکمت غالبہ یہی تھی کہ وہ گھر ہی رہیں

(اساس التفسیر، ۴: ۲۳۰۰)

۱۰۔ امام رازی نے اس آیت مبارکہ کے حوالہ سے سوال اٹھایا کہ عفو ذنب کے بعد ہوتی ہے لہٰذا اس کی صدور ذنب پہ دلالت ہے اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر ہم ان الفاظ کو ظاہر معنی پر بھی رکھیں تو آیت مبارکہ میں تعارض آ جائے گا۔

ان العفو ترک المواخذۃ و قولہ (لم اذنت لھم) مواخذہ	لفظ عفو ترک مواخذہ اور لم اذنت لھم مواخذہ پر دال ہیں

یعنی مواخذہ اور عدم مواخذہ دونوں کا اثبات ہو رہا ہے حالانکہ ان میں تعارض و تخالف ہے لہٰذا مراد ہے

التخلف فی المخاطبۃ کما یقال انت رحمک اللہ و غفرلک و ان لم یکن ھناک ذنب السیۃ	یہ خطابِ شفقت ہے جیسا کہ آدمی دوسرے کو دعا دیتا ہے اللہ تم پر رحمت اور مغفرت فرمائے حالانکہ وہاں کوئی گناہ نہیں ہوتا

(عصمۃ الانبیاء، ۱۳۴)

اس لئے اہل تحقیق و شعور نے واضح کیا کہ یہاں ذنب و گناہ ہرگز نہیں بلکہ یہ خطاب

تو حضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کا عمل بیان کرنے سے پہلے عفا اللہ عنک فرمایا اور یہ مقام کسی دوسرے نبی کو بھی حاصل نہیں ۔ امام رازی نے کیا خوب کہا

ان ذالک یدل علی مبالغة الله فی تعظیمه و توقیره

یہ مبارک الفاظ و خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر میں خوب وحد درجہ پر دال ہیں

(مفاتیح الغیب، ۲: ۵۸)

عظیم محدث امام داؤدی رقمطراز ہیں کہ ان مقدس الفاظ میں حضور ﷺ

کانت تکرمة

کی تکریم و تعظیم ہے

(الشفا، قسم الثالث)

امام قشیری فرماتے ہیں جو آدمی کہے عفو، ذنب پر ہی ہوتی ہے

لا یعرف کلام العرب

وہ عربی سے واقف ہی نہیں

یہ لفظ عدم لزوم کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے فرمان نبوی ہے

عفا الله لکم عن صدقة الخیل

اللہ تعالیٰ نے تمہیں صدقہ خیل معاف کر دیا ہے

یعنی اس نے لازم ہی نہیں کیا، تو آیت مبارکہ کا مفہوم ہوگا کہ آپ کے اجازت دینے پر

لم یلزمک ذنبا

کوئی گناہ لازم نہیں آتا

(ایضاً)

یاد رہے زمخشری نے اسے خطا پر محمول کیا تھا مفسرین نے اس پر خوب چڑھائی کرتے ہوئے کہا اس کی تفسیر کا مطالعہ ہی نہ کیا جائے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ط قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ط وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔

(سورۃ التوبہ، ۶۱)

اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کیلئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

منافقین حضور ﷺ کے بارے میں کہتے تھے انھیں کچھ معلوم نہیں تم جو کہو گے یہ مان جائیں گے یہ تو صرف 'کان' ہیں جو سن لیا اسی کو مان لیا آگے پیچھے کا کوئی علم نہیں۔ اس کے جواب اور تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر یہ تمھاری باتوں پر خاموش رہتے ہیں تو انھیں جاہل مت سمجھو بلکہ یہ باخبر ہیں ہاں اپنی کریم النفسی اور متعدد حکمتوں کے تحت تمھاری بات مان لیتے ہیں۔

آیئے اس کے تحت مفسرین کی آراء ملاحظہ کریں

۱۔ علامہ جاراللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸) لکھتے ہیں

ای اظهر الایمان ایها المنافقون حیث یسمع منکم و یقبل ایمانکم الظاهر ولا یکشف اسرارکم ولا یفضحکم ولا یفعل بکم ما یفعل بالمشرکین مراعاةً لما رأی الله من المصلحة فی الابقاء علیکم	اے منافقو یہ تمھاری بات اور ظاہری ایمان کو قبول کر لیتے ہیں تمھارے مخفی معاملات ظاہر نہیں کرتے اور نہ ہی تمھیں ذلیل کرتے ہیں، اور مشرکین والا معاملہ تمھارے ساتھ نہیں کرتے کیونکہ اسی حال پر تمھیں رکھنے میں اللہ کی طرف سے مصلحت ہے
(الکشاف، ۲:۱۹۹)	

۲۔ امام ابوسعود محمد بن محمد عمادی حنفی (۹۵۱) "ورحمة للذین امنوا منکم" کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں

ای للذین اظهروا الایمان منکم حیث یقبله منهم لکن لاتصدیقاًلهم فی ذلک بل رفقاً بهم وترحماً علیهم ولا یکشف اسرارهم و	جو لوگ تم میں ایمان ظاہر کرتے ہیں آپ ﷺ مان لیتے ہیں مگر بطور تصدیق نہیں بلکہ ان پر نرمی وشفقت ہے کہ آپ ﷺ ان کے اسرار منکشف نہیں کرتے

لا یھتک استارھم — اور نہ ہی ان کا پردہ چاک کرتے ہیں

(ارشاد العقل، ۴: ۷۷)

۳۔ امام حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴) انھی مبارک کلمات کے تحت رقمطراز ہیں

ای ھو اذن خیر یعرف الصادق من الکاذب — یہ بہتر کان ہیں کہ آپ سچے اور جھوٹے کو جانتے ہیں

(تفسیر القرآن، ۲: ۳۶۶)

۴۔ علامہ محمد بن علی شوکانی (المتوفی ۱۲۲۵) آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

المعنی ان النبی ﷺ اذن خیر للمنافقین ورحمة لھم حیث لم یکشف اسرارھم ولا فضحھم — نبی ﷺ منافقین کیلئے خیر او رحمت ہیں اس لئے کہ آپ ان کے باطنی معاملات منکشف نہیں کرتے اور نہ انھیں ذلیل ورسوا کرتے ہیں۔

(فتح القدیر، ۲: ۳۷۶)

۵۔ امام علاؤالدین علی بن محمد (المتوفی ۷۲۵) ایک مفہوم یہ بیان کرتے ہیں

قیل فی کونہ ﷺ رحمة لانہ یجری احکام النا س علی الظاھر ولا ینقب عن احوالھم ولا یھتک اسرارھم — آپ ﷺ کے رحمت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے ظاہر پر احکام جاری فرماتے ان کے احوال کی ٹوہ نہ لگاتے اور نہ ان کے مخفی معاملات کا پردہ چاک کرتے۔

(لباب التاویل، ۲: ۲۵۵)

۶۔ امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی (المتوفی ۷۱۰) کے الفاظ صاحب کشاف سے ملتے ہیں

ایھا المنافقون حیث یقبل ایمانکم — اے منافقو! وہ تمھارا جب ظاہری ایمان

الظاهر ولا يكشف اسراركم ولا يقبل بكم ما يفعل بالمشركين (مدارك التنزيل، ۲: ۲۵٦)

قبول کرتے ہیں تو وہ تمہارے باطنی معاملات منکشف نہیں فرماتے اور تمہارے ساتھ مشرکین والا معاملہ نہیں کرتے۔

۷۔ امام محی السنہ محمد الحسین (المتوفی، ۵۱٦ھ) "یؤمن للمومنین" کے تحت رقمطراز ہیں

ای یصدق المؤمنین ویقبل منهم لامن المنافقین

(معالم التنزیل، ۲: ۳۰٦)

وہ اہل ایمان کی تصدیق کرتے ہیں اور انہی کی بات مانتے ہیں نہ کہ منافقین کی

۸۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی، ۱۲۲۵ھ) آیت مبارکہ کے الفاظ "رحمة للذین امنوا منکم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں

یعنی لمن اظهر الایمان حیث یقبله ولایکشف سره وفیه تنبیه علی انه لیس یقبل قولکم جهلاً بحالکم بل ترفقاً وترحماً علیکم

(المظهری، ۴: ۲۵۴)

جو ایمان ظاہر کرے آپ قبول فرمالیتے ہیں اور اس کا راز فاش نہیں کرتے اس میں تنبیہ ہے کہ آپ ﷺ تمہاری باتوں کو تمہارے احوال سے جہالت کی وجہ سے نہیں بلکہ تم پر رحم وترس کھاتے ہوئے قبول فرماتے ہیں۔

۹۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی، ٦۰٦) انہی مبارک کلمات کے تحت لکھتے ہیں

فهذا ایضاً یوجب الخیریة لانه یجری امرکم الظاهر ولا یبالغ فی

یہ بھی بہتر ہونے کی وجہ ہے کہ آپ ظاہر پر حکم جاری فرمادیتے ہیں تمہارے

التفتیش عن بواطنکم ولا یسعی فی هتک اسرارکم
(مفاتیح الغیب: ۲، ۹۰)

باطن کی تفتیش میں نہیں پڑتے اور نہ ہی تمھارے اسرار و مخفی امور کا پردہ چاک کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

۱۰۔ امام محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے

ای للذین اظھروا الایمان حیث یقبله منھم لکن لا تصدیقا لھم فی ذالک بل رفقاً وترحماً علیھم ولا یکشف اسرارھم ولا یھتک استارھم
(روح المعانی، پ ۱۰، ۱۲۷)

ظہور ایمان کو قبول فرماتے ہیں لیکن بطور تصدیق نہیں بلکہ ان پر رحم و ترس کھاتے ہوئے نہ ان کے باطنی معاملات کھولتے ہیں اور نہ پردہ چاک کرتے ہیں۔

۱۱۔ امام برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بقاعی (المتوفی ۸۸۵ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ان کے آپ ﷺ کو "اذن" کہنے سے مراد یہ تھی

انه ﷺ لا یعرف مکر من یمکر به و خداع من یخادعه و کذبوا ھو اعرف الناس بذالک ولکنه یعرض عند المصالح لا یلیق بمحاسن الدین غیرھا بینھا بقوله قل اذن خیر

آپ ﷺ اپنے ساتھ مکر کرنے والے کا مکر نہیں جانتے اور نہ دھوکہ دینے والے کے دھوکہ کو جانتے ہیں لیکن یہ منافق غلط کہہ رہے ہیں آپ ﷺ ان معاملات کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں لیکن متعدد مصالح کی وجہ سے آپ اعراض فرماتے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں

ومما بین سبحانه ان تصدیقه ظاھراً

اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا کہ آپ ﷺ

وباطناً انما هو للمؤمنين في الايمان بين ان تصديقه لغيرهم انما هو الظاهر فقال ورحمة ..... اشارة الى المنافقين ومن في حكمهم ممن جزم لسانه وقلبه متزلزل اى ان اظهار تصديقهم قبولا لما ظهر منهم وستر قبائح اسرارهم سبب للكف عن دمائهم .

(نظم الدرر، ۳: ۳۳۸، ۳۳۹)

کی ظاہری و باطنی تصدیق صرف اکیلے اہل ایمان کو حاصل ہے ان کے علاوہ تصدیق فقط ظاہری ہے فرمایا ورحمۃ ـــــــ اشارہ منافقین اور ان کے ان ساتھیوں کی طرف ہے جن کی زبان جزم کرتی ہے مگر دل متزلزل ہے یعنی ان کیلئے اظہار تصدیق ان کے ظاہر کو قبول کرتا ہے اور ان کے خون سے بچنے کیلئے ان کی برائی کے پردے باقی رکھتے ہیں

۱۲۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں

پہلی آیت میں مذکور ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے متعلق بطور استہزا یہ کہتے ہیں کہ ''وہ تو بس کان ہیں'' یعنی جو کچھ کسی سے سن لیتے ہیں اسی پہ یقین کر لیتے ہیں اس لئے ہمیں کوئی فکر نہیں اگر ہماری سازش کھل بھی گئی تو ہم پھر قسم کھا کر آپ کو اپنی شرافت کا یقین دلا دیں گے۔ جس کے جواب میں حق تعالیٰ نے ان کی حماقت کو واضح فرما دیا کہ وہ جو منافقین اور مخالفین کی غلط باتوں کو سن کر اپنے مکارم اخلاق کی بنا پر خاموش رہتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھو کہ آپ کو حقیقت حال کی کچھ سمجھ نہیں صرف تمہارے کہنے پر یقین کرتے ہیں بلکہ وہ سب کی پوری پوری حقیقت سے باخبر ہیں تمہاری غلط باتیں سن کر وہ تمہاری سچائی کے قائل نہیں ہو جاتے البتہ اپنی شرافت نفس اور کرم کی بنا پر تمہارے منہ پر تمہاری تردید نہیں کرتے۔

(معارف القرآن، ۴: ۴۱۶)

یہ الفاظ سب کی پوری پوری حقیقت سے باخبر ہیں نہایت ہی قابل توجہ ہیں

۱۳۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری کے الفاظ ہیں

ای لمن اظهر الایمان حیث یقبله و لا یکشف سره و فیه تنبیه علی انه ﷺ لیس یقبل قولکم جهلا بحالکم بل رفقاً بکم و ترحماً علیکم

(المقتطف، ۲: ۲۰۴)

ان کے ظاہری ایمان کو قبول کر لیتے اور ان کا راز فحش نہیں کرتے اس میں بتانا یہ ہے کہ آپ ﷺ تمھاری باتوں کو تمھارے احوال سے جاہل ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ تم پر رفق و نرمی کی وجہ سے قبول کرتے ہیں

۱۴۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (۱۳۰۷) کے الفاظ بھی ملاحظہ کر لیجیے

المعنی ان النبی ﷺ اذن خیر للمنافقین و رحمة لهم حیث لم یکشف اسرارهم و لم یهتک استارهم ولا فضحهم

(فتح البیان، ۴: ۱۳۸)

نبی ﷺ منافقین کیلئے خیر و رحمت ہیں کیونکہ آپ ﷺ ان کے اسرار منکشف نہیں فرماتے اور نہ ان کا پردہ چاک کرتے ہیں اور نہ انھیں رسوا فرماتے ہیں۔

۱۵۔ شیخ صلاح الدین یوسف اسی آیت کے تحت کہتے ہیں

یہاں سے پھر منافقین کا ذکر ہو رہا ہے نبی ﷺ کے خلاف ایک ہرزہ سرائی انھوں نے یہ کی کہ یہ کان کا کچا (ہلکا) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ہر ایک کی بات سن لیتا ہے یہ گویا آپ ﷺ کے علم و کرم اور عفو و درگزر اور چشم پوشی سے ان کو دھوکہ ہوا۔ (حاشیہ ترجمہ قرآن، ۵۳۰)

۱۶۔ شیخ محمد عبدہ الفلاح تفسیر کبیر کے حوالہ سے اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں

یعنی ہاں تمھاری بات اس حد تک صحیح ہے کہ محمد ﷺ ہر ایک کی بات سن لیتے ہیں مگر یہ الزام صحیح نہیں ہے کہ ہر بات سن کر اس پر اعتبار کر لیتے ہیں اعتبار صرف اسی بات کا کرتے ہیں جو سچی اور حقیقی ہو، جھوٹی بات کو سن تو لیتے ہیں مگر اس پر صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یہ چیز تمھارے حق میں بہتر ہے ورنہ یہ جھوٹی بات سن کر اگر اس سے فوراً مواخذہ کرنے

والے بھی ہوتے تو تم اپنے جھوٹے عذروں کی بنا پر یا تو کبھی کے قتل ہو چکے ہوتے یا مدینہ سے باہر نکال دیئے گئے ہوتے۔ اس سے آگے چل کر تفسیر فتح القدیر کے حوالے سے لکھا "ایسے لوگوں کیلئے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ان کے راز نہیں کھولتے بلکہ انھیں اپنی اصلاح کر لینے کا موقع دیتے ہیں۔ (اشرف الحواشی، ۲۳۶)

۱۷۔ شیخ شبیر احمد عثمانی نے یہاں جو کچھ لکھا ہے وہ نہایت ہی قابل توجہ ہے۔

"منافقین آپس میں کہا کرتے وہ تو کان ہی کان ہیں جو سنتے ہیں فوراً تسلیم کر لیتے ہیں ان کو باتوں میں لے آنا کچھ مشکل نہیں بات یہ تھی کہ حضرت ﷺ اپنے حیا و وقار اور کریم النفسی سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تب بھی نہ پکڑتے۔ خلق عظیم کی بنا پر مساحت اور تغافل برتتے اور وہ بے وقوف جانتے کہ آپ ﷺ نے سمجھا ہی نہیں حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ اگر وہ کان ہی ہیں تو تمھارے بھلے کے واسطے ہیں۔ نبی ﷺ کی یہ خو تمھارے حق میں بہتر ہے۔ نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی چشم پوشی اور خلق عظیم پر کسی وقت مطلع ہو کر تمھیں ہدایت ہو جائے تمھاری جھوٹی باتوں پر نبی ﷺ کا سکوت اس لئے نہیں کہ انھیں واقعی تمھارا یقین ہے۔ یقین تو ان کو اللہ پر ہے اور ایمانداروں کی بات پر ہے ہاں تم میں سے جو دعوی ایمان رکھتے ہیں ان کے حق میں آپ ﷺ کی خاموشی و اغماض (چشم پوشی) ایک طرح کی رحمت ہے کہ فی الحال منہ توڑ تکذیب کر کے ان کو رسوا نہیں کیا جاتا۔

(تفسیر عثمانی، ۲۳۹)

۱۸۔ مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں

کان دے کر اور سچا ہو کر اللہ کی اور مخلصین کی باتیں سنتے ہیں اور (باقی تمھاری شرارت آمیز باتیں جو سن لیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے حال پہ مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ (گو دل میں نہ ہو) پس اس مہربانی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے تمھاری باتیں سن لیتے ہیں اور باوجود اس کی حقیقت کے سمجھ جانے

کے درگزر اور خاموشی برتتے ہیں۔ پس ان باتوں کا سننا دوسرے طور کا ہے تم نے اپنی حماقت سے اس کو بھی اول طور پر محمول کر لیا۔ خلاصہ یہ کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ حقیقت کو حضرت نہیں سمجھتے اور واقعہ میں حقیقت کو تم ہی نہیں سمجھتے۔ آگے چل کر لکھا

ف: اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ سے کہیں منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت "لتعرفنهم فی لحن القول" کے تو پھر اخفاء ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیر ھا (جیسا کہ مفسرین نے اس کی تفسیر میں لکھا) (بیان القرآن، ۴: ۱۲۱)

ان مفسرین کی آراء سامنے آنے کے بعد کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ منافقین سے آگاہ نہ تھے اور پھر آخری عبارت میں مولانا اشرف علی تھانوی نے واضح کر دیا کہ اگر پہلے کوئی خفا تھا بھی تو سورۃ محمد کی آیت "لتعرفنهم فی لحن القول" کے بعد وہ بھی ختم ہو گیا، لہٰذا ہمیں بڑے کھلے ذہن کے ساتھ اس حقیقت کو مان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دلی رازوں تک سے آگاہ فرما دیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝

(سورۃ التوبہ، ۶۴)

منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اترے جو ان کے دلوں کی چھپی جتا دے تم فرماؤ ہنسے جاؤ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔

منافقین حضور ﷺ کے مشن، ذات اور آپ ﷺ کے دین کے حوالے سے سازشیں کرتے، تمسخر اڑاتے اور ساتھ یہ کہتے کہ کہیں ان پر اللہ تعالیٰ تمھارے بارے میں کچھ نازل نہ کر دے اور تم ذلیل و رسوا ہو کر رہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ تم جس بات سے ڈرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا اظہار فرما دے گا

۱۔ امام ابن کثیر (المتوفی، ۷۷۴ھ) اس کے تحت لکھتے ہیں

ای ان اللہ سینزل علی رسولہ یفضحکم بہ و یبین لہ امرکم کقولہ تعالیٰ: (ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم الی قولہ: و لتعرفنھم فی لحن القول) الآیۃ و لھذا قال قتادہ کانت تسمی ھذہ السورۃ الفاضحۃ فاضحۃ المنافقین

(تفسیر القرآن، ۲: ۳۶۷)

یعنی اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے رسول پر ایسی چیزیں نازل فرمائے گا جو منافقین کی رسوائی کا سبب ہوں گی اور ان کا معاملہ آشکار ہو جائے گا جیسا کہ فرمان مقدس ہے (ام حسب الذین فی قلوبھم مرض) اسی لئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سورت کا نام فاضحہ ہے یعنی منافقین کو ذلیل و رسوا کرنے والی۔

۲۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی، ۶۰۶ھ) پہلے ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ منافق تو کافر تھے وہ حضور ﷺ پر نزول وحی سے کیسے ڈرتے؟ اس کے جواب میں امام ابو مسلم کے حوالے سے دوسرا جواب دیتے ہوئے لکھا

ان القوم و ان کانو کافرین بدین الرسول الا انھم شاھدوا ان الرسول علیہ الصلاۃ و السلام کان یخبرھم

یہ لوگ اگرچہ دین رسول ﷺ سے کافر تھے مگر ان کا مشاہدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مخفی و پوشیدہ رازوں کی

بما یضمرونہ و یکتمونہ فلھذہ	خبر دے دیتے ہیں اس تجربہ کی وجہ سے
التجربۃ وقع الحذر والخوف فی	ان کے دلوں میں یہ خوف وخطر طاری
قلوبھم (مفاتیح الغیب، ۶ : ۹۳)	رہتا۔

۳۔ امام ابوسعود محمد بن محمد عمادی (المتوفی ۹۵۱ھ) امام ابومسلم کے حوالہ سے ہی لکھتے ہیں

کان اظھار الحذر منھم بطریق	یہاں ان کا ڈرنا بطور تمسخر ہے گویا جب
الاستھزاء فانھم اذا سمعوا رسول اللہ	وہ حضور ﷺ سے یہ فرمان سنتے کہ یہ مجھ
ﷺ یذکر کل شئی و یقول انہ	پر وحی آئی ہے تو وہ اس کی تکذیب
بطریق الوحی یکذبونہ و یستھزؤن	کرتے اور تمسخر اڑاتے اسی لئے فرمایا''
بہ و لذلک قیل (قل استھزؤا)	فرمادو تم استھزاء کرلو۔
(ارشاد العقل السلیم، ۴، ۷۹)	

۴۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (المتوفی ۶۷۱ھ) نے آیت مبارکہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے

(ان اللہ مخرج) ای مظھر (ما	بلاشبہ اللہ ظاہر فرمانے والا ہے جس کے
تحذرون) ظھورہ قال ابن عباس انزل	ظہور سے تم خوف کھاتے ہو حضرت
اللہ تعالیٰ اسماء المنافقین و	ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ
کانوا سبعین رجلا ثم نسخ تلک	تعالیٰ نے منافقین کے نام نازل کر
الاسماء من القرآن رأفۃ ورحمۃ لان	دیئے جو ستر تھے پھر ان اسماء کو بطور
اولادھم کانوا مسلمین والناس یعیر	رحمت منسوخ فرما دیا کیونکہ انکی اولاد
بعضھم بعضا فعلی ھذا قد	مسلمان تھی اور لوگوں نے ایک

انجز الله وعده باظهاره ذالك اذ قال «ان الله مخرج ما تحذرون» و قيل اخراج الله انه عرف نبيه عليه السلام خبر اسمائهم واسمائهم لا انها نزلت في القرآن ولقد قال الله تعالىٰ "ولتعرفنهم في لحن القول" وهو نوع الهام

(الجامع الاحكام القرآن، ۸: ۲۰۰)

پیچھے سے بطور طعن ایسا کہنا شروع کر دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ یوں پورا فرما دیا، بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا اخراج یہ ہے کہ اس نے اپنے نبی ﷺ کو منافقین کے احوال و ناموں سے آگاہ کر دیا البتہ قرآن میں انہیں نازل نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ولتعرفنہم فی لحن القول اور یہ نوع عام ہے۔

۵۔ شیخ جار اللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ "یحذر المنافقون ان تنزل علیهم سورة" کے کلمات بتا رہے ہیں کہ انہیں نزول سورت کا ڈر تھا تو اب "مخرج ما تحذرون" کا مفہوم کیا ہوگا جواب میں کہتے ہیں

معناه محصل ومبرز لنزال السورة او ان الله مظهر ما كنتم تحذرون اى تحذرون اظهاره من نفاقكم

(الکشاف، ۲: ۲۰۰)

یا یہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دے گا جس سے تم ڈرتے ہو کہ تم نفاق سے اظہار خوف کرتے ہو۔

۶۔ الامام ابو سعود محمد بن عمادی (المتوفی ۹۵۱ھ) "ما تحذرون" کے تحت لکھتے ہیں

اى ما تحذرونه من انزال السورة و من مخازيكم و مثالبكم المستكنة في قلوبكم الفاضحة لكم على ملاء الناس

(ارشاد العقل السليم، ۳: ۷۹)

تم ڈرتے ہو انزال سورت سے اور ان ذلیل کاموں سے جو تم دل میں چھپائے ہوئے ہو کہ جنہیں لوگوں کے سامنے ذلت نہ ہو۔

۷۔ شیخ محمد امین شنقیطی (المتوفی ۱۳۹۳ھ) نے اس آیت کے تحت جو لکھا وہ نہایت ہی اہم اور قابل توجہ ہے

صرح في هذه الاية الكريمة بان المنافقين يحذرون ان ينزل الله سورة تفضحهم و تبين ماتنطوي عليه ضمائرهم من الخبث ثم بين انه يخرج ما كانوا يحذرونه و ذكر في موضع آخر انه فاعل ذلك و هو قوله تعالىٰ " ام حسب الذين في قلوبهم مرض ان لن يخرج الله اضغانهم الى قوله ولتعرفنهم في لحن القول

اس آیت مبارکہ میں تصریح ہے کہ منافقین ڈرتے تھے کہیں اللہ تعالیٰ سورت نازل فرما کر انھیں رسوا کر دے گا اور ان کے دلوں کے کرتوت وخبث واضح ہو جائیں گے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو اور دوسری جگہ فرما دیا کہ وہ یہ کرنے والا ہے اور وہ ارشاد گرامی ہے ام حسب الذین فی قلوبهم مرض" ان لن یخرج الله .... فی لحن القول

(اضواء البیان، ۲: ۳۵۱)

۸۔ امام سید محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) تفصیلی گفتگو کے بعد لکھتے ہیں

اذ معناه مبرز ماتحذرونه من انزال السورة اولانه اعم اذالمراد مظهر كل ما تحذرونه ظهوره من القبائح واسنادالاخراج الى الله تعالىٰ لله شارة الى انه سبحانه يخرجه اخراجالا مزيد عليه

اس کا معنی یہ ہے کہ تم انزال سورت سے ڈرتے ہو کیونکہ مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری خباثتوں کو ظاہر کرنے والا ہے جن سے تم ڈرتے ہو، اخراج کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی تاکہ اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسا اخراج فرمانے والا ہے جس سے بڑھ کر اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

(روح المعانی، پ۱۰: ۱۳۰)

۹۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی (ان اللہ مخرج ما تحذرون) کے تحت رقمطراز ہیں

اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ حق تعالیٰ منافقین کی خفیہ سازشوں اور شرارتوں کو ظاہر فرما دیں گے جس کا ایک واقعہ غزوہ تبوک سے واپسی کا ہے جب کہ کچھ منافقین نے آپ کے قتل کی سازش کی تھی حق تعالیٰ نے آپ کو اس پر بذریعہ جبرئیل مطلع کر کے اس راستے سے ہٹا دیا جہاں یہ منافقین اس کام کے لئے جمع ہوئے (معارف القرآن ۴: ۷۱۴)

اس کے بعد تفسیر مظہری کے حوالے سے لکھا

"اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ۷۰ منافقین کے نام مع ان کی ولدیت اور پورے نشان بتا کے رسول ﷺ کو بتلا دیئے تھے مگر رحمتہ للعالمین نے ان کو لوگوں پر ظاہر نہیں فرمایا" (معارف القرآن ۴: ۱۷۱)

۱۰۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے "منافقین کو پردہ دری کا اندیشہ" کے تحت لکھا۔

"فرمایا ان کو خبردار کر دو کہ اب تمہاری یہ پیش بندی کارگر ہونے والی نہیں اللہ و رسول ﷺ اور اللہ کی آیات کا مذاق اڑانے والو! اب وقت آ گیا ہے کہ جن چیزوں کے بے نقاب ہونے سے ڈر رہے ہو اللہ ان سب کو بے نقاب کر کے رہے گا یہ امر واضح رہے کہ یہ سورت جس طرح مشرکین اور اہل کتاب کے باب میں خاتمہ بحث کی حیثیت رکھتی ہے اسی طرح منافقین کے باب میں بھی یہ فیصلہ کن سورۃ ہے اس میں جیسا کہ آگے مباحث سے واضح ہو جائے گا ان کو پوری طرح ننگا کر دیا گیا ہے"

(تدبر قرآن ۳، ۱۹۰)

۱۱۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) "ان اللہ مخرج ما تحذرون" کے تحت لکھتے ہیں۔

من ظهور حتى يطلع عليه المؤمنون اما بانزال سورة او باخبار رسوله ﷺ او نحو ذلک	ایسا ظہور کہ اس پر اہل ایمان مطلع ہوں بصورت انزال سورت یا رسول کی خبر کے ذریعے یا کوئی اور ذریعہ ہو۔

(فتح البیان، ۳: ۱۴۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

(التوبة . ۷۳)

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

اس آیت مبارکہ میں تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کفار اور منافقین کے خلاف حسب موقع جہاد کا حکم دیا اور ان سے سختی کے بارے میں تعلیم دی اس لئے کہ انہوں نے آپ کی کریم النفسی، چشم پوشی، درگزر، عیب پوشی کی قدر نہیں پہچانی۔ شریعت مبارکہ درگزر کی وجہ سے یہ زیادہ شرارتوں میں دلیر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب ان کو ایسے رکھو تاکہ یہ سب بے نقاب ہو جائیں۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی (المتوفی ۶۷۱ھ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں اللہ نے حضور ﷺ کو کفار کے ساتھ جہاد کا حکم دیا

وجع المنافقين باللسان وشدة الزجر والتغليظ	اور منافقین کے ساتھ زبان، شدت زجر اور سختی سے جہاد کا حکم ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت مبارکہ کا مفہوم ان الفاظ میں ذکر کیا

جاهد المنافقين بيدك فان لم تستطع فبلسانك فان لم تستطع فاكفهر	منافقین کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرو اگر طاقت نہیں تو زبان سے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو منہ بناؤ۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۸: ۱۸۷)

۲۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے یہ دونوں اقوال نقل کیے ہیں اس کے بعد حضرت ضحاک تابعی سے نقل کیا۔

واغلظ على المنافقين بالكلام وهو مجاهدتهم	منافقین پر کلام کے ذریعے سختی کرو اور یہی ان کے ساتھ جہاد ہے

بعض نے اقامت حدود مراد لیا ہے ان مختلف اقوال میں تطبیق کرتے ہوئے لکھا

لامنافاةبين هذه الاقوال لانه تارة يؤ خذبهذا وتارة بهذا بحسب الاحوال

ان تفاسیر میں تضاد نہیں کبھی یوں کرو اور کبھی دوسرا طریقہ اختیار کرو، حسب حالات معاملہ کرو۔

(تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۷۰)

۴۔ امام برہان الدین ابراہیم عمر بقاعی (المتوفی ۸۸۵ھ) لکھتے ہیں

ومما كان ﷺ مطبوعا على الرفق موحى به قال تعالىٰ واغلظ عليهم اى فى الجهادين ولا تعاملهم بمثل ماعاملتهم به من اللين عند استئذانهم فى القعود

حضور ﷺ کی چونکہ طبیعت مبارکہ نہایت نرم تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان پر سختی کرو اب ان کے ساتھ وہ نرمی والا معاملہ نہ کرو جو تم نے جنگ سے اجازت کے وقت کیا تھا۔

(نظم الدرر، ۳: ۳۶۵۰)

اس ارشاد ربانی کے تحت امام محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) نے جو کچھ تحریر کیا وہ نہایت ہی قابل توجہ ہے انھوں نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اگر چہ متعدد اقوال ہیں مگر مختار و اولیٰ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہی ہے۔ اس کے بعد ایک سوال اٹھا کر خود ہی جواب دیتے ہیں آیئے ان کی زبان سے سنتے ہیں۔

فان قال قائل فكيف تركهم ﷺ مقيمين بين اظهر اصحابه مع علمه بهم

سوال: حضور ﷺ نے منافقین کو صحابہ کے درمیان کیوں ٹھہرے رہنے دیا حالانکہ آپ ﷺ ان کے بارے میں علم رکھتے تھے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

ان الله تعالىٰ ذكره انما امر بقتال من اظهر منهم كلمة الكفر ثم اقام على اظهاره ما اظهر من ذالك و اما من اذا اطلع عليه منهم انه تكلم كلمة الكفر و اخذ بها انكرها و رجع عنها و قال انى مسلم فان حكم الله فى كل من اظهر الاسلام بلسانه ان يحقق بذالك له دمه و ماله و ان كان معتقدا غير ذلك و توكل هو جل ثناؤه بسرائرهم و لم يجعل للخلق البحث عن السرائر فلذلك كان النبى ﷺ مع علمه و اطلاع الله اياه على ضمائرهم و اعتقاد صدورهم كان يقرهم بين اظهر الصحابة و لا يسلك بجهادهم مسلك جهاد من ناصبه الحرب على الشرك بالله لان احدهم اذا اطلع عليه انه قد قال قولاً كفر فيه بالله ثم اخذ به انكره و اظهر الاسلام بلسانه فلم يكن ﷺ يأخذه الا

اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے جو کلمہ کفر کا اظہار کرے اور وہ اس کفر پر قائم رہے اسے قتل کر دیا جائے اور اگر ان میں سے کسی کے کلمہ کفر پر اطلاع ہوئی اور وہ پکڑ لیا گیا اور اس نے اس سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں تو مسلمان ہوں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے زبان سے اسلام کا اظہار کر دیا اس نے اپنا خون اور مال محفوظ کر لیا اگرچہ دل میں اعتقاد اس کے مخالف رکھتا ہو۔ اس کے دلی راز، اللہ تعالیٰ کے سپرد، مخلوق کو ان سے بحث کی اجازت نہیں، اس وجہ سے باوجودیکہ آپ ﷺ انھیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے ضمائر اور سینوں کے اعتقادات سے آگاہ فرما دیا تھا مگر انھیں صحابہ میں ہی رہنے دیا اور ان کے خلاف وہ راہ نہیں اپنائی جو شرک کرنے والوں کے خلاف جاری تھی کیونکہ ان میں سے جیسے ہی کسی کے کفر پر اطلاع ملتی کہ اس نے کلمہ کفر کہا ہے اسے پکڑا جاتا تو وہ انکار

بما اظهر له من قوله عند حضوره
اياه و عزمه على امضاء الحكم فيه
دون ما سلف من قول كان نطق به
قبل ذلك و دون اعتقاد ضميره
الذى لم يبح الله لاحد الاخذ به فى
الحكم و تولى الاخذ هو دون خلقه
(جامع البيان، ۶ : ۲۳۴)

کر دیتا اور زباں سے اسلام کا اظہار کرتا تو
حضور ﷺ اسی پر فیصلہ فرماتے جو آپ
ﷺ کے سامنے آتا اور اسی کو جاری رہنے
دیتے نہ کہ اس قول پر فیصلہ فرماتے جو اس
نے مخفی طور پر پہلے کہا تھا اور اس کے اعتقاد
وضمیر کو نہ چھیڑتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس
کی کسی کو اجازت نہیں دی بلکہ اس پر وہ خود
گرفت فرماتا ہے نہ کہ اس کی مخلوق

۵۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اس کے تحت عنوان ''منافقین کے باب میں رویہ کی تبدیلی کی ہدایت'' قائم کر کے لکھا۔

''تو یہاں مقصود حضور ﷺ کو اس امر کی تاکید ہے کہ آپ اپنا رویہ منافقین کے باب میں یکسر تبدیل کر لیں اور شدت کے ساتھ ان کا احتساب کریں لیکن ساتھ ہی کفار کا بھی حوالہ دے دیا ہے جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اب یہ منافقین مسلمانوں کے زمرہ کے لوگ نہیں ہیں بلکہ یہ بھی کفار کے زمرہ میں شامل ہیں۔ جہاد کا لفظ قتال اور شدت احتساب و داروگیر سب پر حاوی ہے مطلب یہ ہے کہ کفار کے ساتھ اس نوعیت کا جہاد کرو جس کا تمہیں اعلان برأت کے ساتھ تفصیل سے حکم دیا جا چکا ہے اور ان منافقین کے ساتھ احتساب کا جہاد کرو واغلظ علیھم اسی احتساب اور دارو گیر کی وضاحت ہے یعنی اب تک تم نے ان کے ساتھ نرمی و رافت کا جو رویہ رکھا اس کی قدر انھوں نے نہیں پہچانی یہ تمہاری کریم النفسی سے فائدہ اٹھا کر اپنی شرارتوں میں دلیر ہوتے ہیں جھوٹے بہانوں اور جھوٹی قسموں کو انھوں نے اپنے لئے سپر بنا رکھا ہے اور تم اپنی طبیعت کی نرمی کے سبب سے ان کی چالوں سے آگاہ ہونے کے باوجود طرح دے جاتے ہو اب اس کی گنجائش باقی نہیں رہی ہے اب ان کو اچھی طرح کسو

اور ہر معاملے میں سخت کسوٹی پر پرکھتا کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یہ جھوٹ اور فریب کی نقاب اب ان کے چہروں پر باقی رہنے والی نہیں ہے اب یا تو انہیں مسلمانوں کی طرح مسلمان بن کر رہنا ہوگا یا اس انجام سے دوچار ہونا پڑے گا جو کفار کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ آیت نمبر ۴۳ عفا اللہ عنک لم اذنت لھم کے تحت ہم جو کچھ لکھ آئے ہیں ایک نظر اس پر ڈال لیجئے اس لئے کہ یہ ہدایت اسی کی توضیح مزید ہے۔ (تدبر قرآن، ۳: ۱۹۸)

۲۔ شیخ محمد عبدہ الفلاح نے اس کے تحت لکھا

یعنی اب تک جو آپ ان سے نرمی اور چشم پوشی کا معاملہ کرتے رہے ہیں اسے ختم کیجئے اور ان کے ہر قصور پر سختی سے گرفت کیجئے۔ (اشرف الحواشی، ۲۳۹)

بعینہٖ ان الفاظ کے ساتھ یہ آیت مبارکہ سورۃ تحریم میں بھی ہے اس کی آیت نمبر ۹ ہے اس کے تحت ڈاکٹر عبدالعزیز عبداللہ حمیدی منافقین کے ساتھ جہاد کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ ان سے جہاد بالقتال مراد نہیں۔

واما المنافقون فبوسائل الدفاع الاخرى التي هي دون الجهاد من كشف امرهم ولومهم وتعنيفهم وعدم قبول اعتذارهم واظهار احتقارهم وعدم الاستناد الى

منافقین کے ساتھ دیگر وسائل دفاع کے ذریعے قتال کرو مثلاً ان کا معاملہ لوگوں کے سامنے آشکار کردو ان پر ملامت و سختی کرو ان کے عذر نہ سنو ان سے نفرت کا اظہار کرو اور ان کے کسی عمل کو مسلمانوں کا عمل نہ جانو

عمل من اعمال المسلمين اليهم و ان كان عملا لا اهمية له و غير ذلك من وسائل الجهاد حتى يقلعوا عما لهم فيه من النفاق و ينضموا الى صف المومنين الصادقين

(المنافقون في القرآن الكريم، ۳۴۰)

کیونکہ اس کی ہرگز اہمیت نہیں یہاں تک کہ وہ نفاق سے باز آ جائیں اور سچے مسلمان بن جائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ ۔

(التوبہ، ۸۳)

پھر اے محبوب اگر اللہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کو نکلنے کی اجازت مانگے تو تم فرمانا کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔

والخداع لانه عليه السلام انما منعهم من الخروج صدا عن مكرهم و كيدهم وخداعهم فصارهذا النهي من هذا الوجه جاريا مجرى اللعن و الطرد	وفریب سے بچنے کے لئے جہاد کے لئے نکلنے سے منع فرمایا لہٰذا اس اعتبار پر یہ بات لعنت ودھتکار ٹھہری

(مفاتیح الغیب، ۲: ۱۱۴)

۲۔ امام ابوسعود محمد عمادی (المتوفی، ۹۵۱ھ) انھیں منع کرنے کی وجہ لکھتے ہیں

فكان محو اساميهم عن دفتر المجاهدين و لزهم في قرن المخالفين عقوبة لهم	بطور سزا ان کے نام مجاہدین کے دفتر سے کٹ چکے اور مخالفین میں شامل کر دیئے گئے۔

(ارشاد العقل السليم، ۴: ۸۹)

۳ مفتی محمد شفیع دیوبندی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

اگر خدا تعالیٰ آپ کو (اس سفر سے مدینہ کو صحیح وسالم) ان کے کسی گروہ کی طرف واپس لائے (گروہ اس لئے کہا کہ ممکن ہے بعض اس وقت تک مر جائیں یا کوئی کہیں چلا جائے اور) پھر یہ لوگ (براہ خوشامد واضح الزام سابق کسی جہاد میں آپ کے ساتھ) چلنے کی اجازت مانگیں (اور دل میں اس وقت بھی یہی ہوگا کہ عین وقت پہ کچھ بہانہ کر دیں گے) تو آپ یوں کہہ دیجئے کہ (اگر چہ اس وقت دنیا سازی کے طور پر باتیں بنا رہے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمھارا مافی الضمیر بتلا دیا ہے۔ اس لئے نہایت ہی وثوق سے کہتا ہوں کہ) تم کبھی بھی میرے ساتھ (جہاد میں) نہ چلو گے اور نہ میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن (دین) سے لڑو گے۔

(معارف القرآن، ۴: ۴۳۱)

آگے چل کر لکھتے ہیں

اکثر مفسرین نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ حکم ان کے لئے بطور دنیاوی سزا کے نافذ کیا گیا۔ اگر وہ سچ مچ کسی جہاد میں شرکت کو کہیں تو بھی انھیں شریک نہ کیا جائے۔

(معارف القرآن،۴:۴۳۳)

۴۔ مولانا امین احسن اصلاحی رقمطراز ہیں

دوسرا اشارہ یہ نکلتا ہے کہ منافقین کی ان حرکتوں کے سبب سے جو اوپر بیان ہوئی ہیں حضور ﷺ ان سے اس درجہ بیزار اور متنفر ہو گئے تھے کہ ان کے منہ دیکھنے کے روادار نہیں رہ گئے تھے حضور ﷺ کی یہ بیزاری عین اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت تھی اس وجہ سے ارشاد ہوا کہ ہر چند یہ لوگ اس قابل نہیں رہ گئے کہ تم ان کی شکل دیکھو لیکن اگر اللہ تعالیٰ تقدیر سے ان کی کسی ٹولی سے اس سفر سے واپسی پر ملا ہی دے اور یہ اپنی کھسیاہٹ مٹانے اور اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لئے تم سے کسی آئندہ (جنگ میں) شرکت کی درخواست کریں تو تم ان کی درخواست سختی سے رد کر دینا یہ گویا اس حکم کا ایک پہلو واضح فرما دیا گیا جو اوپر "آیت ۷۳" میں ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کی بابت دیا گیا ہے۔

آگے "منافقین کی رسوائی" کے عنوان کے تحت تحریر کرتے ہیں

فقل لن تخرجوا معی ابداً "یعنی ان کو صاف بتا دینا نہ اب کسی سفر میں میرے ساتھی بن سکتے ہو اور نہ میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے جنگ کر سکتے ہو تم جس طرح سے گھروں میں بند رہے ہو اسی طرح جاؤ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھو یہ گویا سب سے بڑی جماعتی خدمت سے ان کو عملاً روک دینے کی شکل اختیار کرنے کی ہدایت ہوئی تاکہ یہ رسوا ہوں اور اب تک معذرت اور بہانوں کے پردے میں وہ مسلمانوں کے اندر جو گھسے ہوئے تھے یہ قصہ ختم ہو اب تک تو وہ جہاد سے پیچھے کے لئے رخصتیں مانگتے تھے اب حضور ﷺ کو یہ ہدایت ہوئی کہ اگر یہ جہاد میں شرکت کی اجازت مانگیں تو انھیں اجازت نہ دیجیو۔

(تدبر قرآن،۳:۲۰۸)

۵۔ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں

یعنی اب اگر یہ لوگ کسی دوسرے غزوہ میں ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو فرما دیجیے کہ بس تمھاری محبت و شجاعت کا بھانڈا پھوٹ چکا اور تمھارے دلوں کا حال پہلی مرتبہ کھل چکا نہ تم کبھی ہمارے ساتھ نکل سکتے ہو اور نہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں بہادری دکھا سکتے ہو۔

(تفسیر عثمانی، ۳۳۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

(سورۃ التوبہ، ۸۴)

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق میں ہی مر گئے

شانِ نزول: رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جب فوت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اللہ اور آپ ﷺ کا دشمن ہے اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو فرمایا

اخر عنی یا عمر انی خیرت عمر جانے دو مجھے اس بارے میں اختیار دیا گیا ہے

یعنی مجھے ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ان کے جنازہ سے منع نہیں کیا، جنازہ بھی پڑھایا بلکہ کفن میں اپنی قمیص بھی عطا فرمائی۔

ہزار آدمی کا مسلمان ہونا

امام ابو شیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا: جب آپ ﷺ سے اس کی حکمت پوچھی گئی تو فرمایا میں جانتا تھا یہ چیزیں اسے نفع نہیں دیں گی لیکن اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں بنی خزرج سے ہزار آدمیوں سے زیادہ لوگ اسلام لے آئیں گے۔

(روح المعانی، پ ۱۰، ۱۵۴)

اسی موقعہ پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آئندہ کسی بھی منافق کا جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا۔

علم کا ہونا ضروری ہے

جب آئندہ منافقین کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا ہے تو ضروری ہے آپ ﷺ کو ان کے بارے میں علم دیا جائے کیونکہ بغیر علم کے آپ کیسے امتیاز کر سکتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے یا منافق ہے اور جب تک امتیاز نہ ہو آپ ہی جنازہ پڑھنے کا فیصلہ نہیں کر سکتے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو احوالِ منافقین سے آگاہ کر دیا اور حکم فرما دیا آئندہ ان میں سے اگر کوئی مرتا ہے تو آپ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

ان آیات مبارکہ سے یہ استدلال صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت "فلتعرفنهم فی لحن القول" کے تحت فرماتے ہیں

هم اهل النفاق و قد عرفه اياهم فی برأة فقال (ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره) و قال (قل لن تخرجوا معی ابداً و لن تقاتلوا معی عدواً)

(جامع البیان، ۱۳: ۷۸)

یہ اہل نفاق ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں آپ ﷺ کو ان کی پہچان عطا کرتے ہوئے فرمایا اب کبھی بھی ان میں مرنے والے پر جنازہ نہ پڑھو اور نہ ان کی قبور پر قیام کرو اور یہ حکم دیا کہ انھیں کہہ دو آئندہ کبھی بھی تم میرے ساتھ نہ نکلو گے اور نہ ہی میرے ساتھ جہاد میں شرکت کرو گے

۲۔ حضرت ضحاک تابعی (المتوفی ۱۰۵ھ) نے بھی انھی آیات کے تحت بعینہ یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ (تفسیر الضحاک، ۲: ۷۶۵)

۳۔ امام ابن کثیر المتوفی (۷۷۴) اس آیت مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اب ان منافقوں سے برأت کا اعلان کر دو ان کے الفاظ ہیں

امر الله تعالیٰ رسوله ﷺ ان يبرأ من المنافقين و ان لا يصلی علی احد منهم اذا مات و ان لا يقوم علی قبره ليستغفر له او يدعوله لانهم

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو منافقین سے برأت و بیزاری کے اعلان کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ان میں سے کوئی مرجائے تو جنازہ نہ پڑھو، ان کی قبر پر استغفار و دعا کے لئے

كفروا بالله ورسوله وماتوا عليه وهذا حكم عام في كل من عرف نفاقه وان كان سبب نزول الآية في عبد الله ابن سلول رأس المنافقين

(تفسیر القرآن ۴: ۸: ۳۲۷)

کھڑے نہ ہوں اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کفر کیا اور اسی پر یہ مرے۔ یہ حکم ہر اس شخص کو شامل ہے جس کا نفاق معلوم و معروف تھا اگرچہ سبب نزول رأس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول ہے

اس حکم پر عمل

صحابہ کا بیان ہے کہ اس حکم کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے وصال تک کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

۱۔ امام ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

فما صلى رسول الله ﷺ على منافق بعده حتى قبضه الله عزو جل

اس کے بعد وصال تک آپ ﷺ نے کسی منافق کا جنازہ ادا نہیں فرمایا

(تفسير لابن ابی حاتم، ۴ : ۱۰۸۵۸)

۲۔ امام بغوی اور امام ابو سعود حنفی نے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں

فما صلى بعد ذلك على منافق ولا قام على قبره

(معالم التنزيل، ۲: ۳۱۷)

(ارشاد العقل، ۴: ۹۰)

اس کے بعد کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا اور نہ اس کی قبر پر تشریف فرما ہوئے

مفسرین کرام نے اس آیت اور حکم سے بھی علم منافقین پر استدلال کیا ہے

۱۔ شیخ زادہ حنفی (۹۵۱) اس مسئلہ کو واضح کرتے ہوئے کہ حضور ﷺ کو منافقین کا علم تھا فرماتے ہیں

و لو لم یتمیز عندہ المنافق بمن غیرہ لما صح ان یمنع من الصلوٰۃ علی جنائزھم و القیام علی قبورھم	اگر آپ ﷺ کو منافق اور غیر منافق کا علم و امتیاز نہ ہوتا تو ان کا جنازہ پڑھنے اور ان کی قبور پر قیام کرنے سے منع کرنا درست نہیں رہ جاتا
(حاشیہ بیضاوی، ۷: ۵۹۶)	

۲۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶) اسی حقیقت کو یوں آشکار کرتے ہیں

النبی علیہ السلام کان یعرف المنافق و لم یظھر امرہ الی ان اذن اللہ تعالیٰ لہ فی اظھار امرھم و منع من الصلوٰۃ علی جنازھم و القیام علی قبورھم	نبی ﷺ منافقین کو جانتے تھے مگر ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ کو ظاہر کرنے کا حکم دیدیا اور ان کے جنازہ اور ان کی قبور پر قیام سے منع فرمادیا
(مفاتیح الغیب، ۱۰: ۵۹)	

۳۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰) نے بھی یہی الفاظ نقل کئے ہیں

فالنبی علیہ السلام کان یعرف المنافقین و لم یظھر امرھم و الی ان اذن اللہ لہ فی اظھار امرھم منع من الصلوٰۃ علی جنائزھم و القیام علی قبورھم	تو نبی اکرم ﷺ منافقین کو جانتے تھے لیکن انکے معاملات لوگوں کے سامنے بیان نہ کرتے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملات کے اظہار کی اجازت دیدی اور ان کے جنازہ اور ان کی قبور کے پاس جانے سے منع فرمادیا
(اللباب، ۱۷: ۳۶۷)	

۴۔ مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

یہ جماعت سے ان کو کاٹ دینے کی ایک اور سخت تر بلکہ آخری صورت اختیار کرنے کی ہدایت کی۔ اوپر آیت میں نبی ﷺ کو انکے استغفار کی ممانعت ہو چکی ہے اب یہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنے اور ان کی قبروں پر دعائے استغفار کے لئے کھڑے ہونے کی بھی

ممانعت فرمادی گئی گویا زندگی اور موت دونوں میں ان سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا گیا جماعتی زندگی سے آپ کا آخری رشتہ یہی ہوتا ہے کہ مرنے پر اپنے جماعتی بھائیوں کے ہاتھوں دفن ہوتا اور ان کی دعاؤں کا زاد راہ لے کر اپنے آخری سفر پر روانہ ہوتا ہے اس ممانعت نے اہل ایمان کے ساتھ ان کا یہ آخری رشتہ بھی کاٹ دیا۔ (تدبر قرآن، ۳: ۲۰۹)

ھ۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (المتوفی ۱۳۰۷ھ) نے لکھا

و لما نزلت هذه الآية ما صلى على منافق و لا قام على قبر بعدها	جب یہ آیت نازل ہو گئی تو اسکے بعد آپ ﷺ نے کسی منافق کا نہ تو جنازہ پڑھا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے
(فتح البیان، ۳: ۱۵۵)	

یہاں ذہن میں یہ نہ آجائے کہ "مات" ماضی ہے یہ صرف ابن ابی کی بات ہے نہ کہ تمام اہل نفاق کی تو اس سلسلہ میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آئندہ تمام اہل نفاق کے جنازہ سے منع کیا گیا ہے۔

امام رازی شیخ واحدی کے حوالہ سے لکھتے ہیں "مات" نکرہ کی صفت ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہے۔

كأنه قيل على احد منهم ميت ...... التقدير و لا تصل ابداً على احد منهم	گویا فرمایا ان میں سے ہمیشہ ہر فوت ہونے والے پر ہرگز جنازہ نہ پڑھائیں۔
	(مفاتیح الغیب، ۱۶: ۱۱۲)

شیخ محمد علی سائیس نے لکھا

و مات ماض بالنسبة الى سبب النزول و زمان النهي ولا ينافي عمومه و شموله لمن سيموت (تفسیر آیات الحکام، ۱: ۴۷)	سبب نزول اور زمانہ ممانعت کی وجہ سے لفظ ماضی ہے ورنہ یہ تمام بعد میں مرنے والوں کو بھی شامل ہے۔

اصل میں یہ الفاظ علامہ محمود آلوسی کے ہیں انہوں نے آگے یہ بھی نقل کیا کہ کچھ مفسرین یہ کہتے ہیں۔

انه بمعنى المستقبل وعبر به لتحققه. (روح المعانی: ۱، ۴۷۹)	مات یہاں مستقبل کے معنی میں ہے، ماضی سے تعبیر کی حکمت یقینی تحقق ہے۔

☆☆☆☆☆☆

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ۚ

(سورۃ التوبہ، ۱۰۱)

اور تمہارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ان کی خو ہو گئی ہے نفاق، تم انھیں نہیں جانتے، ہم انھیں جانتے ہیں جلد ہم انھیں دوبارہ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے

اس آیت مبارکہ میں جو الفاظ وحی "سنعذبهم مرتين" (ہم انھیں دو مرتبہ عذاب دیں گے) ہیں۔ ان کے تحت صحابہ اور مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین سے اس قدر آگاہ فرما دیا کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے اجتماع میں نام لے لے کر انھیں مسجد سے نکال دیا۔

۱۔ امام ابن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) منافقین کے دنیوی عذاب کے بارے میں لکھتے ہیں

فقال بعضهم هي فضيحتهم فضحهم الله بكشف أمورهم وتبيين سرائرهم للناس على لسان رسول الله ﷺ

بعض سے منقول ہے کہ یہ ان کی ذلت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ان کے مخفی معاملات کو آشکار کر کے ذلیل کروا دیا۔

اس کے بعد اس پر حضرت ابن عباس اور حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہم سے خطبہ جمعہ کی تفصیل بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دوران خطاب منافقین کے نام لے لے کر انھیں باہر نکال دیا۔ (جامع البیان، ۷:۱۵)

۲۔ امام ابو سعود حنفی (۹۸۲ھ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

قام خطيباً يوم الجمعة فقال اخرج فلان فانك منافق اخرج فلان فانك منافق فاخرج بنام سا و فضحهم هذا هو العذاب الاول (ارشاد العقل، ۴:۹۷)

جمعہ کے یوم دوران خطبہ فرمایا فلاں نکل جا تو منافق ہے، فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ آپ ﷺ نے بہت سارے لوگوں کو ذلیل کر کے نکال دیا تو یہ عذاب اول ہے

۳۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی

نقل کیا کہ دونوں عذابوں سے مراد

هما العذاب في الدنيا بالفضيحة	وہ دنیا میں عذاب بصورت رسوائی اور قبر کا
والعذاب في القبر	عذاب ہے

(غرائب القرآن: ۳۰، ۵۲۴)

اس کے بعد انھوں نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے وہی روایت نقل کی جو اوپر امام ابوسعود نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے۔

۴۔ علامہ محمود آلوسی حنفی (۱۲۷۰ھ) نے کہا کہ امام ابن حاتم اور امام طبرانی نے اوسط اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا فلاں فلاں کھڑے ہو جاؤ اور مسجد سے نکل جاؤ کیونکہ تم منافق ہو۔

فاخرجهم باسمائهم ففضحهم	ان کے نام لے لے کر انھیں نکالا اور رسوا فرمایا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کام کی وجہ سے جمعہ میں لیٹ آئے انھوں نے جب انھیں واپس جاتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے محسوس کیا شاید جمعہ کی جماعت ہو گئی ہے اور انھوں نے بھی اس بات سے حضرت عمر کو آگاہ نہ کیا کہ شاید یہ جانتے ہوں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں پہنچے تو وہاں تمام مسلمان موجود تھے۔ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا

ابشر يا عمر فقد فضح الله تعالىٰ	عمر (رضی اللہ عنہ) مبارک ہو آج اللہ
المنافقين اليوم فهذا العذاب الاول	تعالیٰ نے منافقین کو رسوا فرما دیا یہ عذاب
والعذاب الثاني عذاب القبر	اول ہے اور عذاب ثانی قبر کا عذاب ہے

(روح المعانی: پ ۱۱، ۱۱)

۵۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰ھ) نے حضرت سدی اور کلبی کے حوالہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے موقع پر خطاب کیا اور فرمایا

اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فاخرج من المسجد فاساً و فضحھم فھذا العذاب الاول

نکل جا فلاں تو منافق ہے فلاں نکل جا تو منافق ہے مسجد سے متعدد لوگوں کو نکال کر رسوا فرمایا تو یہ عذاب اول ہے

(اللباب، ۱۰: ۱۶۰)

۴۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

قام رسول اللہ ﷺ یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان انک منافق و اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج من المسجد فاساً منھم فضحھم..... قال ابن عباس ھذا العذاب الاول حین اخرجھم من المسجد و العذاب الثانی عذاب القبر

رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن دوران خطاب فرمایا اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے متعدد لوگوں کو آپ ﷺ نے نکال کر رسوا فرمایا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ مسجد سے ذلیل کر کے نکالنا عذاب اول ہے اور عذاب قبر ثانی ہے

(تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۸۳)

۵۔ الامام علی بن احمد المھائمی (المتوفی ۸۳۵ھ) مرتین کی تفسیر میں لکھتے ہیں

مرۃ باظھار نفاقھم باخراجھم یوم الجمعۃ فی خطبتھا عن المسجد باسماءھم

ایک دفعہ جمعہ کے دن ان کے نام لے کر مسجد سے نکالنا مراد ہے۔

(تبصیر الرحمن، ۱: ۳۱۳)

۶۔ شیخ محمد بن علی شوکانی نے بھی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ سے نقل کی ہے

(فتح القدیر، ۲: ۴۰۱)

دوسرے مقام پر عذاب سے مراد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں

قیل الفضیحة بانکشاف نفاقھم	ان کے نفاق کو منکشف کر کے رسوا کرنا
(فتح القدیر، ۲:۳۹۹)	مراد ہے

۸۔ امام بیضاوی نے آیت مذکورہ میں عذاب سے مراد یہ معنی لیا ہے

بالفضیحة و القتل او باحدھما و عذاب القبر	انھیں رسوا کرنا اور قتل یا ان میں سے ایک اور عذاب قبر مراد ہے

(بیضاوی مع شیخ زادہ، ۴:۵۰۹)

چھتیس منافق نکال دیئے گئے

امام احمد نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور اس کے بعد فرمایا

ان فیکم منافقین فمن سمیت فلیقم ثم قال قم یا فلان قم یا فلان حتیٰ سمی ستة و ثلاثین رجلا ثم قال ان فیکم فاتقو اللہ فمر عمر علی رجل ممن سمی مقنع قد کان یعرفه قال مالک قال فحدثه بما قال رسول اللہ ﷺ فقال بعدا لک سائر الیوم	تم میں منافق ہیں جس کا نام لوں وہ اٹھے پھر فرمایا فلاں اٹھ فلاں اٹھ حتیٰ کہ چھتیس افراد کا نام لیا پھر فرمایا تمھارے اندر ہیں، اللہ سے ڈرو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ایک ایسے آدمی پر ہوا جو منہ چھپائے تھا۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نکال دیا تو فرمایا اللہ کی رحمت سے دور ہی رہے
(مسند احمد، ۵:۲۶۷)	

روایات پر اعتراضات کی حقیقت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس مروی روایت پر کچھ اعتراضات کیے گئے ہیں یہاں ان کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھانا نہایت ضروری ہے

اعتراض اول

اس کی سند میں اضطراب ہے کہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور کہیں حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ہے (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۸۰)

روح المعانی میں ابن مسعود انصاری ہے (ازالۃ الریب ۳۱۷)

جواب

ایسے اضطراب کی وجہ سے حدیث کورد کر دینا سراسر زیادتی ہے کیونکہ ان میں سے جو بھی ہو صحابی ہے جس کی وجہ سے حدیث میں ضعف ہرگز پیدا نہیں ہوتا حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ، ۸۵۲)اضطراب کے بارے میں لکھتے ہیں

هو الا ختلاف الذی یؤ ثر قد حاً و اختلاف الروا ة فی اسم رجل لا یؤثر ذلک لانه ان کان ذلک الرجل ثقة فلا ضیر	ایسا اختلاف جو حدیث کے رد وقدح میں موثر ہو، راویوں کا کسی آدمی کے نام میں محض اختلاف کرنا موثر نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر وہ آدمی ثقہ ہے تو یہ کوئی حرج نہیں

(النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۳۲۹)

یعنی اگر آدمی ثقہ ہے لیکن راویوں کا اس میں اختلاف ہو گیا تو کوئی حرج نہیں یہ تو عام لوگوں کے حوالہ سے ہے اور جب مرکز روایت صحابی ہو تو پھر اختلاف کیسے موثر ہوگا؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ معترض نے آگے خود لکھا

''قرین قیاس یہ بات ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اس کو اسی طرح نقل کرتے ہیں عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ (درمنثور، ۳۲:۲، ۲۷)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ میں کتابت وغیرہ میں غلطی واقع ہو گئی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ازالۃ الریب، ۳۱۷)

اب خود ہی بتایئے اس کے بعد اعتراض کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

ہم یہاں محشی تا، یخ کبیر علامہ عبدالرحمن بن یحیی یمانی کا اہم نوٹ نقل کیئے دیتے

ہیں جو مستدل کرنا تھا بے سند روایت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا

و علی کل حال فوکیع و ابو نعیم اثبت من غیرھا و قد قالا عن ابی مسعود فان کان غیرھما قال عن ابن مسعود فقو لھما اصح (التاریخ الکبیر ۷ ص ۴۲۳)	بہر صورت اس کے راوی وکیع اور ابو نعیم دیگر سے قوی ہیں اور انھوں نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا ہی نام لیا ہے اگرچہ کوئی دوسرا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیتا ہے تو ان دونوں کا قول ہی اصح ہے

اعتراض ثانی

اس مقام پر لکھا

"اور شیعہ کا نظریہ علم غیب میں نیز حضرات صحابہ کرام کے اوپر طعن کرنے اور نفاق وغیرہ کے الزام عائد کرنے میں کسی سے مخفی نہیں ہے اور ابن مردویہ کی روایت میں جو بطریق ابن مسعود مروی ہے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ

ما کنا نعرف المنافقین علی عہد رسول اللہ ﷺ الا ببغضھم علی بن ابی طالب (در منثور ۲۰:۶۶ :۲)	ہم حضور ﷺ کے عہد میں صرف اس علامت سے منافقوں کو پہچانتے تھے کہ وہ حضرت علی سے بغض رکھتے ہیں

سوچنے کی بات ہے کہ کیا منافقوں کو بغض صرف حضرت علی سے تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ تھا؟ انکے ساتھ بغض کرنے کو کیوں علامات نفاق سے شمار نہیں کیا گیا

(ازالۃ الریب ،۳۱۸)

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ منافقین والی روایت ضعیف ہے اور قابل قبول نہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس میں صرف بغض علی کو نفاق کی علامت مانا گیا ہے

جواب

یہ بات کسی شیعہ نے گھڑی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ بغض علی علامت نفاق ہے اس پر احادیث صحیحہ وارد ہیں مثلاً امام مسلم نے کتاب الایمان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں

ان لا یحبنی الا مؤمن و لا یبغضنی الا منافق — کہ مجھ (علی) سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق بغض رکھے گا (مسلم، ۱۳۱ حدیث)

شیخ ناصر الدین البانی کی سلسلہ احادیث صحیحہ جلد ۴ ص ۲۹۸ بھی دیکھ لیں تا کہ تشفی ہو جائے

صحابہ نے اسی بات کو پھیلایا اور اپنایا اور آج بھی امت کا یہی عقیدہ ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ دیگر صحابہ کی عداوت نفاق کیوں نہیں؟ کیا یہ اعتراض رسول اللہ ﷺ پر نہیں کیا جا رہا؟ حالانکہ آپ ﷺ نے تا قیامت اس کے ذریعے اہل بیت کے دشمنوں کو آشکار فرمایا ہے تو جو بات آپ ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہو اس پر مسلمان اعتراض کی سوچ بھی نہیں سکتا

اعتراض ثالث

امام بیہقی کی سند میں ابو احمد الزبیری عن سفیان الخ واقع ہیں اور یہ اگرچہ حضرات محدثین کرام کے نزدیک ثقہ ہیں مگر امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کثیر الخطاء فی حدیث سفیان (سفیان سے جب یہ روایت کرتے ہیں تو اس میں کثرت سے خطا کر جاتے ہیں) (ازالۃ الریب، ۳۱۸)

جواب

امام بیہقی نے مسجد سے منافقین کو نکال دینے والی روایت دو مقام پر نقل کی ہے

مقام اول

امام نے باب ما جاء فی اخبارہ ﷺ اسماء المنافقین و صدقه فی ذالک (حضور ﷺ کا منافقین کے ناموں سے آگاہ کرنا اور اس بارے میں آپ کا سچا ہونا) قائم کیا

اس کے تحت اسے دو اسناد سے نقل کیا، ان میں ابو احمد نامی راوی موجود نہیں۔ وہ دونوں اسناد یہ ہیں

۱۔ اخبرنا محمد بن عبد اللہ الحافظ حدثنا محمد بن عبد اللہ الصفار حدثنا احمد بن محمد البرتی حدثنا ابو نعیم حدثنا سفیان عن سلمۃ بن کہیل عن رجل عن ابیہ قال سفیان اراہ عیاض عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ

۲۔ اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ اخبرنا محمد بن عبد اللہ حدثنا محمد حدثنا ابو حذیفہ حدثنا سفیان عن سلمۃ عن عیاض بن عیاض عن ابیہ عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ (دلائل النبوۃ ج ۲: ۳۸۹)

آپ نے ملاحظہ کیا بیہقی کی دونوں روایات میں وہ راوی موجود ہی نہیں جس پر اعتراض ہے

مقام ثانی

غزوہ تبوک کے بعد کے واقعات بیان کرتے ہوئے باب قائم کیا "باب تلقی الناس رسول اللہ حین قدم عن غزوۃ تبوک" اس کے تحت روایت نقل کی تو اس میں یہ راوی ہیں (دلائل النبوۃ ج ۵: ۲۸۳)

لیکن اس کا پہلی روایات پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ معترض پر لازم تھا کہ وہ اعتراض کرنے سے پہلے اچھی طرح اس روایت کی تحقیق کرتے شاید انھوں نے حافظ ابن کثیر کی البدایہ، جز ۵ ص ۲۳ سے بیہقی کی روایت دیکھ کر اعتراض جڑ دیا اور بیہقی کی دلائل النبوۃ نہ دیکھی حالانکہ اگر اصل دیکھ لیتے تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتے

قبولیت محدثین

معترض نے ان پر جو جرحی کلمات نقل کئے ہیں۔ کیا ان کی بنا پر محدثین نے انھیں مسترد کیا ہے؟ وہ تو ان کی روایت کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ خود معترض کو بھی اعتراف ہے۔ یہاں ان کے بارے میں دیگر محدثین کی آراء سامنے لاتے ہیں

۱۔ ابن نمیر کہتے ہیں

صدوق ما علمت الا خیراً مشهور بالطلب ثقة

۲۔ امام ابن معین ثقہ قرار دیتے ہیں، امام داری نے ان سے نقل کیا "لیس به بأس" (ان میں کوئی حرج نہیں)

۳۔ ان کے شاگرد بندار کہتے ہیں

ما رأیت رجلا قط احفظ من ابی احمد الزبیری — میں نے ابو احمد زبیری سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا

۴۔ امام نسائی نے بھی "لیس به بأس" (ان میں کوئی حرج نہیں) کہا ہے

۵۔ امام ابوزرعہ نے صدوق کہا

۶۔ امام ابوحاتم نے یہاں "له اوهام" کہا وہاں حافظ للحدیث عابد مجتهد بھی لکھا ہے

رہا امام احمد کا فرمان کہ یہ حدیث سفیان میں کثیر الخطاء ہے کیا اس کے بارے میں ان کے شاگرد نصر بن علی کا یہ کہنا کافی نہیں کہ مجھے ابو احمد زبیری نے خود کہا

انا لا ابالی ان یسرق لی کتاب سفیان انی احفظه کله — اگر مجھ سے میرے شیخ سفیان کی کتاب چوری بھی ہو جائے تو پرواہ نہیں کیونکہ میں نے تمام کو حفظ کر لیا ہے

(سیر اعلام النبلاء، ۸: ۳۴۲)

(میزان الاعتدال، ۳: ۵۹۵)

اور اگر ان جرحی الفاظ کی تحقیق میں جایا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ معمولی جرح ہے مثلاً له اوهام کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں

و حیث یوصف بقلة الغلط کما یقال	کسی راوی میں غلطی کا قلیل ہونا یہ ہے مثلاً کہا
سئی الحفظ او له اوھام او له مناکیر	جائے اسکا حافظہ کمزور ہے، اس کے لئے
(مقدمة فتح الباری، ۱۸۰۱، ۳)	اوہام ہیں یا اس سے منکر روایات ہیں وغیرہ

اگر ہم اس قدر جرح سے روایات ترک کرنا شروع کر دیں تو پھر کون سی روایت قابل قبول رہے گی، تھوڑی بہت جرح تو ہر راوی پر کی گئی ہے۔

اعتراض رابع

مذکورہ راوی ابو احمد زبیری اور اس روایت کے دوسرے راوی سلمہ بن کہیل ہیں ان میں تشیع تھا (ازالۃ الریب، ۳۱۹)

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ اس روایت کے دو راوی شیعہ ہیں لہٰذا یہ ہرگز قابل قبول نہیں

جواب

اس اعتراض کی بنیاد یا تو اصول حدیث سے بے خبری ہے یا دیانت کی خلاف ورزی، کیونکہ جو آدمی بھی اصول سے آگاہ ہے وہ ہرگز ایسا اعتراض نہیں کرے گا آیئے پہلے یہاں ایک بنیادی ضابطہ اور اصول ذہن نشین کر لیں تاکہ جواب اچھی طرح سمجھ آسکے

پہلے ادوار میں شیعہ ہونا عیب نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ رافضی ہونا عیب تھا کیونکہ شیعہ سے محب اہل بیت اور رافضی سے صحابہ کا دشمن مراد ہوا کرتا ہے۔ امام ذہبی نے ایک سوال کے جواب میں یہی گفتگو کی ہے آیئے سوال و جواب انہی کی زبان سے ملاحظہ کیجئے

فلقائل ان يقول: كيف ساغ توثيق
مبتدع وحدثقة العدالة والاتقان؟
فيكف يكون عدلاًمن هو صاحب
بدعة؟وجوابه ان البدعة على ضربين
.فبدعة صغرى كغلو التشيع او
كا لتشيع بلا غلو ولا تحرف ،فهذا
كثير في التابعين وتابعيهم مع اللدين
والورع والصدق فلو رد حديث
هولاء لذهب جملة من الاثار النبوية
وهذه مفسدةبينة ثم بدعة كبرى،
كالرفض الكامل والغلو فيه والحط
على ابى بكر، عمر رضى الله
عنهما،والداعى الى ذلك،
فهذاالنوع لايحتج بهم ولا كرامة
وايضا فما استحضرالآن فى
هذاالضرب رجلاصادقا ومأموناً،بل
الكذب شعارهم، والتقية والنفاق
دثارهم،فكيف يقبل نقل من
هذاحاله!حاشاو كلاًفا لشيعي الغالي
في زمان السلف وعرفهم هو من تكلم

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کسی بدعتی کی
توثیق اور اسے ثقہ وعادل کیسے قرار دیا جا
سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت دو
طرح کی ہے بدعت صغریٰ غالی شیعہ ہونا یا
بلاغلو وتحرف کے شیعہ ہونا۔ یہ چیز دین،
ورع، تقویٰ اور صدق کے باوجود تابعین
اور تبع تابعین میں کثرت کے ساتھ تھی
اگر ان کی حدیث رد کر دی جائے تو
احادیث نبویہ کا ایک ذخیرہ مسترد ہو جائے
گا اور یہ بہت بڑا فتنہ اور فساد ہو گا دوسری
قسم بدعت کبریٰ مثلاً کامل رافضی اور رفض
میں غالی ہونا سیدنا ابوبکر وعمر کے مرتبہ کو کم
کرنا اور اس کی دعوت دینا یہ ایسی قسم ہے
جس سے استدلال اور احتجاج نہیں کیا جا
سکتا اور نہ ہی اسے عزت دی جا سکتی ہے
اور آج کے دور میں بھی اس قسم کے
لوگوں میں کوئی سچا اور امین نہیں بلکہ جھوٹ
ان کا تقیہ اور نفاق ان کا اوڑھنا ہے حاشا
وکلا ایسے لوگوں کی روایت کیسے لی جا سکتی
ہے؟ سلف کے زمانہ اور عرف میں غالی

في عثمان والزبير وطلحة ومعاوية وطائفة ممن حارب عليا رضي الله عنه وتعرض لسبهم والغالي في زماننا وعرفنا هو الذي يكفر هؤلاء السادة ويتبرأ من الشيخين أيضا فهذا ضال معثر ولم يكن أبان بن تغلب يعرض للشيخين أصلا بل قد يعتقد عليا أفضل منهما

(ميزان الاعتدال، ۱: ۶)

شیعہ وہ تھا جو حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت معاویہ اور جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلاف جنگ کی، ان کے بارے میں طعن کرتا اور ان کو برا بھلا کہتا تھا۔ ہمارے زمانہ اور عرف کے غالی ان سادات کو کافر کہتے ہیں اور شیخین سے دور بھاگتے ہیں تو ایسے لوگ واقعۃً ضال اور مفتری ہیں لیکن ابان بن تغلب شیخین کے بارے میں غلط رائے نہیں رکھتا تھا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے افضل جانتا تھا

امام حاکم کے بارے میں وارد کردہ اس اعتراض کا جواب امام ذہبی نے یوں دیا:

قلت كلا ليس هو رافضيا بل تشيع

(سير اعلام النبلاء، ۱۷: ۱۷۴)

میں کہتا ہوں یہ اعتراض ہرگز درست نہیں وہ رافضی نہیں بلکہ ان میں تشیع ہے

میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں

قلت الله يحب الانصاف ما الرجل برافضي بل هو تشيعي فقط

(ميزان، ۳: ۶۰۸)

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ انصاف پسند فرماتا ہے یہ آدمی رافضی نہیں بلکہ فقط شیعہ ہیں

اعتراض خامس

مولانا نے تیسری حدیث روایت قبول نہ کرنے کی یہ لکھی

"اس روایت کی سند میں عیاض بن عیاض عن ابیہ عن ابن مسعود الخ ہے دیکھیئے البدایہ والنھایہ، جلد ۵، ص ۴۷ وابن کثیر جلد ۴، ص ۱۸۰، وغیرہ اور کتب اسماء الرجال میں عیاض بن عیاض عن ابیہ الخ، باپ اور بیٹے دونوں کا کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون تھے اور کیسے تھے؟ ثقہ تھے یا ضعیف تھے جو شخص اس کی صحت کا مدعی ہے وہ سابق اعتراض کے علاوہ ان دونوں کی توثیق بھی کتب الرجال سے پیش کرے تعجیل المنفعۃ ص ۳۲۶ طبع حیدر آباد دکن میں عیاض بن عیاض کا تذکرہ ہے مگر اس میں اس کا بھی ذکر ہے **ولم یذکر سماعا عن ابیہ ولا ابوہ عن ابی مسعود** اور ذمہ داری سے ان کی توثیق اور سماعت کے بغیر اس کی صحت کا ادعا محض باطل ہوگا۔ اور تفسیر منار میں اس کی تصریح ہے

والذی اراہ ان الروایۃ غیر صحیحۃ ہمارے خیال کے مطابق یہ روایت ہرگز صحیح نہیں ہے (المنار، جلد ۱۱، ص ۲۰)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے

۱۔ عیاض بن عیاض کا تذکرہ کتب الرجال میں نہیں ملتا

۲۔ معلوم نہیں یہ ثقہ تھے یا ضعیف

۳۔ جو ملا ہے اس میں ہے کہ ان کا سماع والد سے اور والد کا سماع حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں

۴۔ صاحب تفسیر منار کی رائے کے مطابق یہ حدیث صحیح نہیں

جواب

ہر ایک کا جواب ملاحظہ فرمائیے

۱۔ تقریباً تمام کتب رجال میں ان کا تذکرہ موجود ہے چند مشہور و معروف کتب کے حوالہ جات ملاحظہ کیجئے

امام بخاری نے التاریخ الکبیر جلد ۷، ص ۲۳، امام ابن ابی حاتم رازی (المتوفی ۳۲۷) نے کتاب الجرح والتعدیل جلد ۱۳، ص ۴۰۹) امام ابن حبان نے کتاب الثقات جلد ۵، ص ۲۶۷، اور امام ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) نے تعجیل المنفعۃ ص ۳۲۶ پر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مولانا پر لازم تھا کہ وہ ان کتب کی طرف رجوع کرتے اگر انھوں نے ان کا مطالعہ نہیں کیا تو انھیں یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ اسماء رجال کی کتب میں ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا حالانکہ انکے اساتذہ اور تلامذہ تک کا تذکرہ موجود ہے

۲۔ یہ کہنا کہ نہ معلوم یہ ثقہ ہے یا ضعیف؟ ہرگز درست نہیں۔ امام ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے لکھتے ہیں

عیاض بن عیاض یروی عن ابی مسعود الانصاری وروی عنه الثوری و ابنه عیاض بن عیاض	عیاض بن عیاض، حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام ثوری اور ان کے بیٹے عیاض روایت کرتے ہیں

تعجیل المنفعۃ کے جس مقام سے مولانا نے عبارت لی ہے وہاں حافظ ابن حجر عسقلانی نے واضح طور پر یہ بھی لکھا ہے

و ثقه ابن حبان	انھیں امام ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے

(تعجیل، ص ۳۲۶)

نہ معلوم محترم موصوف نے اسے کیوں ترک کر دیا؟

امام ابن ابی حاتم رازی (المتوفی ۳۲۷) اپنے والد کے حوالے سے ان کے بارے میں رقمطراز ہیں

عیاض بن عیاض ابو قیلة کوفی روی عن ابیه عن ابی مسعود الانصاری و روی عنه سلمة بن کهیل و موسی بن قیس الحضرمی

(کتاب الجرح والتعدیل، ۳:۴۰۹)

عیاض بن عیاض کی کنیت ابوقیلہ ہے یہ کوفہ کے رہنے والے تھے یہ اپنے والد کے واسطہ سے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے شاگرد سلمہ بن کہیل اور موسی بن قیس حضرمی ہیں

پھر جب مسلمہ محدثین ان سے روایت لے رہے ہیں تو پھر انھیں غیر مقبول راوی قرار دینا کہاں درست ہے یا پھر یہ کہنا کہ معلوم نہیں ثقہ ہیں یا ضعیف ان محدثین پر عدم اعتماد کہلائے گا

۳۔ مولانا نے عدم سماع کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے "لم یذکر سماعاً عن ابیہ ولا ابوہ عن ابی مسعود" اس سے پہلے عبارت یہ ہے "ثم اخرجه احمد عن موسیٰ بن مسعود عن سفیان ولم یشک وعن قبیصة عن سفیان ولم یقل فی المسند عن ابیہ" جو واضح کر رہی ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی، امام احمد کے حوالہ سے گفتگو کر رہے ہیں کہ انھوں نے ان (عیاض) کے والد سے سماع اور ان کے والد کا حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے سماع کا تذکرہ نہیں کیا پھر اسے انھوں نے موسیٰ بن مسعود اور قبیصہ کے حوالے سے سفیان سے نقل کیا اور مسند میں "عن ابیہ" کے الفاظ بھی نہیں ہیں (تعجیل، ۳۲۶)

حالانکہ یہ حافظ ابن حجر کا مغالطہ ہے کیونکہ امام احمد نے اسے موسیٰ بن مسعود اور قبیصہ سے ہرگز نقل نہیں کیا اور لم یذکر سماعاً کے الفاظ بھی مسند احمد میں نہیں ہاں یہ تاریخ بخاری کے حوالے سے تبصرہ ہو سکتا ہے کیونکہ امام بخاری نے ان راویوں سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں

"عیاض قال موسیٰ بن مسعود عن سلمہ عن عیاض عن ابیہ عن ابن مسعود"

آگے چل کر کہا

وقال قبيصة عياض بن عياض عن ابن مسعود (التاريخ الكبير ، ۷: ۲۳ ، ۲۳)

ہماری تائید تاریخ کبیر کے محشی علامہ عبدالرحمن بن یحییٰ یمانی کی تحریر بھی کرتی ہے۔ کہ امام ابن حجر نے جو تعجیل المنفعۃ میں یہ اضافہ کیا ہے

والذی فی المسند وفی تاریخ البخاری عن ابی نعیم ...ثم اخرجه احمد عن موسی بن مسعود عن سفیان...وعن قبیصة عن سفیان ...وقال لم یذکر سماعاً عن ابیه ولا ابوه عن ابی مسعود

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

اقول لم اجد فی المسند الروایة عن موسی وقبیصة ولا قوله ولم یذکر سماعاً الخ وانما الذی اخرجه عن موسی وقبیصة المؤلف کما تری

ہم کہتے ہیں ہم نے مسند میں موسیٰ اور قبیصہ سے روایت نہیں پائی اور نہ ہی وہاں ولم یذکر سماعاً کے الفاظ ہیں البتہ مؤلف (امام بخاری) نے موسیٰ اور قبیصہ سے روایت کیا ہے جیسا کہ سامنے موجود ہے

اس کے بعد بطور تائید کہتے ہیں

وقوله ولم یذکر سماعاً اشبه بمذهب المؤلف فی اشتراط العلم باللقاء (التاريخ الكبير ،۷: ۲۳)

ولم یذکر سماعاً کے الفاظ مؤلف (امام بخاری) کے موقف کے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ ان کے ہاں راویوں کی ملاقات کا علم میں آنا ضروری ہے

اعتراض سادس

بصورت صحت ان روایات سے صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ چھتیس منافق تھے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ ان کے علاوہ اور کوئی منافق نہ تھا؟ مسجد میں خطبہ جمعہ کے موقع

پر چھتیس آدمیوں کو نکال دینے سے یہ کیسے لازم آیا کہ مدینہ طیبہ میں منافق ہی صرف یہ تھے باقی اور کوئی نہ تھا (ازالہ، ۳۱۹)

جواب

ہمارا مدعیٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اسماء سے آگاہ فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ چھتیس کا نام لے کر انہیں مسجد سے نکال دیا اگر آپ نام نہ جانتے ہوتے تو یہ کیسے ہو گیا؟ اس روایت سے صرف اسی بات کو اہل علم نے ثابت کیا ہے، رہا منافق کتنے تھے؟ کوئی بھی نہیں کہتے کہ صرف چھتیس تھے، ان کے علاوہ بھی تھے اس کا کس کو انکار ہے؟ رہا یہ کیا آپ ﷺ انہیں جانتے تھے یا نہیں تو ہمارا موقف یہ ہے انہیں بھی آپ ﷺ جانتے تھے کاش تم نے اس حدیث کو مکمل طور پر پڑھا ہوتا تو مسئلہ از خود واضح ہو جاتا ہے

آیئے ہم پوری روایت سامنے لاتے ہیں شیخ ابن مردویہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول ﷺ نے ایسا ہمیں خطبہ دیا پہلے میں نے اس کی مثل نہ سنا آپ ﷺ نے فرمایا

ایها الناس ان فیکم منافقین فمن	اے لوگو، بلاشبہ تم میں کچھ منافق ہم ہیں میں
سمیته فلیقم قم یا فلان قم یا فلان	جس کا نام لوں وہ اٹھے فرمایا فلاں اٹھ فلاں
حتی قام ستة وثلاثون رجلا ثم	اٹھ حتی کہ چھتیس آدمی اٹھا دیے پھر فرمایا بلاشبہ تم
قال ان منکم وان منکم وان منکم	میں سے اور بلاشبہ تم میں سے اور بلاشبہ تم میں
فسئلوا الله العافیة	سے لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو

(الدر المنثور، ۵: ۲۷۵)

بعد میں آپ ﷺ نے جو تین دفعہ فرمایا بلاشبہ تم میں سے اور فرمایا اللہ سے عافیت مانگو کا کیا معنی ہے؟

امام بیہقی کی یہ روایت جس میں معترض کا مطلوب راوی نہیں اس کے الفاظ تو ہمارے مدعی کو نہایت واضح کر دیتے پھر جب چھتیس منافق ذلیل کر کے نکال دیے تو فرمایا

ان فیکم او منکم منافقین — بلاشبہ تم میں یا فرمایا تم میں سے کچھ لوگ

فسئلوا اللہ العافیۃ — منافق ہیں تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو

(دلائل النبوۃ، ۲: ۳۸۲)

مذکورہ روایت میں صرف یہ تھا کہ "تم میں" لیکن یہاں واضح ہے کہ "تم میں منافق ہیں یعنی کچھ کو ہم نے نکال دیا ہے اور کچھ ابھی تم میں باقی ہیں ان پر پردہ ڈال رہے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور اپنے ظاہر و باطن کو درست کرو۔

مسجد ضرار بنانے والے

جن لوگوں نے مسجد بنائی تاکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو شہید کر دیں ان کا پردہ بھی فاش کر دیا گیا اور ان کی تعداد احادیث میں بارہ آئی ہے یہ ان چھتیس کے علاوہ ہی تھے۔

تبوک کے راستہ میں سازش

تبوک کے واپسی پر راستہ میں جنہوں نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا ان کی تعداد بھی بارہ تیرہ یا چودہ آئی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گفتگو میں ان کی تفصیل موجود ہے

جہاد سے ممانعت

تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ کو جو تعلیمات دی گئیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ جب آپ سے اب یہ جہاد پر نکلنے کی اجازت مانگیں تو

فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن — فرما دیں تم میرے ساتھ کبھی بھی نہیں نکلو گے اور

تقاتلوا معی عدوا — نہ تم میرے ساتھ مل کر جہاد کرو گے

اگر آپ کو ان افراد کا علم نہ تھا تو آپ آئندہ انہیں جہاد سے کیسے روکیں گے، روک تب ہی سکتے ہیں جب ان کا کامل علم ہو

جنازہ کی ممانعت

اب تو آپ ﷺ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا گیا پیچھے مفسرین کی آرا بڑی تفصیل سے گذر چکی ہیں یہ تب ہی ممکن ہے جب آپ ﷺ کو ان افراد کا کامل علم عطا کر دیا یہ تمام بھی تو ان چھتیس کے علاوہ ہی تھے۔

لا تعلمهم نحن نعلمهم

کا مفہوم
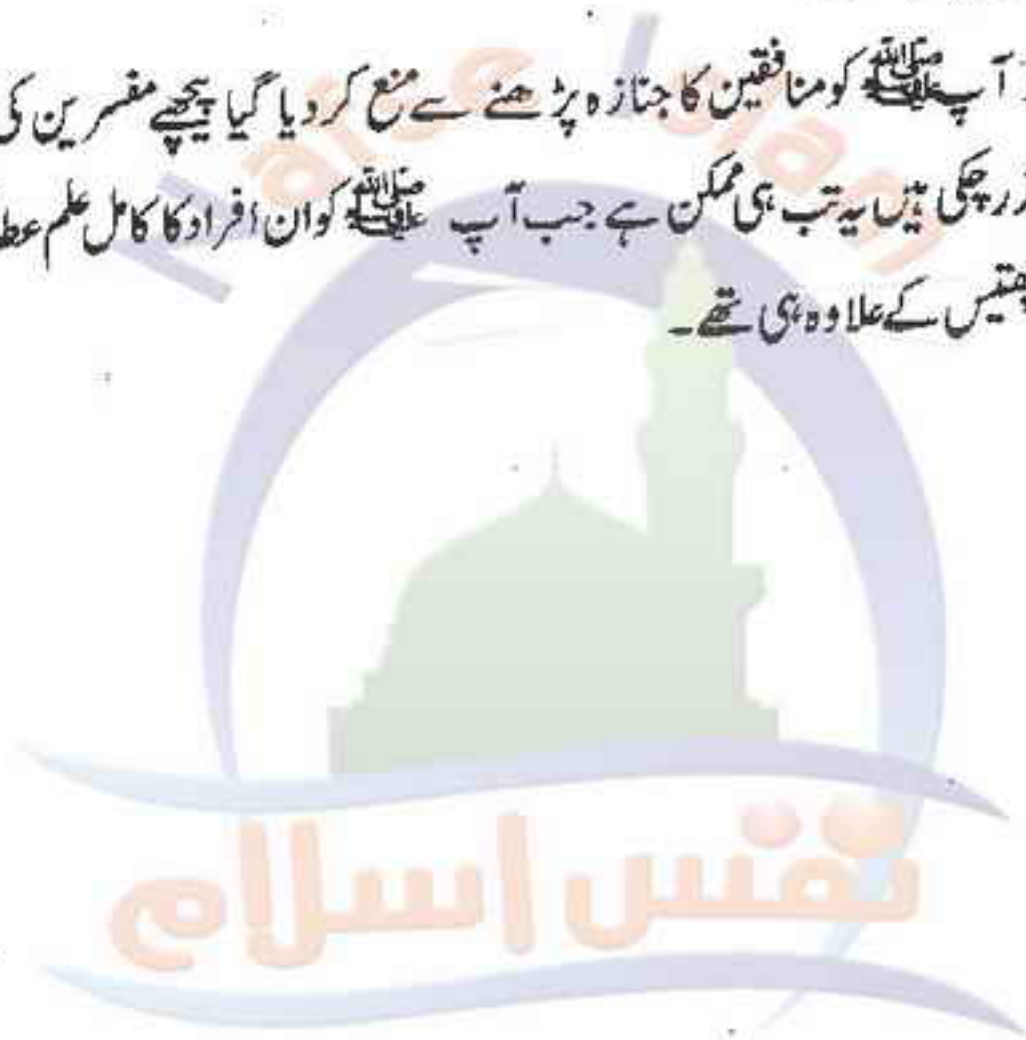
اگر ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی لا تعلمھم (تم ان منافقین کو نہیں جانتے) یہ واضح کر رہا ہے کہ آپ ﷺ کو منافقین کے احوال سے آگاہی نہ تھی اس کے باوجود کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو آگاہی تھی۔

اس سلسلہ میں چند گذارشات درج ذیل ہیں

ا۔ بلاشبہ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ ﷺ کو منافقین کا علم نہ تھا مگر جب دیگر آیات قرآنیہ آشکار کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا تھا جیسا کہ فرمایا و علمک ما لم تکن تعلم (اور اللہ نے تعلیم دیدی اس چیز کی جو تم نہیں جانتے تھے) تو یوں کہا جائے گا پہلے آپ ﷺ کو علم نہ تھا یہ علم بعد میں دیا گیا۔

۲۔ مفسرین کرام نے ان الفاظ قرآنیہ کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ آپ ﷺ انھیں نہیں جانتے لیکن ہم جانتے ہیں اور ہم تمھیں ان پر مطلع کر دیں گے۔

ا۔ امام ابو اللیث سمرقندی (المتوفی ۳۷۶ھ) ان الفاظ کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے

لانی عالم السر و العلانیۃ و نعلم نفاقھم نعرفک حالھم	میں ظاہر و مخفی جانتا ہوں اور ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں اور ان کا حال تم پر آشکار کر دوں گا

(بحر العلوم، ۲: ۸۳)

۲۔ امام عبد الرحمٰن ابن جوزی (۵۹۷) کے الفاظ ہیں

لا تعلم انت حتی نعلمک بھم	تم نہیں جانتے یہاں تک کہ ہم تم کو آگاہ نہیں کر دیتے

(زاد المسیر، ۳: ۳۷۴)

۳۔ یہی الفاظ امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی (المتوفی ۴۵۰ھ) کے ہیں

۴۔ امام علاء الدین علی بن محمد خازن حضرت کلبی اور سدی سے روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دوران خطبہ جمعہ متعدد منافقین کو مسجد سے ذلیل و رسوا کر کے نکال

دیا) لکھتے ہیں

فان صح هذا القول فيحتمل ان يكون بعد ان اعلمه الله حالهم و سماهم له لان الله سبحانه و تعالىٰ قال لا تعلمهم نحن نعلمهم ثم بعد ذالک اعلمه بهم	اگر یہ روایت درست ہے تو ممکن ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال اور ناموں پر آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم انھیں نہیں جانتے ہم انھیں جانتے ہیں پھر اس کے بعد آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔
(لباب التاویل، ۲:۲۷۶)	

۵۔ شیخ محمد علی صابونی رقمطراز ہیں

ای لا تعلمهم انت یامحمد لمهارتهم في النفاق بحيث يخفى امرهم على كثيرين و لكن نحن نعلمهم و نخبرک عن احوالهم	اے محمد ﷺ! ان کے ماہر نفاق ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ انھیں نہیں جان سکتے ان کا معاملہ بہت سوں پر مخفی ہے لیکن ہم جانتے ہیں اور ان کے احوال سے آپ ﷺ کو باخبر کر دیں گے
(صفوة التفاسیر، ۱:۵۷۷)	

۶۔ شیخ مصطفی المصوری کے بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں

ای لا تعرفهم باعيانهم لمهارتهم في النفاق بحيث يخفى امرهم على كثير و لكن نحن نعلمهم و نخبرک عن احوالهم	ان کے ماہر نفاق ہونے کی وجہ سے ان کی ذوات کو آپ ﷺ نہیں جانتے کیونکہ ان کا معاملہ کثیر پر مخفی ہے لیکن ہم جانتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کو مطلع کر رہے ہیں۔
(المقتطف، ۲:۴۲۷)	

۳۔ یہ آیت پہلے کی ہے

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ یہ پہلے کا معاملہ ہے بعد میں حضور ﷺ کو منافقین کا علم

عطا کردیا گیا اس پر مفسرین کرام کی تصریحات بھی موجود ہیں۔ جب سوال پیدا ہوا کہ سورہ محمد کی آیت "ولتعرفنهم فی لحن القول" بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ منافقین کو جانتے تھے، اس کی تفسیر میں آپ متعدد صحابہ کے اقوال بھی ملاحظہ کریں گے کہ اس کے بعد آپ ﷺ پر کوئی منافق مخفی نہ رہا تو اس کے جواب میں مفسرین نے کہا سورہ توبہ کی آیت مبارکہ "لاتعلمهم" پہلے کی اور سورہ محمد کی آیت بعد میں نازل ہوئی۔ آیئے چند مفسرین کرام کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

۱۔ امام سلیمان الجمل (المتوفی، ۱۲۰۴ھ) یہی اعتراض نقل کر کے امام کرخی کے حوالہ سے جواب دیتے ہیں

فان قلت کیف نفی علمه بحال المنافقین هنا و اثبته فی قوله و لتعرفنهم فی لحن القول فالجواب ان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات فلا تنافی اهکرخی	سوال، یہاں منافقین کے احوال کے علم کی نفی کیسے کردی حالانکہ "و لتعرفنهم فی لحن القول" میں اس کا اثبات ہے۔ جواب: آیت نفی، اثبات سے پہلے کی ہے لہٰذا منافات نہیں ہے۔

(الفتوحات الالهية، ۲: ۳۱۲)

۲۔ امام احمد صاوی (المتوفی، ۱۲۴۱ھ) نے بھی یہی الفاظ ذکر کئے

ان قلت کیف نفی علمه بحال المنافقین هنا و اثبته فی قوله (و لتعرفنهم فی لحن القول) فالجواب ان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات (حاشیه صاوی، ۳: ۶۸)	سوال، یہاں احوال منافقین کی آپ ﷺ سے نفی کی جا رہی ہے حالانکہ و لتعرفنهم فی لحن القول میں علم ثابت ہے جواب: آیت نفی، آیت اثبات سے پہلے کی ہے۔

۳۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (المتوفی، ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں

لا ينا فی هذا قوله تعالیٰ (و لتعرفنهم فی لحن القول) لان آية النفی نزلت قبل آية الاثبات

یہ ارشادِ گرامی "و لتعرفنهم فی لحن القول" کے منافی نہیں کیونکہ آیت نفی، آیت اثبات سے پہلے کی ہے۔

(فتح البیان، ۳: ۱۷۰)

۴۔ شیخ ثناء اللہ امرتسری (المتوفی ۱۳۲۱ھ) لا تعلمهم کے تحت

ای الآن علما قطعیاً

آپ ابھی تک ان کے بارے میں علم قطعی نہیں رکھتے

اس پر حاشیہ لکھا

فيه اشارة الى ان مايروى ان حذيفة صاحب سر رسول ﷺ كان يعلم المنافقين باعلامه ﷺ فهو بعد هذه الاية فلا تعارض لقوله تعالیٰ لعل الله يحدث بعد ذالک امراً

(تفسير القرآن بكلام الرحمٰن، ۵۵)

اس میں اس طرف اشارہ ہے جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور ﷺ کے بتانے کی وجہ سے منافقین کو جانتے تھے تو وہ اس آیت کے بعد کا معاملہ ہے لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کسی امر کو پسند فرمالے

سورہ محمد کی تفسیر میں ان کے الفاظ یہ ہیں

ولتعرفنهم الآن فی لحن القول

(تفسیر القرآن، ۳۳۳)

تم ضرور اب لحن قول سے انھیں پہچان لوگے۔

مولانا محمد نعیم دیو بندی (استاذ تفسیر دارالعلوم دیو بند) نے اس اعتراض و جواب کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لا تعلمهم دوسری آیت میں ولتعرفنهم الخ فرمایا گیا ہے۔ ان دونوں آیتوں میں تعارض کا جواب یہ ہے کہ انکار کی آیت پہلے ہے اور اثبات کی بعد کی۔

(تفسیر کمالین شرح اردو تفسیر جلالین، ۳: ۱۱)

ارشادباری تعالیٰ ہے

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰکَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَکُمْ ۔

(سورہ محمد، ۲۹، ۳۰)

کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ ان کے چھپے بیر ظاہر نہ فرمائے گا اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لوگے اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے

اس آیت مبارکہ کے تحت بھی صحابہ سے لے کر آج تک اہل علم نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرما دیا۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ما خفی علی رسول اللہ ﷺ بعد هذه الایة شیء من المنافقین کان یعرفهم بسیماهم	اس آیت کے بعد حضور ﷺ پر منافقین کی کوئی شئے پوشیدہ نہ رہی آپ ﷺ انھیں چہرے مہرے سے پہچان لیتے تھے

(حاشیہ شیخ زادہ، ۷: ۵۹۵)

۲۔ امام ابن ابی حاتم ۳۲۷ھ ای آیات کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

ثم دل اللہ النبی ﷺ بعد علی المنافقین فکان یدعو باسم الرجل من اهل النفاق	اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرما دیا اور آپ ﷺ اہل نفاق کا نام لے کر نشاندہی فرما دیتے

(تفسیر لابن ابی حاتم ۱۰، ۱۷: ۳۲۹۹)

۳۔ امام ابن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) نے اس مقام پر جو کچھ لکھا ہے وہ درج ذیل ہے

یقول تعالیٰ ذکرہ احسب هؤلاء المنافقون الذین فی قلوبهم شک فی دینهم وضعف فی یقینهم فهم حیاری فی معرفة الحق ان لن یخرج اللہ ما فی قلوبهم من	اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کیا یہ منافق گمان کرتے ہیں جن کے دلوں میں دین کے حوالے سے شک اور ان کے یقین میں ضعف ہے۔ تو ان کے دلوں میں جل ایمان کے بارے میں جو حسد ہے اسے

الاضغان على المؤمنين فيبديه لهم ويظهره حتى يعرفوا نفاقهم وحيرتهم في دينهم (ولو نشاء لاريناكهم) يقول تعالىٰ ذكره ولو نشاء يامحمد لعرفناك هؤلاء المنافقين حتٰى تعرفنهم

سامنے نہیں لائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے آشکار فرمادیا اور اس قدر ظاہر کر دیا کہ اہل ایمان ان کے نفاق سے آگاہ ہو گئے (ولونشاء) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اے محمد ﷺ اگر ہم چاہتے تو ان منافقین کی نشاندہی فرما دیتے حتیٰ کہ آپ پہچان لیتے

وقوله (فلعرفتهم بسيماهم) يقول فلعرفتهم بعلامات النفاق الظاهرة منهم في فحوى كلامهم وظاهر افعالهم ....

ارشادگرامی (فلعرفتهم بسماهم) فرمایا آپ تو علامات ظاہرہ اور افعال ظاہری سے ہی پہچان جاتے ہیں

ثم ان الله تعالىٰ ذكره عرفه اياهم

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کی پہچان عطا فرمادی۔

اس کے بعد سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

هم اهل النفاق وقد عرفه اياهم في برأة فقال ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره وقال قل لن تخرجوا معي ابدا ولن تقاتلوا معي عدوا

آپ ﷺ کو سورہ براءت میں اہل نفاق کی پہچان عطا کرتے ہوئے فرمایا آئندہ ان میں سے فوت ہونے والے پر جنازہ نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر قیام کرو اور یہ فرمایا ان سے کہہ دو کہ اب تم ہمارے ساتھ کبھی بھی نہ نکلو گے اور نہ ہی ہمارے ساتھ جہاد میں شرکت کرو گے

اس کے بعد حضرت ضحاک کی سند سے یوں تفسیر نقل کی

هم اهل النفاق (فلعر فتهم بسيما هم ولتعر فنهم في لحن القول) فعر فه الله اياهم في سورة براة فقال(ولا تصل على احد منهم مات ابدا) وقال قل لن تخرجوا معي ابدا ولن تقاتلو معي عدوا	اللہ تعالیٰ نے سورہ براءت میں اہل نفاق کی پہچان عطا کر دی اور فرمایا ان میں سے مرنے والے کا جنازہ نہ پڑھو اور فرمایا ان سے کہہ دو آئندہ تم میرے ساتھ نہیں جا سکو گے اور نہ ہی میرے ساتھ جہاد میں شرکت کر سکو گے۔

اس کے بعد ابن زید سے ان الفاظ میں تفسیر نقل کی

هؤ لاء المنافقون قال وقد اراه الله اياهم و امرهم ان يخر جوا من المسجد	یہ منافق ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی حضور ﷺ کو پہچان عطا فرما دی اور مسجد سے نکالنے کا حکم دے دیا۔

(جامع البیان، ۱۳: ۷۸، ۷۹)

۳۔ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری (المتوفی ۴۶۵) کے الفاظ ہیں

ليس الامر كما توهموه بل الله يفضحهم ويكشف تلبسهم ولقد اخبر الرسول عنهم وعرفه اعيانهم	معاملہ تمہارے وہم کے مطابق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل فرمائے گا، ان کا مکر منکشف فرما دے گا، حضور ﷺ کو ان کے بارے میں اطلاع دی اور ان کی ذوات کو پہچانا

آگے چل کر لکھتے ہیں

المومن ينظر بنور الفراسة والعارف ينظر بنور التحقيق	مؤمن نور ذات سے دیکھتا ہے، عارف نور تحقیق سے اور موحد اللہ کی ذات سے دیکھتا

والموحد ينظر بالله فلا يستتر عليه شئی — ہے اس پر کوئی شئی مخفی نہیں رہتی۔

(لطائف الاشارات، ۳: ۲۰۵)

۴۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶) اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں

والنبی علیه السلام کان یعرف المنافق ولم یکن یظهر امره الی ان اذن الله تعالیٰ له فی اظهار امرهم — نبی ﷺ منافقین کو پہچان لیتے مگر اسے ظاہر نہ فرماتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملات کے اظہار کا حکم دے دیا۔

(مفاتیح الغیب، ۱۰: ۵۹)

۵۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸) نے امام کلبی کے حوالہ سے لکھا

لحن القول کذبه ولم یتکلم بعد نزولها منافق عند رسول الله ﷺ الاعرفه — لحن القول جھوٹ، اس کے بعد کوئی منافق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرتا تو آپ ﷺ اسے پہچان لیتے۔

(غرائب القرآن ۲، ۷: ۱۳۷)

۶۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰) آیت کا معنی واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

فکان بعد هذا لا یتکلم منافق عند النبی ﷺ الاعرفه بقوله — اس کے بعد کوئی منافق گفتگو کرتا تو آپ ﷺ اس کی باتوں سے پہچان لیتے۔

(اللباب فی علوم الکتاب ۱۷: ۴۶۶)

۷۔ امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱) نے لکھا

یظهر احسادهم علی النبی ﷺ والمؤمنین (جلالین) — اللہ تعالیٰ نے ان کا حسد حضور ﷺ اور اہل ایمان پر آشکار کر دیا۔

۸۔ شیخ سلیمان الجمل نے انہی آیات کے تحت یہ روایت نقل کی، امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا

ان منکم منافقین فمن سمیت فلیقم ثم قال قم یا فلاں قم یا فلاں حتیٰ سمی ستة وثلاثین	تم میں منافق ہیں جس کا نام لوں وہ کھڑا ہو جائے پھر فرمایا فلاں کھڑا ہو، فلاں کھڑا ہو، حتیٰ کہ چھتیس کے نام لئے۔

(حاشیة الجمل، ۴: ۱۵۲)

۹۔ امام ابوعبداللہ محمد القرطبی (۶۶۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق آپ ﷺ پر مخفی نہ رہا، نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

عرفه الله ذالک بوحي او علامة عرفها بتعریف الله ایاه	اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے پہچان عطا فرمائی یا ایسی علامت کی نشاندہی فرمائی جس سے پہچان ہو جائے۔

(الجامع الاحکام القرآن، ۸: ۱۶۷)

۱۰۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد آپ ﷺ پر منافقین کی کوئی شئے مخفی نہ رہی۔

(المقتطف، ۵: ۳۴)

۱۱۔ امام احمد صاوی مالکی (المتوفی، ۱۲۴۱) آیت کا مفہوم ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں

وانک یا محمد لتعرفن المنافقین فیما یعرضونه بک من القول الذی ظاهره ایمان واسلام وباطنه کفر وسب	اے نبی ﷺ آپ اہل نفاق کو ان کی باتوں سے پہچان لیتے ہیں جن کا ظاہر ایمان و اسلام اور باطن کفر و گستاخی ہوتا ہے۔

(الصاوی علی الجلالین، ۵: ۲۰)

۱۲۔ امام سید محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) ان آیات کے تحت رقمطراز ہیں

وان صح ان بعض الاولياء قدست اسرارهم كان يعرف البر والفاجر والمؤمن والكافر ويقول اشم من فلان رائحة المعصية ومن فلان رائحة الايمان ومن فلان رائحة الكفر ويظهر الامر حسبما اشار فرسول ﷺ بتلك المعرفة اولى واولى ولعلها بعلامات وراء طور عقولنا والنور المذكور في خبر اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله تعالىٰ متفاوت الظهور بحسب القابليات وللنبي ﷺ اتمه

(روح المعانی، پ ۲۶، ۳۲۳)

صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ بعض اولیاء کرام نیک وبد اور کافر ومومن کو پہچانتے ہوئے کہتے ہیں، مجھے فلاں سے معصیت کی بو، اور فلاں سے ایمان کی خوشبو اور فلاں سے کفر کی بدبو آرہی ہے اور معاملہ اس طرح ہی ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ اس معرفت میں تمام سے کہیں اولیٰ ہیں اور ممکن ہے آپ ان علامات سے جانتے ہوں جو ہماری عقول سے ماوراء ہیں اور اس حدیث (اتقوا فراسة المؤمن انه ينظر بنور الله تعالیٰ) میں مذکور نور ہر شخصیت کی استعداد اور درجہ کے مطابق ہوگا لیکن نبی ﷺ اس میں تمام سے کامل ہیں

آگے چل کر اشارات کے تحت لکھتے ہیں

ولو نشاء لاريناكهم فلعرفتهم بسيماهم وهي ظلمة في وجوههم

یہ ان کے چہروں کی ظلمت ہے جو نظر الٰہی سے پہچانی جاتی ہے منقول ہے مومن نور

تدرک بالنظر الالهی قیل المؤمن ینظر بنور الفراسة والعارف بنور التحقیق والنبی ﷺ ینظر باللہ عزوجل وقیل کل من رزق قرب النوافل ینظر بہ تعالیٰ لحدیث لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الحدیث وحینئذ یبصر کل شئی ومن ھنا کان بعض الاولیاء الکاملین علی ما حکی عنہ اعمال العباد حین یعرج بھا

(روح المعانی، پ ۲۶: ۱۳۱)

فراست سے، عارف نور تحقیق سے اور نبی ﷺ ذات الٰہی سے دیکھتا ہے، یہ بھی منقول ہے کہ جو آدمی قرب نوافل کا درجہ پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے دیکھتا ہے کیونکہ حدیث میں فرمایا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب پاتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی قوت سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی قوت بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس وقت وہ ہر شے دیکھتا ہے یہی وجہ ہے بعض اولیاء کاملین عروج کے وقت بندوں کے اعمال ملاحظہ فرمالیتے ہیں۔

۱۳۔ شیخ صلاح الدین یوسف ''اور یقیناً تو انھیں ان کی بات کے ڈھب سے پہچان لے گا'' کے تحت لکھتے ہیں

البتہ ان کا لہجہ اور انداز گفتگو ہی ایسا ہوتا ہے جو ان کے باطن کا غماز ہوتا ہے جس سے اے پیغمبر تو ان کو یقیناً پہچان سکتا ہے۔

(حاشیہ قرآن، ۱۴۳۸)

۱۴۔ مولانا امین احسن اصلاحی انھی آیات کے تحت ''منافقین کا پردہ اللہ چاک کر کے رہے گا'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں

یہ بھی ان کو دھمکی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ ریشہ دوانیاں جو کر رہے

ہیں تو ان کا گمان ہے کہ ان حرکتوں پر ہمیشہ پردہ ہی پڑا رہے گا کبھی اللہ ان کو بے نقاب نہیں کرے گا؟ اگر ان کا گمان یہ ہے تو بالکل غلط ہے اب وقت آ گیا ہے کہ ان کے چہرے کی نقاب الٹ دی جائے تاکہ سب ان کو اچھی طرح پہچان لیں کسی کو یہ فریب میں مبتلا نہ کر سکیں ۔۔۔۔۔۔ یہ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے منافقین کو دھمکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ذرا مشکل نہیں ہے کہ ان کو اسی طرح بے نقاب کر دے کہ تم ان میں سے ہر ایک کو اس کی خاص علامت امتیاز سے پہچان جاؤ کہ یہ منافق ہے اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کر رہا تو یہ اس کی ستاری ہے، تمھارے لئے ان کا پہچان لینا کچھ مشکل نہیں تم ان کی باتوں کے ایچ پیچ، ان کے کلام کے دور خے پن، اور ان کے لہجہ کے تذبذب سے ان کو نہایت آسانی سے تاڑ سکتے ہو۔

(تدبر قرآن، ۶:۴۲۲)

۱۵۔ شیخ محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں

البتہ آپ ﷺ کو ایسی بصیرت ہم نے دے دی ہے کہ آپ ﷺ منافق کو خود انھیں کے کلام سے پہچان لیں گے۔ (معارف القرآن، ۸:۴۴)

اس سے پہلے لکھا

لیکن آپ ﷺ ان کو طرز کلام سے (اب بھی) ضرور پہچان لیں گے۔ (کیونکہ ان کا کلام صدق پر مبنی نہیں اور آپ ﷺ کو نور فراست سے اللہ تعالیٰ نے صدق و کذب کی پہچان دی تھی۔

(معارف القرآن، ۸:۴۰)

۱۶۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

ای ایعتقد المنافقون ان الله لا یکشف امرهم لعباده المومنین بل سیوضح امرهم ویجلیه حتی یفهم	کیا منافقین کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا معاملہ اپنے اہل ایمان پر آشکار نہیں فرمائے گا بلکہ وہ عنقریب اسے ان پر ظاہر کر

ذوو البصائر و قد انزل الله تعالیٰ فی ذالک سورة براة فبین فیها فضائحهم وما یعتمدونه من الافعال الدالة علی نفاقهم و لهذا کانت تسمی الفاضحة

دے گا اور اہل ایمان انھیں خوب سمجھ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ برات نازل کی جس میں ان کی وہ برائیاں اور ان کے افعال جو نفاق پر دال تھے بیان فرما دیئے یہی وجہ ہے کہ اس سورت کا نام فاضحہ (ذلیل کر دینے والی) ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں

وقد ورد فی الحدیث تعیین جماعة من المنافقین

اور حدیث میں منافقین کی ایک جماعت کے تعیین کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

اس کے بعد چھتیس ۳۶ منافقین کو مسجد سے نام لے کر خارج کر دینے والی روایت مسند احمد کے حوالہ سے نقل کی۔ (تفسیر القرآن العظیم،۴:۱۸۰)

۱۷۰۔ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی نے یہ کیا ہے

اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، سو تو پہچان چکا ہے ان کو ان کے چہرے سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے۔

اس پر حاشیہ مولانا شبیر احمد عثانی کا یہ ہے

یعنی اللہ تعالیٰ تو تمام منافقین کو باشخاصهم معین کر کے آپ کو دکھلا دے اور نام بنام مطلع کر دے کہ مجمع میں فلاں فلاں آدمی منافق ہے مگر اس کی حکمت بالفعل اس دوٹوک اظہار کو مقتضی نہیں ویسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اعلیٰ درجہ کا نور فراست دیا ہے کہ ان کے چہرے بشرے سے آپ ﷺ پہچان لیتے ہیں ذرا آگے چل کر ان لوگوں کے طرز گفتگو سے آپ کو مزید شناخت ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔آگے چل کر لکھتے ہیں

تنبیہ: مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے فلعرفتهم کو لو نشاء کے نیچے نہیں رکھا عامہ مفسرین

اس کو لو نشاء کے تحت میں رکھ کر لا دینا کم پر متفرع کرتے ہیں یعنی اگر ہم چاہیں تو تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ پھر تو ان کو پہچان جائے صورت دیکھ کر، احقر کے خیال میں مترجم کی تفسیر زیادہ لطیف ہے واللہ اعلم۔ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت سے منافقین کو نام بنام پکارا اور اپنی مجلس سے اٹھادیا۔ ممکن ہے وہ شناخت لحن القول اور سیما وغیرہ سے حاصل ہوئی یا آیہء ھذا کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو بعض منافقین کے اسماء سے تفصیل وتعیین کے ساتھ مطلع فرما دیا ہو۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی، ۸۷۲)

۱۸۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی تفسیر بھی ملاحظہ کر لیجیئے فائدہ کے تحت لکھتے ہیں

درمنثور میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے

ثم دل الله النبی ﷺ بعد علی المنافقین فکان یدعو باسم الرجل من اهل النفاق	پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں حضور ﷺ کو اطلاع دیدی تھی اس لئے آپ اہل نفاق کو ان کے نام لے لے کر بلاتے

ناقل اور روح المعانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بلا سند ایک روایت ہے

کان علیه السلام یعرفهم بسیماهم	حضور ﷺ منافقین کو حلیہ سے پہچان لیتے

اور اس مضمون کی روایت طبری نے ابن زید سے روایت کی ہے۔ سو پہلی روایت میں آیت سے کوئی منافات ظاہری نہیں کیونکہ یہ دلالت معرفت بالحن سے بھی ہو سکتی ہے البتہ روایت ثانیہ وثالثہ ظاہراً منافی ہیں لیکن لونشاء میں لو ماضی کے لئے ہے اور انتفاء فی الماضی سے انتفاء فی المستقبل لازم نہیں آتا، سو ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت کے معرفت بالسیماء بھی عطا ہوگئی ہو اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کا بتلا دینا جو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے اس میں آپ کی معرفت کے متعلق دونوں احتمال ہیں۔

(بیان القرآن، ۱۱: ۲۳)

مولانا نے سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۱ کے تحت فائدہ تحریر کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کر لیجئے

اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ سے کبھی منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت لتعرفنھم فی لحن القول کے تو پھر اختفا ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیر ھا

(بیان القرآن، ۴: ۱۲۱)

۱۹۔ اس آیت کے تحت بحرالعلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی (۱۲۷۴ھ۔۱۳۳۷ھ) نے لکھا۔

"یہ دلیل قطعی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کل منافقین کے حال سے آگاہی عطا کی گئی تھی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس حکم کی تعمیل ممکن نہ ہوتی یعنی اگر آپ، منافق کو نہ پہچانتے تو جب اس کا جنازہ لایا جاتا تو کیونکر نماز سے انکار فرماتے اگر کہا جاوے کہ سورۂ برآۃ میں فرمایا۔" مردوا علی النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم...... الآیۃ "یعنی بعض اعراب و بعض اہل مدینہ اپنے نفاق میں ایسے مشاق ہیں کہ تو ان کو نہیں پہچانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔ ھ۔ یہ آیت دلیل ہے کہ آپ کو بعض منافقین کا علم نہ تھا، پھر کیونکر تم کہتے ہو کہ آپ سب منافقین کو پہچانتے تھے جواب یہ ہے کہ اسکی تاویل میں دو صورتیں ہیں، اول یہ کہ رسول ﷺ کو کسی شخص کی قلبی حالت یعنی ایمان یا نفاق کا پہچانا اسی وقت حاصل ہو سکتا تھا جب آپ اس کی جانب توجہ کریں کیونکہ جس شخص کی صورت سے آپ واقف نہ ہوں۔ اس کی حالت سے بھی واقف نہ ہوں گے کیونکہ غیب کو سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ بعض ایسے مشاق منافق ہیں جنکی صورت سے بھی تجکو آگاہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو بخوبی جانتا ہے پس اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اگر وہ خود یا اس کا جنازہ آپ کے سامنے آتا تو آپ اس کو نہ پہچانتے کیونکہ ایسی توجہ کے وقت تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شناخت عطا فرمائی تھی دوسرا طریقہ تاویل یہ ہے کہ پہلے آپ کو منافقوں کا بالکلیہ علم نہیں دیا گیا تھا جیسے پہلے آپکو منافقوں کے جنازے پر نماز پڑھنے سے

اور ان کی قبروں پر کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپکو یہ معرفت عطا فرمائی، اگر کہا جاوے کہ یہاں بھی فرمایا۔ ''فلعر فتهم بسيمٰهم ''۔یعنی اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم منافقوں کو تجھے دکھلا دیتے کہ ان کی علامت پیشانی سے تو انکو پہچان لیتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو کلیۃً شناخت نہ تھی جواب یہ کہ نہیں بلکہ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم انکی پیشانی پر ایک داغ دے دیتے یا بحکم۔'' قوله ولو نشاء لمسخنٰهم '' ہم ان کی صورت مسخ کر دیتے پس اس سے اس قدر ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی ظاہری صورت نہیں بگاڑی اور نہ انکی پیشانی پر داغ دیا بلکہ دوسرے طور پر ان کی معرفت آپکو دی۔ (مواہب الرحمٰن، پ۲۶، ۷۷)

واضح ہو کہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ بعض منافقوں کو پہچانتے تھے اور بعض مکار مشاق منافقوں کو نہیں پہچانتے تھے چنانچہ سورۂ براۃ میں فرمایا'' لا تعلمهم نحن نعلمهم '' (تو ان کو نہیں جانتا ہے)اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو منافقوں کے لحن القول میں ایک معرفت دے دی جس سے آپ فوراً پہچان لیتے تھے اور آپ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو اس فیض سے سرفراز کیا تھا تو یہ بھی پہچان لیتے تھے اور سوائے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کسی صحابی جلیل کو یہ شناخت نہ تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرائن سے معروف تھا کہ یہ منافقین ہیں خصوصاً جبکہ رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی ان لوگوں کے حق میں نہ ہو برخلاف ایسے صحابہؓ کے جن سے آپ ﷺ راضی تھے۔

روایت پر اعتراضات کا ازالہ

اس روایت پر جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان کا ازالہ بھی کیے دیتے ہیں

اس کے راوی اسباط بن نصر ہمدانی ہیں ان کے بارے میں امام احمد نے ضعیف،
امام نسائی نے کہا قوی نہیں، ساجی نے انہیں ضعفاء میں بیان کیا، امام ابن معین سے ایک روایت میں لیس بشئی ہے۔ (ازالۃ الریب، ۳۱۳ تا ۳۱۴)

جواب

۱۔ ان کے بارے میں جو کلمات خیر ہیں ہم وہ بھی سامنے لائے دیتے ہیں
امام بخاری نے صدوق، امام ابن حبان نے ثقہ بلکہ ایک روایت کے مطابق امام ابن معین نے ثقہ کہا۔ (تہذیب التہذیب . ۱: ۲۱۲)

۲۔ یہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں ان آئمہ سے بڑھ کر راویوں کو کون جانتا ہے؟ خود امام بخاری اور امام مسلم نے ان سے روایت لی ہے

امام بخاری کی روایت

امام بخاری باب الاستسقاء میں بطور تعلیق نقل کرتے ہیں

وزاد اسباط عن منصور فدعا رسول اللہ ﷺ فسقوا الغیث فاطبقت علیھم سبعا وشکا الناس کثرۃ المطر قال اللھم حوالینا ولا علینا فانحدرت السحابۃ عن رأسہ فسقوا الناس حولھم	اسباط نے منصور سے یہ اضافہ بھی نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو بارش برس پڑی اور سات دن تک جاری رہی لوگوں نے کثرت بارش کی شکایت کی تو فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد ہو نہ کہ ہم پہ تو بادل آپ کے سراقدس سے ہٹ گئے اور اردگرد کے لوگوں پر برستے رہے

یہاں امام عینی اور ابن حجر نے یہ واضح کیا کہ یہ اسباط بن محمد نہیں بلکہ اسباط بن نصر ہیں کچھ اہل علم مثلاً حافظ دمیاطی اور داؤدی نے اس اضافہ کی وجہ سے امام بخاری پہ اعتراض اٹھایا کہ سابقہ واقعہ مکۃ المکرمہ کا ہے اور یہ مدینہ طیبہ کا، لہٰذا دونوں کا اکٹھا ہونا کیسے ممکن ہے؟ محدثین نے اس کا تفصیلی جواب دیا، امام ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) رقمطراز ہیں

ولیس ھذا التعقیب عندی جید اذ لا مانع ان یقع ذلک مرتین	یہ تنقید ہمارے نزدیک درست نہیں کیونکہ ممکن ہے واقعات ہی دو ہوں

اس کے بعد تفصیلاً واقعات نقل کیے اور کہا

وظھر بذلک ان اسباط بن نصر لم یغلط فی الزیادۃ المذکورۃ ولم ینقل من حدیث الی حدیث	اس سے ظاہر ہو گیا اسباط بن نصر نے مذکورہ اضافہ میں کوئی غلطی نہیں کی اور نہ ہی انھوں نے ایک حدیث کو دوسری کے ساتھ گڈمڈ کیا ہے
(فتح الباری، ۲:۰ ۴۱)	

امام محمد یوسف کرمانی (المتوفی ۷۸۶) نے اس کو سوال و جواب میں یوں تحریر کیا۔

فان قلت قصۃ قریش والتماس ابی سفیان کانت فی مکۃ لافی المدینۃ قلت القصۃ مکیۃ الا القدر الذی زاد اسباط فانہ وقع فی المدینۃ والروایات الاخر تدل علیہ	اگر یہاں یہ سوال ہو کہ قریش اور التماس ابو سفیان مکہ کا واقعہ ہے نہ کہ مدینہ کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ کا ہی ہے مگر اسباط کے اضافہ کا تعلق مدینہ سے ہے اور اس پر دیگر روایات شاہد ہیں

(الکواکب الدراری، ۲: ۱۱۳)

امام مسلم کی روایت

امام مسلم نے ان سے "باب طیب رائحۃ النبی ﷺ" کے تحت روایت اس

سند سے نقل کی "حدثنا عمرو بن حماد بن طلحه القناد حدثنا اسباط هوا بن نصر الهمداني عن سماك عن جابر بن سمره" (مسلم، کتاب الفضائل)

اس کے شارحین قاضی عیاض اور امام نووی وغیرہ میں سے کسی نے اعتراض تک نہیں کیا

امام ابوزرعہ کا اعتراض

حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں کہ اس راوی کی وجہ سے امام ابوزرعہ نے مسلم پہ اعتراض کیا تھا (تهذیب التهذیب، ۱: ۲۱۲)

بلاشبہ یہ اعتراض ہوا امام نووی نے مقدمہ منہاج شرح مسلم میں شیخ سعید بن عمرو کے حوالہ سے اس کی تفصیل دی ہے۔ (مقدمہ، ۱۶)

لیکن اس مقدمہ میں دو مقامات پر موجود ہے کہ حافظ نیشاپور شیخ مکی بن عبدان نے نقل کیا کہ مجھے امام مسلم نے خود بتایا

عرضت كتابي هذا على ابي زرعة الرازي فكل ما اشار ان له علة تركته و كل ما قال انه صحيح و ليس له علة خرجته (مقدمہ، ۱۳، ۱۶)

میں نے اپنی کتاب امام ابوزرعہ رازی کے سامنے پیش کی انھوں نے جس روایت میں کسی علت کی نشاندہی کی میں نے اسے ترک کر دیا اور جس کے بارے میں کہا یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں اسے میں نے نقل کر دیا۔

کیا اس کے بعد اعتراض کی گنجائش رہ جاتی ہے؟

ضعیف ہی سہی

ہم اگر مان لیں کہ یہ ضعیف راوی ہیں لیکن بطور تابع وشاہد ان کی روایت لینے میں کون سی رکاوٹ ہے؟ اگر یہ اسی روایت میں منفرد ہوتے اور کسی اوثق کی مخالفت کر رہے ہوتے

تو ہم انھیں ترک کردیتے لیکن ایسی کوئی بات سامنے نہیں بلکہ اس سے دیگر روایات کی تائید ہو رہی ہے اور ہم یہ روایات صرف اور صرف تائید کیلئے لا رہے ہیں ورنہ ہمارا موقف تو قرآنی آیات مثلاً "یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین" "ولا تصل علی احد منھم مات ابدا" "ولتعرفنھم فی لحن القول" سے واضح اور آشکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی لکھا

اسباط بن نصر و انکان فیه کلام من قبل حفظه فقد احتج به مسلم و قال فیه البخاری صدوق و ضعفه آخرون فهو لا بأس به فی الشواهد والمتابعات	اسباط بن نصر کے حفظ میں اگرچہ کلام ہے مگر امام مسلم نے ان سے احتجاج کیا ہے، امام بخاری نے انھیں صدوق کہا دیگر محدثین نے انھیں ضعیف کہا تو بطور شاہد و تابع ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں
(سلسلة الاحادیث الصحیحه، ۲:۵٦۸)	

بقول امام ابن حجر عسقلانی ان دو آئمہ کی قبولیت کے بعد کسی دوسرے کی نہ سنی جائے

(مقدمہ فتح الباری، ۳۸۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۔

(المنافقون ، ۱)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

۱۔ اس کی امام علی بن احمد مہاتمی (المتوفی ۸۳۵) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے

(بسم الله)المتجلي بكمالاته
في رسوله حيث جعله مطلعا
على الظواهر والبواطن مراعياً
لهما (الرحمن) باظهار نفاق
المنافقين للتحذير عن صحبتهم
(الرحيم) يجعل شهاداتهم
واعيانهم جنة لدمائهم (اذا
جاءك) ايها المطلع على
البواطن (المنافقون قالوا)
ليشغلوك عن بواطنهم بكلمة
تحبها مؤكدة بوجوه وهي
(نشهد انك لرسول
الله)اكدوها بلفظ الشهادة لانها
علم عن شهود وبجعل الجملة
اسمية مؤكدة بان واللام ليتقرر
في ذهنك ان بواطنهم على
ذالك(الله يشهد ان المنافقين
لكاذبون) ولا يبعد منهم ان
يتخذوا هذه الشهادة جنة

(اس کے نام سے) جس کے کمالات کا
اظہار اس کے رسول ﷺ میں ہے کہ
انھیں ظاہر و باطن سے آگاہ کر دیا ہے اور وہ
دونوں کی رعایت کرنے والے ہیں
(الرحمٰن) منافقین کے نفاق کا اظہار
فرمانے والا تا کہ ان کی سنگت سے بچا جا
سکے (الرحیم) ان کی شہادت اور ذوات کو
ان کے خون کے لئے ڈھال بنانے والا
(اذا جاءک) اے باطن پر مطلع جب وہ
تیرے پاس آتے ہیں (المنافقون
قالوا) تا کہ وہ تجھے اپنے باطن سے مشغول
کریں محبوب الفاظ کے ساتھ اور اسے ان
متعدد تاکیدات سے موکد کرتے ہیں
(نشھد انک رسول اللہ) لفظ
شہادت لاتے کیونکہ شہود کا علم ہے اور جملہ
اسمیہ کو ان اور لام سے موکد کیا تا کہ تمہارے
ذہن میں پختہ کریں کہ یہی ان کا باطن ہے
۔۔۔۔۔۔ (اللہ یشھد ان
المنافقین لکاذبون) ان سے یہ بعید نہیں

لدمائهم مع علمهم باطلاع	کہ وہ اس شہادت کو اپنے خون کے لئے
رسول الله ﷺ علی الغیوب	دفاع بنائیں باوجودیکہ وہ جانتے ہیں کہ
التی من جملتها بواطنهم	رسول اللہ ﷺ کو علوم غیبیہ پر اطلاع ہے
(تبصیر الرحمن، ۲: ۳۴۳)	اور ان کے باطن بھی ان میں شامل ہیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

اور

علم منافقین

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے بارے میں علم عطا فرمایا، اگر نعوذ باللہ کہا جائے کہ آپ ﷺ منافقین سے آگاہ ہی نہ تھے تو انہیں آپ ﷺ نے کیسے آگاہ فرمادیا؟

تو ماننا پڑے گا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر علوم کے ساتھ منافقین کا علم بھی عطا فرمایا جس میں سے کچھ آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو بھی عطا فرمایا آیئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پڑھیئے

صاحب سر النبی ﷺ

احادیث مبارکہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مشہور لقب **"صاحب سر النبی"** (حضور کے راز داں) ہے۔ بخاری میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ملک شام گیا میں نے دو رکعات نماز ادا کر کے دعا کی یا اللہ، مجھے صالح ساتھی عطا فرما۔ میں ایک جماعت کے پاس گیا۔ وہاں ایک بزرگ شخصیت میرے پاس آکر تشریف فرما ہوگئی، میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا یہ صحابی رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے خیال کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے صالح رفیق کی دعا کی تھی وہ آپ کی صورت میں مقبول ہوئی ہے، فرمایا تم کہاں سے ہو؟ عرض کیا میرا تعلق شہر کوفہ سے ہے، فرمایا کیا تمہارے پاس حضور ﷺ کے جوڑے، مصلی اور مسواک اٹھانے والے ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن مسعود) موجود نہیں؟

اولیس فیکم صاحب سر النبی ﷺ الذی لا یعلم احد غیرہ	کیا تمہارے ہاں حضور ﷺ کے راز داں شخص نہیں جو وہ جانتے ہیں دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

(البخاری، مناقب عمار وحذیفة)

اسرار سے مراد احوال منافقین ہیں

۱۔ حافظ ابن حجر "ان کے سوا ان سے کوئی دوسرا آگاہ نہیں" کے تحت لکھتے ہیں

المراد بالسر ما اعلمه به النبی ﷺ من احوال المنافقین

یہاں راز سے مراد احوال منافقین ہیں جن سے انہیں رسول اللہ ﷺ نے آگاہ فرمایا

(فتح الباری، ۷: ۴۷)

۲۔ امام بدرالدین عینی (۸۵۵) صاحب سر النبی ﷺ سے مراد واضح کرتے ہیں

اراد به حذیفه رضی اللہ عنہ فانه ﷺ اعلمه امورا من احوال المنافقین وامورا من الذی یجری بین هذه الامة فیما بعده وجعل ذلک سرا بینه

اس سے مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ ﷺ نے انہیں منافقین کے احوال اور بعد میں ہونے والے فتنوں کے بارے میں آگاہ فرمایا اور انہیں راز کے طور پر محفوظ رکھنے کا کہا

(عمدۃ القاری، ۱۶: ۲۳۷)

۳۔ اسی حدیث کے تحت امام کرمانی لکھتے ہیں

صاحب السر هو حذیفة اطلعه رسول الله ﷺ علی المنافقین

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے راز دان ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ نے منافقین کا علم عطا فرمایا

(الکرمانی علی البخاری، ۱۵: ۱۸)

۴۔ امام شہاب الدین قسطلانی (۹۲۳) رقمطراز ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جس چیز سے آگاہ تھے اور کوئی دوسرا اس سے آگاہ نہ تھا۔

من معرفة المنافقين باسمائهم و انسابهم

یہ منافقین کے نام ونسب تک سے آگاہ تھے

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، ۸: ۲۲۸)

۵۔ امام ابن حجر مکی (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں

حذيفة صاحب سر رسول الله ﷺ المتعلق بالمنافقين و الفتن (الزواجر، ۱: ۱۸)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ منافقین اور فتنوں کے حوالہ سے حضور ﷺ سے علم حاصل ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے رازداں ٹھہرے

۶۔ امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رقمطراز ہیں

و كان النبي ﷺ قد اسرا لى حذيفة اسماء المنافقين و ضبط عنه الفتن الكائنة فى الامة

حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے نام اور امت میں برپا ہونے والے فتنوں کے متعلق راز سے آگاہ فرمادیا

(سیر اعلام، ۲: ۳۶۲)

۷۔ امام ابن اثیر الجزری (۶۳۰ھ) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں

صاحب سر رسول الله ﷺ فى المنافقين لم يعلمهم احد الا حذيفة اعلمه بهم رسول الله ﷺ (اسد الغابہ، ۱: ۴۶۸)

منافقین کے حوالہ سے یہ رسول اللہ ﷺ کے رازدان تھے جنھیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہ جانتا صرف انہیں ہی رسول اللہ ﷺ سے علم عطا فرمایا

۸۔ شیخ ابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) نے "يايها النبي جاهد الكفار والمنافقين" کے تحت لکھا

فلما رأى من بقي من المنافقين ما صار الامور اليه من عز الاسلام و قيام الرسول بجهاد الكفار و المنافقين اضمرو النفاق فلم يكن يسمع من احد من المنافقين بعد غزوه تبوک کلمة سوء و ما توا بغيظهم حتى بقي منهم اناس بعد موت النبی ﷺ يعرفهم صاحب السر حذيفة

منافقین میں سے باقی رہنے والوں نے جب دیکھا کہ اسلام کا غلبہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کفار و منافقین سے جہاد شروع فرما رہے ہیں تو انھوں نے نفاق مخفی کر لیا۔ غزوہ تبوک کے بعد تو ان میں سے کسی سے کوئی برا کلمہ سننے میں نہ آیا۔ وہ غیظ میں جل کر مر گئے حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد کچھ ان میں سے باقی تھے انھیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے۔

(الصارم المسلول، ۱: ۲۳۱)

۹۔ امام احمد بن منیر سکندری رقمطراز ہیں

حتى عد حذيفة رضی الله عنه صاحب سره ﷺ لتخصيصه اياه بالاطلاع على اعيانهم و تسميتهم له باسمائهم

حتیٰ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے راز دان ہیں کیونکہ انھیں آپ ﷺ نے منافقین کے نام اور ذوات سے آگاہ کر دیا تھا

(الانتصاف، ۱: ۵۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مبارک رائے

امام حاکم نے حضرت قیس سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

كان اعلم الناس بالمنافقين

یہ دیگر صحابہ سے منافقین کے بارے میں زیادہ جاننے والے ہیں

(المستدرک، ۳: ۴۲۹)

امام ذہبی نے ذا ذان سے نقل کیا

ان علیا سئل عن حذیفة فقال علم المنافقین	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال
(سیر اعلام، ۴: ۳۱)	ہوا تو فرمایا وہ منافقین کا علم رکھتے تھے

صحابہ کرام منافقین کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی رجوع کرتے خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو اس معاملہ میں انھی کی پیروی کیا کرتے تھے

امام ابن عبدالبر مالکی (۴۶۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں

و کان عمر بن الخطاب یسأله عن المنافقین و هو معروف فی الصحابة بصاحب سر رسول الله ﷺ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے منافقین کے حوالے سے پوچھا کرتے تھے اور یہ صحابہ میں حضور علیہ ﷺ کے رازداں کے طور پر
(الاستیعاب، ۱: ۲۷۷)	معروف تھے۔

جنازہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشروط شرکت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک خیال کیا کرتے کہ اگر کوئی شخص فوت ہوتا اور وہاں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے یا نہیں اگر وہ شریک ہوتے تو سمجھ جاتے یہ میت مسلمان ہے اور اس کا جنازہ پڑھاتے اور اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شرکت نہ فرماتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جنازہ نہ پڑھاتے کیونکہ محسوس کر لیتے یہ مسلمان نہیں بلکہ منافق ہے

۱۔ امام بدرالدین عینی حنفی (۸۵۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسی معمول کا تذکرہ یوں کرتے ہیں

كان عمر رضي الله عنه اذا مات واحد يتبع حذيفة فان صلى عليه هو صلى عليه ايضاً والا فلا	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اگر کوئی آدمی فوت ہوتا تو آپ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو چیک کرتے اگر وہ جنازہ میں آتے تو آپ بھی پڑھا دیتے ورنہ شریک نہ ہوتے۔
(عمدة القاری، ۱۶: ۲۳۷)	

۲۔ امام ابن عبدالبر مالکی (۴۶۳ھ) رقمطراز ہیں

و كان عمر ينظر اليه عند موت من مات منهم فان لم يشهد جنازته حذيفة لم يشهد ها عمر	ان کی وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کرتے اگر وہ جنازہ میں تشریف نہ لاتے تو آپ بھی نہ آیا کرتے
(الاستیعاب، ۱: ۲۷۸)	

۳۔ امام ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) نے اسی بات کو ان الفاظ میں تحریر کیا

كان عمر اذا مات ميت يسأل عن حذيفة فان حضر الصلوة عليه صلى عليه عمر وان لم يحضر حذيفة الصلاة عليه لم يحضر عمر	جب کوئی فوت ہو جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھتے اگر یہ جنازہ میں آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لاتے ورنہ شرکت نہ فرماتے
(اسد الغابه، ۱: ۴۶۸)	

۴۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی معمول ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں

و كان عمر بن الخطاب لا يصلي على جنازة من جهل حاله حتى يصلي عليها حذيفة بن اليمان لانه كان يعلم اعيان	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جس کا حال معلوم نہ ہوتا اس پر جنازہ نہ پڑھاتے یہاں تک کہ حضرت حذیفہ بن یمان

المنافقين قد اخبره بهم رسول الله ﷺ و لهذا كان يقال له صاحب السر الذی لا يعلمه غيره ای من الصحابة
(تفسير القرآن العظيم، ۲: ۳۸۰)

رضی اللہ عنہ اس میں شرکت کرتے اس لئے کہ وہ منافقین کی ذوات کو جانتے تھے انھیں ان سے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اس لئے انھیں راز داں کہا گیا کیونکہ جو یہ جانتے دیگر صحابہ نہ جانتے

حضرت حذیفہ نے جنازہ سے روک دیا

حافظ ابن کثیر، امام ابوعبید کی کتاب غریب الحدیث (۲:۳٦) کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انھیں اشارہ سے منع کردیا تو انھوں نے وہ جنازہ نہ پڑھایا، انکے الفاظ ملاحظہ کریں

ان عمر اراد ان يصلی علی جنازة رجل فمرزه حذيفة كانه اراد ان يصده عن الصلاة عليها
(تفسير القرآن، ۲، ۳۸۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کا جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پہلو میں ہاتھ مار کر جنازہ سے روک دیا

۵۔ شیخ ابن تیمیہ (المتوفی، ۷۲۸) حضرت حذیفہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یوں لکھتے ہیں

فلم يكن يصلی علی المنافقين حذيفة ولا يصلی عليهم من عرفهم بسبب آخر مثل عمر بن الخطاب
(الصارم المسلول، ۲، ...)

منافقین کی نماز جنازہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ادا نہیں فرمایا کرتے تھے اور جنہیں کسی طرح اس کا علم ہو جاتا وہ بھی ادا نہ کرتا مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ

میرے عمال میں کوئی منافق ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہاں تک پوچھا کہ بتایئے میرے عمال میں تو کوئی منافق نہیں؟ تو فرمایا ہاں ایک آدمی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نشاندہی پہ آپ نے اسے معزول کر دیا

امام ابن اثیر جزری (۶۳۰) اس بارے میں نقل کرتے ہیں

وسأله عمر أفي عمالي احد من المنافقين؟ قال نعم قال من هو؟ قال لا اذكره قال حذيفة فعزله كانما دل عليه

(اسد الغابه ، ۱: ۶۸ ۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میرے گورنروں میں کوئی منافق ہے فرمایا ہاں ہے پوچھا کون ہے فرمایا نام نہیں لوں گا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے اسے معزول کر دیا گویا انہوں نے بعد میں آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت عمر کی تواضع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان مبارک شخصیتوں میں شامل ہیں جنہیں رسول خدا ﷺ نے ان دس خوش نصیبوں میں شامل فرمایا جو جنتی ہیں یعنی آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں لیکن خشیت الٰہی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنے بارے میں پوچھا کرتے

امام ذہبی نقل کرتے ہیں

وقد ناشده عمر انا من المنافقين؟ فقال لا ولا ازكي احد بعدك

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حلفاً پوچھا، بتاؤ کہیں میں ان میں شامل تو

(سیر اعلام، ۴: ۳۲) نہیں ہوں فرمایا ہرگز نہیں لیکن میں آپ کے بعد کسی کی ضمانت نہیں دوں گا

۲۔ امام ابن حجر مکی (۹۷۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع وخشیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ آدمی ہیں جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل ہیں اور انہیں رسول اللہ ﷺ نے خود جنت کی بشارت عطا فرمائی

ومع ذلک سأل حذیفة صاحب سر رسول ﷺ — اس کے باوجود حضور ﷺ کے راز دان صحابی سے اپنے بارے میں پوچھتے

اہم سوال

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول ﷺ ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ نے انھیں تمام منافقین کا علم دے دیا تھا فقط انھیں بارہ کا علم دیا تھا (ازالہ، ۳۱۹) جیسا کہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

انه ﷺ اعلم حذیفة باعیان اربعة او خمسة عشر منافقا و هذا تخصیص لا یقتضی انه اطلع علی اسمائهم واعیانهم کلهم۔ (تفسیر القرآن، ۲: ۳۸۴)

آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو چودہ یا پندرہ منافق افراد سے آگاہ کیا تھا اس تخصیص کا یہ تقاضا نہیں کہ انھیں تمام کے نام اور ذوات کے بارے میں آگاہ [illegible] تھا۔

جوابات ملاحظہ فرمایئے

۱۔ انھیں بارہ یا چودہ کا علم دینے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو بھی صرف ان ہی کے بارے میں علم تھا اور دیگر کو آپ نہ جانتے تھے

۲۔ یہاں چودہ یا پندرہ بیان کیے گئے ہیں مگر تھوڑا سا آگے چل کر لکھتے ہیں

وذکر لنا ان النبی ﷺ اسر الی حذیفة	ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ
باثنی عشر رجلاً من المنافقین	نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بارہ
(ایضاً: ۳۸۵)	منافقین کا علم عطا فرمایا تھا

دو یا تین کا فرق یہاں بھی موجود ہے تو کم از کم چودہ تو تسلیم کرلیں

۳۔ یہاں یہ بھی معاملہ نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو انھی بارہ چودہ کا علم دیا تھا تو ان کی یہ خصوصیت نہیں بن سکتی کیونکہ روایات میں موجود ہے کہ ان بارہ کا علم حضور علیہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی عطا فرمایا تھا

۱۔ حافظ ابن کثیر ہی نقل کرتے ہیں

اعلم رسول اللہ ﷺ حذیفة و عمارا	رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
باسمائهم و ما کانوا اهموا به من	اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ان منافقین کے
الفتک صلوات اللہ و سلامه علیه	نام اور ارادہ سے آگاہ فرمایا کہ یہ مجھے
وامرهما ان یکتما علیهم	(ﷺ) شہید کرنا چاہتے ہیں لیکن فرمایا تم
(تفسیر القرآن، ۲: ۳۷۳)	دونوں اس معاملہ کو مخفی رکھو

۲۔ امام بیہقی (المتوفی ۴۵۸) نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں

فسماهم لهما وقال اکتماهم	دونوں کو ان کے ناموں سے آگاہ کرکے
(دلائل النبوة، ۵: ۲۵۷)	فرمایا تم دونوں انھیں مخفی رکھو
(سیرت حلبیه، ۳: ۱۴۳)	
(مختصر سیرة الرسول)	

۳۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱) نے بھی یہی الفاظ ذکر کیے ہیں

(الدر المنثور ۴: ۲۴۳)(زاد المعاد، ۳: ۸)

۴۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۴۲) نے بھی بعینہ یہی الفاظ روایت نقل کیے ہیں

(سبل الهدیٰ، ۵:۴۶۶)

ان کے علاوہ بھی متعدد کتب میں یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں صحابہ کو ان کے ناموں سے آگاہ فرمایا تھا

یاد رہے تمام روایات میں ہے کہ اس موقعہ پر یہ دونوں ہی ساتھ تھے۔ اگر بعض روایات میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان دشمنوں کو بھگایا تو وہاں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے کہ انھوں نے یہ خدمت سرانجام دی

حافظ ابن کثیر یہ الفاظ نقل کرتے ہیں

فاقبل عمار رضی اللہ عنہ یضرب وجوہ الرواحل — حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کی سواریوں کو دھکیل دیا

(تفسیر القرآن، ۲: ۳۷۲)

(البدایہ، ۵: ۱۹)

اس کے بعد یہ کہنا کہ صرف انھیں بارہ کے علم دینے کی وجہ سے وہ صاحب السر کہلاتے تھے مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

۴۔ یہاں یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان بارہ منافقین کو آپ ﷺ نے صبح اکٹھا فرمایا

امام محمد یوسف صالحی (المتوفی، ۹۴۲) نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

اذا اصبحت فاجمعهم لی — جب دن طلوع ہو تو انھیں میرے پاس جمع کر کے لاؤ

(سبل الهدیٰ، ۵: ۴۶۲)

امام ابوبکر احمد بیھقی (المتوفی، ۴۵۸) روایت کے الفاظ لائے ہیں

فجمعهم رسول الله ﷺ و هم اثنا	تو رسول اللہ ﷺ نے ان بارہ افراد کو جمع کیا
عشر رجلا الذين حاربوا الله	جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے
ورسوله واطلع الله عزو جل نبيه	خلاف سازش کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے
على ذلك بعلمه	نبی ﷺ کو ان سے آگاہ کر دیا تھا

(دلائل النبوۃ،۵:۲۵۹)

۵۔ اور اگلی حقیقت یہ ہے کہ ان تمام کے نام حدیث میں موجود ہیں۔ خود حافظ ابن کثیر نے امام طبرانی کے حوالہ سے تحریر کر دیے ہیں۔ آپ بھی نام پڑھ لیجیے

و قد ترجم الطبراني في مسند حذيفة	امام طبرانی نے مسند حذیفہ میں عقبہ والوں
تسمية اصحاب العقبة	کے نام پہ عنوان قائم کیا ہے

اور اس کے تحت یہ نام لکھے ہیں

۱۔ معتب بن قشیر ۲۔ ودیعہ بن ثابت ۳۔ جد بن عبداللہ ۴۔ حارث بن یزید
۵۔ اوس بن قیظی ۶۔ جلاس بن سوید ۷۔ سعد بن زرارہ ۸۔ قیس بن فہد
۹۔ سوید ۱۰۔ داعس ۱۱۔ قیس بن عمرو ۱۲۔ زید بن لصیت
۱۳۔ سلامہ بن حمام (تفسیر القرآن،۲:۳۷۳)

ملاحظہ کیجیے معجم کبیر للطبرانی (جلد۳،ص۱۶۶،عنوان تسمیۃ اصحاب العقبہ)

(مجمع الزوائد،۱:۳۰۴)

اس سے تو تمام صحابہ بلکہ ساری امت آگاہ ہو گئی تو اب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب السر کیسے رہ گئے؟

اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ کے حوالہ سے ان کی طرف دیکھنے کا کیا معنیٰ رہ جائے گا؟ حالانکہ صحابہ انھی کی طرف رجوع کرتے تھے تو ماننا پڑے گا کہ انھیں صرف انھی چودہ یا پندرہ کا علم ہی نہ تھا بلکہ وہ ان کے علاوہ کو بھی جانتے تھے

۲۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یقیناً ان بارہ میں سے نہیں تھے لیکن انھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنے بارے میں سوال کیا جیسا کہ خود حافظ ابن کثیر نے نقل کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے ان کے علم میں اور بھی تھے۔

اگلا حصہ بھی سنیئے روایت مذکورہ کا اگلا حصہ بھی قابل توجہ ہے

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے صبح راستہ بدلنے کی حکمت پوچھی تو فرمایا تمھیں علم نہیں منافقین نے میرے بارے میں یہ ارادہ کیا تھا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انھیں اکٹھا کر کے صحابہ کو حکم جاری فرمائیں ان میں جو جس کا رشتہ دار ہے اسے قتل کر دے۔ مجھے قسم اس ذات اقدس کی جس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے مجھے بھی بتائیں، میں ان کا سر حاضر کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسید

''مجھے یہ پسند نہیں کہ لوگ کہیں پہلے انھوں نے کفار کو قتل کیا، اب غلبہ کے بعد اپنے اصحاب کو قتل کروا رہے ہیں''

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کے اصحاب ہرگز نہیں۔ فرمایا

''کیا یہ کلمہ شہادت نہیں پڑھتے'' عرض کیا پڑھتے ہیں مگر اس کا کوئی اعتبار نہیں فرمایا

''کیا یہ ظاہراً مجھے رسول اللہ نہیں مانتے؟'' عرض کیا مانتے ہیں مگر ان کا ایمان نہیں، فرمایا

فقد نہیت عن قتل اولئک مجھے ان کے قتل سے ابھی منع کیا گیا ہے

(سبل الھدیٰ، ۵: ۴۶۷)

کیا اس سے واضح نہیں ہو جاتا کہ معلوم و یقین ہونے کے باوجود بھی ابھی قتل کا حکم نہ تھا اس لئے آپ ﷺ درگذر سے کام لیتے رہے

حافظ ابن کثیر کے دلائل اور ان کا تجزیہ

ایک اہم سوال یہاں یہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ بلاشبہ روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں حضرت حذیفہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ان بارہ منافقین کا علم دیا مگر ابن کثیر کہتے ہیں، ابن اسحاق نے صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہی تذکرہ کیا ہے

و هذا هو الاشبه و الله اعلم — اور یہی مختار ہے اور حقیقت حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے

اس مختار پر دو دلائل بھی دیئے ہیں

ا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہا کیا تم میں حضور ﷺ کا مصلی اور نعلین اٹھانے والے نہیں؟ پھر فرمایا

الیس فیکم صاحب السر الذی لا یعلمه غیره — کیا تمھارے اندر ایسے صاحب راز نہیں جو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا

اس سے مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد فرمایا

الیس فیکم الذی اجاره الله من الشیطان علی لسان محمد ﷺ — کیا تمھارے اندر وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبان اقدس سے شیطان سے پناہ دی ہے

اس سے مراد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں

۲۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں ان میں سے تو نہیں؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز تم ان میں سے نہیں ہو لیکن آپ کے بعد یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گا یعنی

حتی لایکون مفشیا سر النبی ﷺ (البدایه، ۵:۱۸) — تاکہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے راز افشاء کرنے والے نہ ہو جائیں

دلائل کا تجزیہ

اس سلسلہ میں ہماری چند معروضات ہیں جن پر غور وفکر ضروری ہے

۱۔ اس موقعہ پر روایات میں دونوں کو علم عطا کرنے کا تذکرہ جب موجود ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے خود متعدد روایات نقل کی ہیں تو پھر دونوں کا علم تسلیم کر لینا چاہیئے

۲۔ کسی روایت کو ترجیح دینے کا معاملہ بعد کا ہوتا ہے پہلے ان کا آپس میں متعارض ہونا دیکھا جاتا ہے۔ یہاں تعارض ہی نہیں کچھ میں دونوں کا تذکرہ ہے اور کچھ میں صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جیسا کہ ان دشمنوں کے بھگانے کے بارے میں بعض میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور بعض میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا ہے جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔ یہاں مسند احمد کی روایت کے الفاظ سامنے آجائیں تو اس کی تائید ہو جائے گی۔

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے چوٹی والا راستہ منتخب فرمایا، آپ کی سواری کے آگے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور پیچھے حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے اچانک ایک سوار منہ پر نقاب اوڑھے آگے آیا

فغشوا عمارا و هو يسوق برسول الله ﷺ واقبل عمار يضرب وجوه الرواحل

اور انھوں نے حضرت عمار کا گھیراؤ کر لیا اور وہ حضور ﷺ کی سواری کے پیچھے تھے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان سواریوں پر حملہ کیا اور انھیں دھکیل دیا

تو جب دونوں کا عمل تھا تو کسی راوی نے حسب موقع ایک کا، کسی نے دوسرے موقعہ پر دوسرے کا ذکر کر دیا ان میں تعارض ہرگز نہیں،

اسی طرح اکثر روایات میں دونوں کو علم عطا کرنے کا ذکر ہے اگر بعض میں صرف ایک کا ذکر ہے تو انکے منافی نہیں۔ جب ان میں منافات نہیں تو ترجیح کی ضرورت ہی پیش نہیں

آسکتی لہٰذا دونوں کو تسلیم کیا جائے

حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں

ان الجمع اذا امکن کان اولی من التر جیح (فتح الباری، ۲:۲۶)

جب احادیث میں موافقت ممکن ہو تو پھر یہ ترجیح سے اولیٰ ہوگی

۳۔ پیچھے یہ تفصیل سے گذرا کہ ان منافقین کو صبح کے وقت جمع کیا گیا تو کیا یہ اجتماع دیگر صحابہ سے مخفی رکھا گیا یا انھیں بھی ان سے آگاہ کر دیا، اگر آگاہ کر دیا گیا تو پھر فقط انہی کے علم کی بناپر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صاحب السر کیسے کہا جاسکتا ہے اور اگر صحابہ سے مخفی اجتماع تھا تو اس پر دلیل لانا ضروری ہے۔

۴۔ بلکہ ہم یہ پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ ان منافقین کے نام تفصیل کے ساتھ احادیث میں آچکے ہیں، ان سے پوری امت آگاہ ہوگئی چہ جائیکہ دیگر صحابہ ان سے آگاہ نہ ہوں لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صاحب السر ہونے کا جو شرف و خصوصیت حاصل ہے وہ یہ تھی کہ وہ ان کے علاوہ سے بھی آگاہ تھے اور انھیں ایسے فتنوں کا بھی علم تھا جنھیں دیگر صحابی بشمول حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ جانتا تھا۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بطور تواضع ان سے سوال بھی واضح کر رہا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا علم ان چند منافقین تک ہی محدود نہیں ورنہ ان بارہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شمار کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا نہ وہ خود تصور کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو جو صاحب السر کہا جاتا ہے تو اس کی دو وجہ ہیں

۱۔ انھیں آپ ﷺ نے ان بارہ کے علاوہ بھی منافقین کا علم دیا تھا جو دیگر کسی صحابی کو حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی ان کا تذکرہ آتا ہے تو صحابہ، محدثین، مفسرین اور اہل سیر یہی لکھتے ہیں کہ انھیں آپ ﷺ نے منافقین کا علم عطا فرمایا تھا اور وہ بارہ کی قید کا اضافہ نہیں کرتے یا کہتے ہیں کہ وہ منافقین کے بارے میں دوسروں سے زیادہ آگاہ ہیں۔ حوالہ جات

پیچھے گذرے کچھ یہاں ملاحظہ کیجیے

۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

كان اعلم الناس بالمنافقين — یہ دیگر لوگوں سے بڑھ کر منافقین کا علم رکھتے تھے

(المستدرک، ۳: ۴۲۹)

۲۔ امام شمس الدین ذہبی (المتوفی ۷۴۸) نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

علم المنافقين — وہ منافقین کے بارے میں علم رکھتے ہیں

(سیر اعلام، ۴: ۳۱۴)

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) "صاحب السر" کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ ان سے مراد

ما اعلمه به النبی ﷺ من احوال المنافقين — وہ راز ہیں جو حضور ﷺ نے انھیں احوال منافقین کے حوالے سے بتائے تھے

(فتح الباری، ۷: ۴۷)

۴۔ دوسری وجہ یہ ملتی ہے کہ انھیں تا قیامت فتنوں کے بارے میں جو علم تھا وہ کسی اور کو حاصل نہیں اس پر ان کی خود تصریح موجود ہے آپ نے فرمایا

والله انی لا علم الناس بكل فتنة هی كائنة فيما بينی و بين الساعة — اللہ کی قسم میں تا قیامت برپا ہونے والے فتنوں کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں

اور اس کی وجہ خود بیان کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ حدثني من ذلک شیئاً اسرہ الی لم یکن حدث به غیری

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے رازوں سے آگاہ فرمایا ہے جو کسی دوسرے کو نہیں بتائے

(مسند احمد، ۶: ۵۴۶)

یہاں خط کشیدہ الفاظ نہایت ہی قابل توجہ ہیں

امام ذہبی کے ذہن میں یہی بات تھی تو انھوں نے لکھا

و کان النبی ﷺ قد اسر الی حذیفة اسماء المنافقین و ضبط عنه الفتن الکائنة فی الامة

حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے ناموں کے راز سے آگاہ کیا اور امت میں برپا ہونے والے فتنوں کے بارے میں آگاہ کیا

(سیر اعلام، ۴: ۳۶۲)

یعنی ان دونوں کی وجہ سے صاحب السر کہلائے۔

اہم نوٹ

سیدنا علی کا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کو منافقین کے علم کے بارے میں اعلم (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) قرار دینا نہایت ہی قابل توجہ ہے کیونکہ روایات میں موجود ہے حضور ﷺ نے کچھ دیگر صحابہ کو بھی منافقین کا علم عطا فرمایا تھا

۱۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں گذر چکا کہ انھیں تبوک کے راستہ میں سازش کرنے والے منافقین کا علم آپ ﷺ نے عطا فرمایا

۲۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں ہے ان کے ہاں حضرت عبدالرحمن بن عوف حاضر ہوئے عرض کیا امی جان، مجھے ہر وقت خوف رہتا ہے کیونکہ میں قریش کے بڑے مالداروں سے ہوں، میں نے چالیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے۔ ام

المومنین فرمانے لگیں راہ خدا میں پیسے خرچ کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

ان من اصحابی من لا یرانی بعد ان افارقہ — میرے احباب میں سے کچھ ایسے ہیں جو وصال کے بعد مجھے نہ دیکھ پائیں گے

سنا تو گھبرا گیا، میں حضرت عمر کے پاس گیا اور کہا تم جانتے ہو حضرت ام سلمہ کیا فرما رہی ہیں؟ وہ سن کر فی الفور انکے ہاں حاضر ہوئے اور پوچھا

با للہ انا منھم — اللہ کی قسم بتاؤ کیا میں ان میں سے ہوں؟

فرمایا

اللھم لا و لن ابرئی احدا بعدک — اللہ کی مہربانی سے تم ہرگز شامل نہیں ہو لیکن میں آپ کے بعد کسی کے بارے میں برأت کا اظہار نہیں کروں گی

(مسند احمد، ۶:۲۹۸)

یہ روایت آشکار کر رہی ہیں کہ لوگوں کے بارے میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کو بھی علم عطا کیا گیا کیونکہ حضرت فاروق اعظم نے بعینہ وہی سوال ان سے کیا جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کی تواضع وانکساری اور خشیت الٰہی سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے کس قدر خوف رکھنے والے ہیں۔

ائمہ امت کے اقوال

اگرچہ آیات قرآنیہ کی تفسیر میں متعدد اہل علم کی آراء سامنے آچکی ہیں اس کے باوجود ہم کچھ ائمہ امت کے اقوال یہاں درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو زیر بحث معاملہ کو نہایت ہی اشکار کر دیتے ہیں۔

قتل کا حکم جاری نہ فرمایا

تمام اہل علم نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب آپ ﷺ منافقین کا علم رکھتے تھے تو پھر ان کے قتل کا حکم جاری کیوں نہ فرمایا، اس کے جواب میں انہوں نے اعلیٰ فراست ودانائی کو سلام پیش کرتے ہوئے آپ ﷺ کے اس اہم فیصلہ کی متعدد حکمتیں بیان کیں ہیں پہلے سوال ملاحظہ کیجئے۔

سوال:۔ امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰) نے ان الفاظ میں سوال نقل کیا اگر کوئی یہ کہے۔

فكيف تركهم ﷺ مقيمين بين اظهر اصحابه مع علمه بهم.
(جامع البیان، جز ۱۰، ۲۳۴)

حضور ﷺ نے منافقین کا علم رکھنے کے باوجود انہیں صحابہ کے درمیان کیوں زندہ چھوڑ دیا؟

ائمہ امت جواب

اس کے جواب میں ائمہ امت نے جو کچھ تحریر کیا وہ نہایت قابل رشک وتقلید ہے چند تصریحات درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت امام مالک (۱۷۳) فرماتے ہیں۔

انما كف رسول الله ﷺ عن المنافقين ليبين لامته ان الحاكم لا يحكم بعلمه اذ لم يشهد على المنافقين.
(الجامع الاحکام القرآن:۱، ۲۳۶)

حضور ﷺ نے منافقین سے اس لیے ہاتھ روکا تا کہ امت پر واضح رہے کہ کوئی حاکم اپنے علم پر فیصلہ نہیں کر سکتا اور چونکہ منافقین پر گواہ موجود نہ تھے۔

۲۔ حضرت امام شافعی (۲۰۴) رقمطراز ہیں۔

انما منع رسول الله ﷺ عن نقل

رسول اللہ ﷺ کو قتل منافقین سے ان کے

المنافقين ما كانوا يظهرونه من	اظہار اسلام نے روکا حالانکہ آپ ﷺ ان
الاسلام مع العلم بنفاقهم لان ما	کے نفاق کا علم رکھتے تھے کیونکہ اظہار اسلام
يظهرونه يجب ما قبله . (ایضاً)	ان کے سابقہ تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

۳۔ امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰) نے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اگر آدمی اسلام کا اظہار کرے خواہ دل میں اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اس کا خون و مال محفوظ رہے گا یعنی مخلوق کا فرض ہے۔ وہ صرف ظاہر دیکھے باطن کو اللہ کے سپرد کردے۔

فلذلک کان النبی ﷺ مع علمه بهم	اسی وجہ سے آپ ﷺ نے باوجودیکہ منافقین کا
واطلاع الله اياه على ضمائرهم	علم رکھتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے
واعتقاد صدورهم كان يقرهم بين	دلوں کے رازوں اور عقیدوں سے آگاہ فرمادیا
الظهر اصحابه ولا يسلك بجهادهم	تھا انہیں صحابہ کے درمیان رہنے دیا اور ان کے
مسلک جهاد من قد نصبه الحرب	ساتھ اہل شرک جیسا جہاد نہیں کیا کیونکہ ان میں
على الشرك ما بعد لان احدهم كان	سے اگر کسی کے کفر پر اطلاع ہوتی کہ اس نے
اذا اطلع عليه انه قد قال قولا كفر فيه	اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ شرک و کفر کیا ہے جب پکڑ
بالله ثم اخذبه انكره واظهر الاسلام	کی جاتی تو وہ انکار کرتے ہوئے زباں سے
بلسانه فلم يكن ﷺ يا حذه الا بما اظهر	اظہار اسلام کردیتا آپ ﷺ کے سامنے جو کچھ
له من قوله عند حضوره اياه.	وہ ظاہر کرتے ہوئے زباں سے اظہار اسلام کر
(جامع البیان، جز:۱، ۲۳۵)	دیتا آپ ﷺ اس کے مطابق فیصلہ فرمادیتے۔

۴۔ حضرت قاضی ابوبکر محمد ابن العربی (۵۴۳) "ومن الناس من يقول امنا بالله" کے تحت منافقین کی پہچان کرواتے ہوئے لکھتے ہیں جو لوگ اپنے کو مسلمان ظاہر کریں مگر دل میں اللہ و رسول سے کفر رکھیں۔

ان النبی ﷺ لم یقتل المنافقین مع علمه بهم	رسول اللہ نے علم کے باوجود منافقین کو قتل نہیں کروایا

لکھتے ہیں اس بارے میں اہل علم کے تین اقوال ہیں۔

قول اوّل

انه لم يقتلهم لا نه لم يعلم ما هم سواه وقد اتفق العلماء عن بكرة ابيهم على ان القاضى لا يقتل بعلمه .

انہیں اس لیے قتل نہ کروایا کیونکہ آپ ﷺ کے علاوہ ان کے احوال سے کوئی اگاہ نہ تھا چھوٹے بڑے تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ قاضی اپنے علم کی بنیاد پر قتل کا حکم جاری نہیں کر سکتا۔

قول ثانی

انه لم يقتلهم لمصلحة وتالف القلوب عليه لئلا تنفر عنه وقداشار هو ﷺ الى هذا المعنى فقال اخاف ان يتحدث الناس ان محمداً ﷺ يقتل اصحابه.

آپ ﷺ نے عظیم مصلحت اور تالیف قلوب کے لیے ایسا نہ کیا تا کہ اسلام سے نفرت نہ ہو اس حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مجھے احساس ہے کہ لوگ یہ باتیں کریں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتا ہے۔

قول ثالث

منافق کفر چھپا کر ایمان کا اظہار کرتا ہے تو اس کے ظاہر کی وجہ سے اسے قتل نہیں کیا جا سکتا امام ابن العربی یہ تین اقوال اور ان پر کچھ گفتگو کے بعد لکھتے ہیں۔

والصحيح ان النبى ﷺ انما اعرض عنهم تالفا ومخافة من سوء المقالة الموجبة للتنفير كما سبق من قوله ﷺ.

(احکام القرآن ، ۱ ، ۱ ، ۱ ، ۲)

صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے منافقین سے تالیف قلب اور اس احساس کے پیش نظر اعراض کیا کہ ان کا غلط پروپیگنڈہ نفرت کا سبب بنے گا جیسا کہ ارشاد نبی اس پر شاہد ہے۔

۵۔ حضرت قاضی عیاض مالکی (۵۴۴) نے اسی حکمت اور ارشاد نبوی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا آپ ﷺ کو منافقین کا یقینی طور پر علم تھا مگر آپ ﷺ نے انہی حکمتوں کی وجہ سے حکم جاری نہ فرمایا۔

ترکه قتل المنافقين وهو على يقين

آپ ﷺ کا منافقین کو چھوڑ دینا حالانکہ ان کا

بن امرهم موالفة لغيرهم ورعاية للمؤمنين من قرابتهم وكراهة لان يقول الناس ان محمداً ﷺ يقتل اصحابه كما جاء في الحديث.

(الشفاء، ۲، ۹۰۲)

یقیناً علم تھا تالیف، ان کے قریبی رشتہ دار، اہل ایمان کی رعایت اور لوگو کے اس پروپیگنڈہ سے بچنے کے لیے کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ کو قتل کروا دیتے ہیں جیسا کہ حدیث ہی وارد ہے۔

۶۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹) نے ان الفاظ کی شرح میں لکھا۔

با خبار الله تعالیٰ له به وبما يظهر من احوالهم من ايذاله وما يبلغه عنهم.

(نسیم الریاض، ۴، ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے ان پر آپ ﷺ کو آگاہ کر رکھا تھا پھر ان کے ظاہری احوال مثلاً آپ کو ایذا پہنچانا اور آپ کے مخالف سازشیں کرنا بھی آگاہی کا ذریعہ تھیں۔

دوسرے مقام پر قاضی عیاض کی عبارت ہے۔

ان النبی ﷺ لم يقتل المنافقين بعلمه فيهم.

(الشفاء، ۲، ۹۶۳)

علم کے باوجود حضور ﷺ نے منافقین کے قتل کا حکم نہ دیا۔

اس کی شرح میں امام خفاجی نے لکھا۔

وبما في نفوسهم مع انه عالم و اطلعه الله تعالیٰ علی سريرة نفاقهم.

(نسیم الریاض، ۴، ۳۷۶)

آپ ﷺ ان کے دلی رازوں سے بھی آگاہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے دلی نفاق سے آگاہ کر دیا تھا۔

تیسری جگہ قاضی عیاض نے لکھا منافقین کے باطن مخفی تھے لہٰذا آپ ﷺ نے حکم ان کے ظاہر پر ہی جاری فرمایا۔ اس کے تحت امام خفاجی نے یہ خوبصورت نوٹ دیا۔

وهذا لا جل التشريع لا مته بعده وان اطلعه الله تعالیٰ علی سرائرهم . (ایضاً ۳۷۳)

یہ امت کے لیے قانون و ضابطہ کے لیے تھا اگر چہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے بھید وں پر مطلع کر دیا تھا۔

۷۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (۶۷۰) نے بھی تقریباً قاضی ابو بکر ابن العربی کی گفتگو نقل کی ہے مسئلہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

اختلف العلماء فی امساک النبی ﷺ عن قتل المنافقین مع علمه بنفاقهم.

اہل علم کا اختلاف ہے کہ علم نفاق کے باوجود سرور عالم ﷺ منافقین کے قتل سے کیوں رکے؟

اس کے بعد چار اقوال نقل کیے ان میں سے تیسرا یہ ہے۔

انما لم یقتلهم مصلحة لتألیف القلوب علیه لئلا تنفر منه وقد اشر ﷺ الی هذا المعنی بقوله لعمر معاذ الله ان یتحدث الناس انی اقتل اصحابی وقد کان یعطی للمؤلفة قلوبهم مع.

منافقین کو مصلحت تالیف قلب کی وجہ سے قتل نہ کروایا تا کہ نفرت پیدا نہ ہو، اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ اس سے کہ لوگ کہیں میں اپنے صحابہ کو قتل کرواتا ہوں پھر آپ ﷺ کفار کو تالیف قلب کے لیے رقوم عطا فرماتے حالانکہ ان کے غلط عقائد سے آگاہ تھے۔

اسی قول کے بارے میں لکھا۔

وهذا هو قول علماء ناوغیرهم.

ہمارے مالکی علماء اور دیگر علماء کا یہی موقف ہے

۸۔ امام ابواسحاق شاطبی (۷۹۰) اس معاملہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہ "شرع کا حکم ظاہر پر ہوتا ہے" لکھتے ہیں۔

فان سید البشر ﷺ مع اعلامه بالوحی یجزی الاحکام علی ظواهر هافی المنافقین وغیرهم وان علم بواطن احوالهم.

سید کل ﷺ وحی کے ذریعہ اطلاع پانے کے باوجود منافقین اور دیگر لوگوں کے ظاہری احوال پر ہی حکم جاری فرماتے اگر چہ ان کے باطنی احوال سے بھی آگاہ ہوتے۔

۹۔ شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں حضور ﷺ لحن قول سے منافقین کو پہچان لیتے ،صحابہ بھی ان میں سے کثیر کو شواہد ،دلالات ،اور علامات سے جان لیتے لیکن بعض نہ پہچانے جاتے جیسا کہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔ومـمـن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل المدنیة مردوا علی النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم. (التوبہ،۱۰۱)

اس کے بعد کہتے ہیں۔

ثم جمیع هولاء المنافقین یظهرون الاسلام ویحلفون انهم مسلمون وقد اتخذوا ایمانهم جنة واذا کانت هذه حالهم فالنبی ﷺ لم یکن یقیم الحدود بعلمه. (الصارم المسلول،۳۶۲)

پھر تمام منافقین اظہار اسلام کرتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کی قسمیں کھاتے اور اپنی قسموں کو بچنے کے لیے ڈھال بناتے جب ان کی صورت حال یہ تھی تو آپ ﷺ علم رکھنے کے باوجود ان پر حدود کا قیام نہ فرماتے۔

۱۰۔ ڈاکٹر احمد بن قاسم الحداد حضور ﷺ کے اخلاق کریمہ پر لکھتے ہیں۔

ورسول الله ﷺ مطلع علی اخبارهم واحوالهم با طلاع الله تعالیٰ علی ذلک فیغض الطرف عنهم ویصبر علی خداعهم.

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے منافقین کے احوال سے آگاہ تھے لہٰذا آپ چشم پوشی کرتے ہوئے ان کی سازشوں پر صبر فرماتے۔

(اخلاق النبی فی القرآن والسنۃ ،۳، ۱۴۳۷)

رسول اللہ ﷺ فیصلہ دے سکتے ہیں

اہل علم نے لکھا کہ قاضی کسی کے باطن کی بنیاد پر فیصلہ نہیں دے سکتا کیونکہ یہ لوگوں کے باطن سے آگاہ نہیں ہوتا البتہ رسول اللہ ﷺ باطن پر فیصلہ دے سکتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے باطن سے آگاہ فرما رکھا ہے۔

۱۔ قاضی جلال الدین بلقینی (۸۲۴) نے امام رافعی (۶۲۳) اور امام نووی (۶۷۶) کے حوالے سے لکھا

ان النبی ﷺ یقضی بعلمه سواء کان فی الحدود وغیرها وانه لا خلاف فی ذلک۔ (الباهر، ۲۷)

حضور ﷺ اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ سکتے ہیں خواہ وہ حدود ہوں یا اس کے علاوہ احکام اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۲۔ حضرت جلال الدین سیوطی (۹۱۱) حضور ﷺ کی اس شان اقدس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

من خصائص النبی ﷺ انه جمع له بین الحکم بالظاهر والشریعة کما هو لانبیاء وبین الحکم بالباطن والحقیقة کما هو للخضر خصوصیة خصه الله بها۔ (الباہر، ۲۶)

نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کو ظاہری شریعت کے مطابق جیسا کہ دیگر انبیاء کی شان ہے اور باطن وحقیقت پر فیصلہ کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام تو یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی درجہ دیا ہے۔

دوسرے مقام پر امام تقی الدین سبکی (۷۵۶) کے حوالے سے لکھا۔

واما نبینا ﷺ فانه امر اولا ان یحکم بالظاهر دون ما اطلع علیه من الباطن والحقیقة ..... ثم ان الله تعالیٰ زاده شرفا واذن له ان یحکم بالباطن وما اطلع علیه من الحقائق الامور فجمع له بین ما کان الانبیاء وما کان للخضر خصوصیة خصه الله بها ولم یجمع الامر ان لغیره۔ (الخصائص الکبری، ۲: ۳۲۹)

ہمارے نبی ﷺ کو ابتداً صرف ظاہر پر فیصلہ کا حق تھا اور آپ کو باطن وحقائق پر فیصلہ کی اجازت نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شرف میں اضافہ فرماتے ہوئے آپ کو باطن اور حقائق پر فیصلہ کرنے کی اجازت دیدی تو آپ کے لیے دیگر انبیاء علیہم السلام اور حضرت خضر والی شان جمع کردی تو یہ آپ ﷺ کا ہی خاصہ ہے یہ دونوں چیزیں آپ کے علاوہ کسی میں جمع نہیں۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ کے خصائص لکھتے ہوئے کہا آپ ﷺ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں اس طرح

انه جمعت له الشریعة والحقیقة ولم یکن للانبیاء الا حدهما۔ (ایضاً، ۲: ۳۲۷)

آپ ﷺ کے لیے شریعت وحقیقت دونوں جمع کردیں حالانکہ دیگر کے لیے صرف ایک ہے۔

۳۔امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹) حضور ﷺ کے اس فرمان مقدس فاقضی له علی نحوما اسمع منه (میں افصح کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ دے سکتا ہوں) کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

فیه تنبیه علی بشریته ﷺ وانه لا یعلم الغیب وانما یحکم بالظاهر وقد کان له ﷺ الحکم بالباطن لا طلاع الله له علیه کما ذکر السیوطی ولکن هذا اغلب احواله ﷺ تعلیما لا مته حتی یقتد وابه.

اس میں آپ ﷺ کی بشریت اور از خود غیب نہ جاننے پر تنبیہ ہے آپ ظاہر پر ہی فیصلہ کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اطلاع کی بنیاد پر باطن پر فیصلہ کی بھی اجازت تھی جیسا کہ امام سیوطی نے ذکر کیا لیکن اکثر احوال میں فیصلہ ظاہر پر ہی تھا تاکہ امت اقتداء کر سکے۔

(نسیم الریاض، ۵:۳۰۶)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی عطا شدہ شانوں کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

فکان ﷺ اعلم الناس باحکام ربه وله الولایة العامة علی جمیع خلقه و الامانة العظمی فکان یحکم بالقضاء والسیاسته والا فتاء ویحکم بالظاهر والباطن کا لخفر کما قاله السیوطی.

(ایضاً، ۵:۲۲۴)

آپ ﷺ رب تعالیٰ کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، آپ کو تمام مخلوق پر ولایت عامہ اور امانت عظمیٰ حاصل ہے تو آپ ﷺ اسے بحیثیت قاضی، حکمران اور مفتی فیصلہ دے سکتے ہیں چاہے ظاہر پر دیں یا باطن پر جیسے حضرت خضر علیہ السلام، جسطرح سیوطی نے لکھا ہے۔

مستقل کتاب

دونوں مقامات پر امام خفاجی نے امام سیوطی کا حوالہ دیا ہے کیونکہ انہوں نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام "الباهر فی حکم النبی ﷺ بالباطن والظاهر" ہے اس میں انہوں نے قرآن وسنت سے متعدد دلائل ذکر کیے ہیں کہ آپ ﷺ نے کچھ فیصلے باطن پر بھی کیے ہم نے اس کتاب کا ترجمہ مع متن "حضور کے ظاہر و باطن پر فیصلے" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔

امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی (۷۹۰) نے یہی حقیقت ان الفاظ میں تحریر کی ہے۔

وقد كان كثير من الاحكام تجرى على يديه يطلع على اصلها وما فيها من حق وباطل ولكنه عليه الصلاة والسلام لم يحكم الا على وفق ما سمع لا على وفق ما علم وهوا اصل فى منع الحكم ان يحكم بعلمه.

(الموافقات، ۲ : ۲۶۸)

حضور ﷺ کے سامنے کثیر کیس آئے ان کی اصل حقیقت سے آپ ﷺ آگاہ تھے ان میں کچھ حق تھے اور کچھ باطل لیکن آپ ﷺ نے گواہوں سے جو سنا اس کے مطابق فیصلہ فرمایا نہ کہ اپنے علم کے مطابق اور یہی اصل دلیل ہے اس کی کہ کوئی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتا۔

دوسرے مقام پر حضرت خضر علیہ السلام قتل بچہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یہ سابقہ شریعت منسوخ کا معاملہ ہے ورنہ ہماری شریعت اس کے مخالف ہے۔

فان اصل الحكم بالظاهر مقطوع به فى الا حكام فان سيد البشر ﷺ مع اعلامه بالوحى يجرى الامور على ظاهرها فى المنافقين و غيرهم وان علم بواطن احوالهم.

(ايضاً، ۲۷۱)

کیونکہ ہمارے ہاں احکام میں فیصلہ ظاہر پہ کرنا قطعی ہے اس لیے کہ سید البشر ﷺ بذریعہ وحی علم رکھنے کے باوجود منافقین اور دیگر معاملات میں ظاہر پر ہی فیصلہ فرماتے حالانکہ آپ ان کے باطنی احوال سے آگاہ ہوتے۔

خصوصاً منافقین کے حوالہ سے لکھا۔

الاترى ان رسول الله ﷺ قد كان عالماً بالمنافقين واعيانهم وكان يعلم منهم فسا دافى اهل الاسلام ولكن كان يمتنع من قتلهم لمعارض.

(ايضاً : ۲۹۳)

کیا تمہیں علم نہیں حضور ﷺ منافقین اور ان کی ذوات کو جانتے تھے چونکہ اہل اسلام میں فتنہ وفساد بھی جانتے تو ایسے عارضہ کی وجہ سے انکے قتل سے بچتے رہے اور منع فرماتے۔

وعلمك مالم تكن تعلم

کاروان اسلام پبلیکشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

پیش لفظ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت تک کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا ہے اس پر درج ذیل دلائل شاہد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کتاب عطا فرمائی اس کے ذریعے آپ ﷺ کو تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ونزلنا علیک الکتاب تبیانالکل شیء (سورۃ النحل:۸۹)

''اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ہر شے کا تفصیلی بیان ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

ما فرطنا فی الکتاب من شیء (سورۃ الانعام:۳۸)

''ہم نے کتاب میں کوئی شے چھوڑی نہیں۔''

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے امام بلخی اور جماعت مفسرین کا یہی مختار ہے۔

فانہ ذکر فیہ جمیع ما یحتاج الیہ من امرالدین والدنیا بل وغیر ذلک (روح المعانی:۷،۱۸۶)

''کیونکہ قرآن میں ان تمام چیزوں کا بیان ہے جن کی ضرورت ہے خواہ وہ دینی ہیں یا دنیاوی بلکہ اس سے بھی اضافی علوم ہیں۔''

۲-ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (سورۃ النساء:۱۱۳)

''ہم نے علم دیا ہر اس شے کا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔''

اس کی تفسیر میں امام محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۰۱ھ لکھتے ہیں۔

من خبر الاولین والاخرین وما کان وماھو کائن (جامع البیان: ۴،۳۴۷،۳)

"آپ کو پہلوں اور بعد کے لوگوں کی خبریں اور جو ہوا اور جو ہونے والا ہے تمام کی اطلاع دی گئی۔"

اسی آیت کے تحت مفسرین نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سینے کے رازوں اور بھیدوں سے آگاہ فرمایا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔

ای الذی لم تکن تعلمه من خضیات الامور وضمائر الصدور (روح المعانی: ۵،۱۸۷)

"یعنی وہ مخفی امور اور سینوں کے بھید جو آپ نہ جانتے تھے ہم نے آپ کو عطا کردیئے۔"

سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۶۷ کے مبارک الفاظ "انزله بعلمه" کے تحت علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

ومن هنا علم ﷺ ماکان وما هو کائن (روح المعانی: ۶،۲۶۷)

"یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ان تمام اشیاء کو جانتے ہیں جو پہلے تھیں اور جو بعد میں ہونے والی ہیں۔"

احادیث صحیحہ میں ہے آپ ﷺ نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر دخول جنت تک کے حالات پر صحابہ کرام کو مطلع فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مبارک الفاظ ہیں:

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق)

"آپ علیہ السلام نے ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ کے داخلہ تک اطلاع دی۔"

اس کے تحت تمام شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے مخلوقات کے تمام احوال کی خبر عطا فرمادی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے الفاظ ہیں۔

دل ذلک علی انه اخبرفی المجلس الواحد لجمیع احوال المخلوقات منه ابتدائت الی ان ته الی ان تبعث فشمل ذلک الاخبار عن المبداء والمعاش والمعاد (فتح الباری: ٦، ٢٢٣)	"یہ حدیث مبارکہ واضح کررہی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ہی نشست میں مخلوقات کے تمام احوال کے بارے میں خبر دی جب سے وہ پیدا ہوئی اور جب وہ فنا ہو جائے گی اور پھر دوبارہ حساب و کتاب ہوگا تو یہ اخبار بعداء دنیاوی زندگی اور آخرت تمام پر مشتمل ہے۔"

مسند احمد میں حضرت ابوزید انصاری سے یہ الفاظ منقول ہیں۔

فحدثنا بماھو کان وماھو کائن (فتح الباری: ٦، ٢٢٣)	"آپ علیہ السلام نے ہمیں ہر اس شے کی اطلاع فرمادی جو ہوا اور جو ہونے والا ہے۔"

امام ترمذی نے باب "ماقام به النبی ﷺ مما ھو کائن الی یوم القیامة" قائم کیا اور اس کے تحت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے۔

فلم یدع شیئایکون الی قیام الساعة الااخبرنابه (فتح الباری: ٦، ٢٢٣)	"آپ ﷺ نے تا قیامت ایسی شے کو نہیں چھوڑا جس کی خبر ہمیں نہ دی ہو۔"

ان ہی تمام نصوص کے پیش نظر امت مسلمہ آپ ﷺ کو عالم ماکان

ومایکون مانتی ہے لیکن کچھ لوگ آپ علیہ السلام کے بارے میں نہایت ہی گھٹیا رویہ اختیار کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ کو دیوار کی دوسری جانب کا علم نہیں آپ کو اپنے انجام کی خبر نہیں "نعوذ باللہ" حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علوم کے سمندر عطا فرمائے ہیں لوح وقلم کا علم اسی کا حصہ ہے امام بوصیری فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم

ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے متعدد اہل علم نے لکھا ان میں سے عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت اور عظیم محدث شیخ عبداللہ سراج الدین حلبی زید مجدہ بھی ہیں آپ نے حضور علیہ السلام کے شمائل وسیرت پر "سیدنا محمد رسول اللہ" نامی کتاب لکھی جو نہایت ہی عمدہ ہے اس میں ایک باب حضور علیہ السلام کے علم شریف پر ہے یہ مقالہ اسی باب کا ترجمہ ہے

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اسے قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے اسے نافع اور مفید بنائے صفا اکیڈمی کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔(آمین)

شیخ موصوف کی نہایت ہی اہم کتاب "الصلاۃ علی النبی ﷺ" کا ترجمہ بھی بنام "آئیں قرب مصطفیٰ پائیں" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

والسلام

فقیر الی اللہ

محمد خان قادری

خادم کاروان اسلام

۶ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ بروز بدھ

آپ ﷺ کی علمی وسعت وکثرت کو عطا فرمانے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا رسول اللہ ﷺ علم وسیع اور فہم عظیم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کثیر علوم نافعہ اور عظیم معارف عالیہ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وسعت علمی کے ساتھ جو فضل عظیم فرمایا ہے اس کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (النساء : ۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

تو آپ ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں بخاری و مسلم نے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا

میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے بارے میں جاننے والا ہوں۔

اصیلی کی روایت کے الفاظ ہیں۔

انا اعرفکم باللہ

میں تم سب سے اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ رکھتا ہوں۔

جو شخص ان تعلیمات الٰہیہ میں غور وفکر کرے گا جو اس نے اپنے انبیاء ورسل کو عطا کیں ہیں اور قرآن مجید میں وارد ہیں اس پر نہایت واضح طور پر آشکار ہو جائے گا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا وہ ان سے کہیں اکثر زیادہ بہت جامع

اور عام ہیں اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا اور ان سے کہیں اکثر، زیادہ بہت جامع اور عام اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (سورۃ النساء:۱۱۳) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

یہاں "ما" کا کلمہ لایا گیا جو عموم وشمول کے لیے آتا ہے تاکہ ان تمام علوم کو شامل ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام انبیاء ورسل کو عطا فرمائے اور ان کو بھی جو خصوصی طور پر حضور سرور عالم ﷺ کو عطا فرمائے۔

امام حافظ ابوبکر بن عائذ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں جب آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو خازن جنت رضوان نے آپ ﷺ کے کان مبارک میں کہا، تمہیں مبارک ہو۔

فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیته فانت اکثرھم علما واشجعھم قلبا

"جو علم کسی بھی نبی کو نہیں دیا گیا وہ آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ علم کے اعتبار سے ان میں زیادہ اور قلب کے اعتبار سے زیادہ شجاع ہیں۔"

حافظ زرقانی کہتے ہیں یہ روایت مرسل صحابی ہے اور اس کا حکم متصل اور مرفوع والا ہوتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مختلف سوالات کیے حتیٰ کہ جب انہوں نے اس میں کثرت سے کام لیا

تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

سلونی لا تسئلونی عن شئی الا بینته لکم

پوچھ لو مجھ سے، تم جو بھی پوچھو گے میں بتا دوں گا۔

دوسری روایت میں ہے۔

الا اخبرتکم به مادمت فی مقامی میں اسی مقام پر کھڑے انہیں بتاؤں گا۔

هذا

یہ سن کر لوگ سہم گئے میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر ڈھانپے رو رہا تھا ایک ایسا آدمی بولا جس کی نسبت لوگ غیر والد کی طرف کرتے تھے یا نبی اللہ ﷺ

من ابی؟ میرا باپ کون ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابوک حذافة تیرا باپ حذافہ ہی ہے۔

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور حضور ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کبھی خیر و شر کو آج کے دن کی طرح نہیں دیکھا۔

انی صورت لی الجنة والنار "جنت و دوزخ کو میرے لیے متمثل کر دیا گیا جنہیں میں نے اس دیوار سے بھی قریب دیکھا۔"
فرأیتهما دون هذا الحائط

مذکورہ روایت میں آپ ﷺ کا یہ مبارک جملہ "**لاتسئلونی عن شئی الابینته لکم**" "تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا" نہایت ہی قابل توجہ و غور ہے۔

علم میں اضافہ کی دعا

اتنے کثیر علم کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ہمیشہ علم میں اضافہ کی دعا کیا کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (سورہ طہٰ ۱۱۴) اے نبی کہیے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

یادر ہے سوائے علم میں اضافہ کے' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کسی شئی میں اضافہ کی دعا کی تلقین نہیں کی یہی وجہ ہے آپ ﷺ شب و روز کی دعاؤں میں علمی اضافہ طلب کرتے مثلاً صحیح مسلم میں ہے جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا فرماتے۔

لا الہ الا انت سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک اللھم لذنبی واسالک رحمتک اللھم زدنی علما ولا تزغ قلبی بعداذ ھدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تمام پاکیزگی اللہ تیرے لیے ہے اور حمد بھی' میں تجھ سے اپنے معاملات پر معافی مانگتا ہوں تجھ سے رحمت کا سوال کرتا ہوں یا اللہ میرے علم میں اضافہ فرما ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ فرما مجھے اپنی خصوصی رحمت سے نواز بلاشبہ تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے۔

اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ماینفعنی وزدنی علما والحمد للہ

اے اللہ مجھے اس سے نفع دے جو تو نے مجھے علم دیا ہے اور نافع علم مجھے سکھا اور

علی کل حال واعوذ باللہ من حال اھل النار میرے علم میں اضافہ فرما ہر حال میں اللہ کے لیے حمد ہے اور اللہ کی پناہ دوزخ والوں کے حال سے۔

روزانہ علوم کی بارش

تو آپ ﷺ کے علوم اور معارف الٰہیہ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور آپ پر فیوضات الٰہیہ اور فتوحات ربانیہ کی ہمیشہ مسلسل بارش جاری رہی جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عیاض بن حمار دمجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان ربی امرنی ان اعلمکم ماجھلتم مما علمنی فی یومی ھذا میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں جو تم نہیں جانتے' اس میں سے جو آج کے دن مجھے اللہ تعالیٰ سے سکھایا ہے۔

ہر روز اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ پر علوم و معارف کی برسات فرماتا اور حکم دیتا کہ آپ ان میں سے بعض کی لوگوں کو تعلیم دیں ان کی ضرورت، برداشت اور عطا کردہ استعداد کے مطابق انہیں بھی سکھائیں۔

واضح رہے خلق خدا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو علوم نبوی ﷺ کے ابواب کا یا انواع کا بلکہ اجناس کا احاطہ کر سکے اس کا احاطہ صرف عطا کرنے والا اللہ ہی فرما سکتا ہے ہم آپ کے کثرت علوم اور وسعت پر چند دلائل ذکر کیے دیتے ہیں تا کہ جاہل کو تعلیم اور غافل کو تنبیہ ہو جائے اور اس صاحب مقام رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھنے والے کے ایمان میں اضافہ ہو۔

پہلی دلیل

قرآن مجید کو لیجئے جسے اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو پڑھایا آپ کے سینہ اقدس میں اسے آپ کے لیے جمع فرمایا اس کی تعلیم دی اور آپ کے لیے اسے بیان کیا اور آپ کو لوگوں کے لیے بیان کا حکم دیا آپ کے لیے حقائق قرآنیہ' معانی' اسرار' انوار اور قرآن کا ظاہر و باطن منکشف فرما دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِقْـرَاْ بِـاسْـمِ رَبِّکَ الَّـذِیْ خَلَقَ	پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا
خَـلَـقَ الْاِنْسَـانَ مِنْ عَـلَـقٍ اِقْـرَاْ	کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو
وَرَبُّکَ الْاَکْـرَمُ الَّـذِیْ عَـلَّـمَ	اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس
بِـالْقَلَـمِ عَلَّـمَ الْاِنْسَـانَ مَالَمْ	نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ
یَعْلَمْ (سورہ علق: ۱ تا ۵)	جانتا تھا۔

یہ پانچ آیات ہیں جن سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور جبرائیل امین اعلان نبوت والی رات لے کر آئے جیسا کہ پورا واقعہ روایات میں موجود ہے تو جبرائیل قرآن لے کر آئے اور کہا پڑھو فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں کیونکہ آپ امی تھے نہ کسی سے پڑھنا سیکھا اور نہ لکھنا جبرائیل امین علیہ السلام نے تین دفعہ کہا اور آپ کو تین بار بازوؤں میں لے کر اپنے ساتھ ضم کیا تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ معانی' اسرار اور انوار کا آپ پر فیضان ہو جس کا تعلق جسم سے بھی تھا اور دل و روح کے ساتھ بھی۔ پھر کہا اقـرأ بـاسـم ربـک یعنی تم اپنے رب کے نام کی برکت سے پڑھو نہ کہ اپنے سیکھنے کی بنیاد پر کیونکہ اس سے پہلے آپ نے کچھ نہیں پڑھا اور نہ کسی سے سیکھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ قرآن

کے قاری اور عالم ہو گئے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے حالانکہ چالیس سال تک ایک آیت بھی آپ نے نہ پڑھی تھی۔اس میں اس پر برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی بنا پر بولنے والے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس ۱۵ تا ۱۶)	تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی جو آدمی حضور ﷺ کے معاملہ میں غور وفکر کرے گا اسے آپ ﷺ کو برحق رسول ماننا پڑے گا اس کے سوا اور دوسرا کوئی احتمال نہیں آپ صرف عبقری شخصیت ہی نہیں نہ صرف صاحب فہم وذکاء بلکہ آپ فقط رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کا رد فرمایا جو کہا کرتے جو یہ شخص لایا ہے مثلاً ہدایت، علم اور تعلیمات یہ سارا کچھ باب ثقافت یا فرط زکادت یا جودت عبقری کی وجہ سے ہے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا یہ تو امی ہیں نہ انہوں نے کسی سے پڑھا اور لکھنا سیکھا اور نہ ہی کسی استاذ کے پاس گئے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (سورہ عنکبوت ۴۷، ۴۸)	اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

جب دشمنوں نے آپ ﷺ پر یہ تہمت لگائی کہ انہوں نے یہ سارا کچھ ایک عجمی

نوجوان سے سیکھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تردید کرتے ہوئے فرمایا۔

ولقد نعلم انهم يقولون انما يعلمه بشر — اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے۔

یعنی وہ نوجوان جو بعض قریش کا مملوک تھا لیکن وہ عجمی تھا تو فرمایا۔

لسان الذی یلحدون الیه وعن هذا لسان عربی مبین (النحل) — جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان۔

جس غلام کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس سے سیکھا ہے وہ عجمی ہے اور قادر الکلام ہی نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ جو کلام لائے ہیں وہ تو قرآن کی صورت میں فصیح عربی ہے تو یہ تصور کیسے کیا جاسکتا ہے کہ یہ قرآن عربی میں اس آدمی سے حاصل کیا جائے جو عجمی ہو اور بیان پر قدرت بھی نہ رکھتا ہو۔

رحمٰن نے قرآن پڑھایا

تو رسول اللہ ﷺ یہ قرآن اپنی طرف سے نہیں لائے اور نہ ہی کسی مخلوق کی طرف سے کیونکہ مخلوق تو اس کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ یہ تو رب العالمین کی جانب سے ہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (سورہ رحمن: ۱ تا ۴) — رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا (ما کان وما یکون) کا بیان انہیں سکھایا۔

اول انسان جسے رحمٰن نے خود قرآن سکھایا وہ سیدنا محمد ﷺ ہی ہیں پھر ان سے

لوگوں نے قرآن لیا اور سیکھا جیسے کہ آپ ﷺ ہی پہلے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے معانی قرآن کی تعلیم دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قرآن سکھایا۔ اس کے الفاظ کی تلاوت سکھائی معانی، حکمتیں، معارف، اسرار، اشارات اور خصائص سے آگاہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (اعلیٰ: ۵، ۶)

اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (سورہ قیامہ : ۱۵ تا ۱۹)

تم یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو حرکت نہ دو بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

مفہوم یہ ہے اے حبیب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن کو آپ کے سینہ اقدس میں جمع کریں اور آپ کی زبان سے اس کی تلاوت بھی ہماری ذمہ داری ہے لہذا وحی مکمل ہونے سے پہلے اس خوف سے تلاوت میں جلدی نہ کریں کہ کہیں اس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر قرآن جمع فرمایا آپ ﷺ سے اسکی تلاوت کروائی، اس کے معانی و بیان کی ذمہ داری لیتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (سورہ قیامہ ۱۸، ۱۹)

بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

یعنی اس کے معانی' احکام اور اوامر ونواہی کا بیان بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

(۱) خصائص الفاظ قرآنی سے آگاہی

اس تعلیم میں خصائص الفاظ قرآن سے آگاہی بھی ہے امام ابوداؤد' ترمذی نے ثوری سے ان سے ابواسحاق نے ان سے مہلب بن ابی صفرہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر رات کو دشمن تم پر حملہ آور ہو جائے تو تم کہو۔

حم لا ینصرون — حم تو وہ کامیاب نہ ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اس میں واضح اشارہ ہے کہ حم میں حمایت (حفاظت) ہے۔

(۲) خصائص آیات قرآنی سے آگاہی

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آیات قرآنی کے خصائص سے آگاہ فرمایا جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آخری آیات کے بارے میں مروی ہے۔

امام ترمذی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر فرمائی۔

انزل منه آیتین ختم بهما سورة البقره ولا یقرأ بهن فی دار ثلاث لیال فیقرب بها شیطان

اس میں سے آیات کا نزول ہوا جو سورۂ بقرہ کی آخری ہیں جس گھر میں یہ تین راتیں پڑھی جائیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

سورۂ کہف کی آخری اور پہلی دس آیات کے بارے میں مروی ہے کہ دجال سے حفاظت کا ذریعہ ہیں مسند احمد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم ﷺ

نے فرمایا جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کرلیں۔

عصم من الدجال — وہ دجال سے محفوظ کردیا گیا۔

اس صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے سورۃ الکہف کی آخری دس آیات حفظ کرلیں وہ فتنہ دجال سے محفوظ کردیا جائے گا۔

حافظ ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی۔

فھو معصوم الی ثمانیة ایام من کل فتنة وان خرج الدجال عصم منه — وہ آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ ہو جائے گا اور اگر دجال کا ظہور ہوا تو اسے اس سے محفوظ کرلیا جائے گا۔

اس طرح سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات ہیں ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا ہجرت کی رات آپ ﷺ ان کی تلاوت کرتے ہوئے نکلے اور ایک مٹھ مٹی دشمنوں کی طرف پھینکی اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے حالانکہ وہ محاصرہ کیئے ہوئے تھے۔ یہ موضوع نہایت وسیع ہے اور یہ مقام تفصیل نہیں۔

(۳) سورتوں کے خصائص کا علم

اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن' آیات قرآن کے ساتھ ساتھ آپ کو سورتوں کے خصائص سے آگاہ فرمایا سورہ یٰس کے بارے میں فرمایا یہ قرآن کا دل ہے اور اس کے بہت خصائص ہیں سورۂ دخان کے بارے میں فرمایا جس نے رات کو تلاوت کی وہ صبح بخشا ہوا اٹھے گا سورۂ ملک کے بارے میں فرمایا یہ عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے اور اس طرح دیگر سورتوں کے خصائص احادیث سے ثابت ہیں جو واضح کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کو قرآنی

حروف، آیات اور سورتوں کے خصائص کا بڑا وسیع و کبیر علم تھا۔ پاک، فتاح اور علیم ہے وہ ذات جس نے اپنے حبیب ﷺ پر ان علوم کے دروازوں کو وا فرما دیا۔

(۴) قرآنی اشارات خفیہ کا علم

آپ ﷺ کو صرف الفاظ صریح کا علم ہی نہیں دیا گیا بلکہ قرآن کے مخفی اشارات سے بھی آگاہ فرمایا دیا گیا جیسا کہ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے ہے۔ جب سورۃ النصر اذا جاء نصر اللہ والفتح کا نزول ہوا تو حضور ﷺ کو آگاہ کر دیا گیا کہ آپ ﷺ کا وصال ہونے والا ہے دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

نعیت الی نفسی "مجھے میرے وصال کی اطلاع کر دی گئی ہے۔"

اور اسی سال آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

امام احمد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ ہر بات کے آخر میں پڑھتے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ "اللہ کے لیے پاکیزگی اور حمد ہے میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

اور فرماتے مجھے میرے رب نے فرمایا میں تمہیں عنقریب امت میں ایک نشانی دکھاؤں گا جب تم دیکھو تو میری تسبیح تحمید اور استغفار کرنا کیونکہ میں بار بار توبہ قبول کرنے والا ہوں اور وہ میں نے دیکھ لی ہے اور وہ سورۃ النصر کا نزول ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے معانی، حقائق، خصائص، اشارات، دلالات، اور اسرار و مضامین سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا

اس کی حقیقت، قدر اور کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے یہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔

(۵) قرآن میں ہر شے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ — ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔
(سورہ انعام ۳۸)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء وھدی و رحمۃ وبشری للمسلمین (سورہ النمل ۸۹)

"اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔"

حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل حرف منھا ظھر وبطن ولکل حرف حدولکل حد مطلع

"قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے ہر حرف کے لیے ظاہر و باطن ہے اور ہر حرف کے لیے حد ہے اور حد کے لیے آگاہی پانے والا ہے۔"

سنن ترمذی وغیرہ میں ہے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ مبارک فرمان نقل کیا۔

وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم

قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے یہ ذکر پر حکمت ہے یہی سیدھا راستہ ہے اس

وھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولاتلتبس فیہ الا لسنۃ ولا شبع منہ العلماء ولا یخلق علی کثرۃ الرد ولا تنقضی عجائبہ

سے آرزویں غلط نہیں ہوتیں اس سے زبانوں میں التباس نہیں آتا اس سے علماء کبھی سیر نہ ہوں گے کثرت حوالہ جات سے یہ پرانا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا۔

ان القرآن ذو شجون وفنون وظھور وبطون لا تنقضی عجائبہ ولا تبلغ غایتہ

"قرآن میں کثیر فنون ہیں' اس کے ظہور و بطون ہیں اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اور اس کے آخری مفہوم کو نہ پایا جاسکے گا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

من اراد علم الاولین والاخرین فلیعقل القران

"جو اولین وآخرین کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرآن کی تلاوت کرے۔"

تو قرآن کریم علوم ومعارف کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علوم وحقائق کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کے لیے جمع فرمادیا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور مبارک داماد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے۔

لو تکلمت لکم علی سورۃ الفاتحۃ لا وقرت سبعین جملا

میں تمہارے لیے سورۂ فاتحہ پر گفتگو کروں یعنی اس کی تفسیر لکھوں تو اس کا بوجھ ستر اونٹ اٹھا سکیں گے۔

اب غور کیجئے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو جو علوم اور قرآنی مفاہیم حاصل ہیں ان کا عالم کیا ہوگا؟ یہ جو تمام کتب، تصانیف وغیرہ میں عرفاء نے بیان کیا اور وارثین محمدی نے نقل و بیان کیا۔

انما هو رشاشات من بحره صلی الله علیه وسلم قبسات من انواره واشراقات من اسراره صلی الله علیه وسلم

"وہ آپ ﷺ کے علمی سمندر کے قطرے، آپ کے نوار کی شعاعیں اور آپ کے اسرار کی چمک روشنی ہے۔"

اہل علم و معرفت نے قرآن کریم سے مستخرج علوم کو بیان کیا مگر ان کی انتہا کو نہ پاسکے ہر ایک نے اپنے فہم و علم کے ساتھ اس پر بڑی جد و جہد کی لیکن قرآن تو ایسے معانی و اسرار کا سمندر ہے جس کی انتہاء نہیں اتقان وغیرہ بھی قاضی ابوبکر بن العربی کی قانون التاویل کے حوالے سے ہے کہ علوم قرآن، پچاس، چار سو سات ہزار ستر ہزار یا کلمات قرآن کے مطابق ہیں انہیں چار میں ضرب بھی دی جاسکتی ہے کیونکہ ہر کلمہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اس طرح اس کے لیے ایک حد اور ایک مطلع ہے اس میں ترکیب اور ربط کا بھی اعتبار نہیں اگر اس کا اعتبار کرلیا جائے تو علوم کی کوئی حد نہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علامہ راغب اصفہانی کی رائے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کی نبوت کے ساتھ دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا اختتام فرمایا، ان کی شریعتوں کو آپ کی شریعت نے منسوخ اور مکمل فرمادیا اور اس طرح آپ پر نازل کردہ کتاب کو پہلی تمام کتب کا جامع بنایا جیسا کہ باری تعالیٰ نے خود اس

پر تنبیہ فرمائی۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (سورہ البینہ ۲،۳)

وہ اللہ کا رسول کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے ان میں سیدھی باتیں لکھیں ہیں۔

اور اس کتاب کے معجزات میں سے یہ بتایا کہ اس کا حجم کم مگر ایسے تمام معانی پر مشتمل جن کے شمار و گنتی سے عقول بشر قاصر اور آلات دنیویہ جن کے سمیٹنے سے عاجز ہیں جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ (سورہ لقمن ۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

علامہ زرکشی کی رائے

علامہ زرکشی "البرہان فی علوم القرآن" میں لکھتے ہیں۔ قرآن کریم اولین آخرین کے علوم پر مشتمل ہے اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا استنباط وہ شخص اس سے نہ کر سکے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا فہم عطا فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اہل علم نے حضور سرور عالم ﷺ کی عمر شریف ۶۳ سال قرآن سے مستنبط کرتے ہوئے کہا آیت مبارکہ

وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا (سورہ منافقون ۱۱)

"اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے۔"

یہ تریسٹھویں سورت کی آخری آیت ہے جو آپ ﷺ کے وصال پر شاہد ہے۔

یہ مقام علوم قرآن، مفاہیم اور اشارات کے بیان کا نہیں، اختصاراً ہم نے اس پر گفتگو کی ہے تاکہ آپ ﷺ کی وسعت علمی اور معانی قرآن کی طرف توجہ دلائی جائے جو

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے اور انہیں سوائے اللہ کے اور کوئی بھی نہیں جانتا۔

دوسری دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی اور کثرت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر نازل شدہ حکمت بھی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ نساء: ۱۱۳)

''اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا (احزاب ۳۴،۳۳)

''اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا ہے خبردار ہے۔''

حکمت سے آپ ﷺ کی سنت مراد ہے خواہ وہ افعال ہیں یا اقوال' احوال ہیں یا آپ نے کسی امر کو ثابت رکھا جیسا کہ امام شافعی نے کئی جگہ تصریح کی ہے۔ جمہور تابعین مثلاً امام حسن بصری' قتادہ اور مقاتل بن حیان وغیرہ کا یہی موقف ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے اس آیت ''وانزل الله عليك الكتاب والحكمة'' کے تحت نقل کیا ہے۔

سنت نبویہ سراپا حکمت

سنت نبویہ کو حکمت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح قول، درست عمل اور ہر شئی کو اپنی جگہ اور مناسب جگہ دینے پر مشتمل ہے اور آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کے سراپا حکمت ہونے میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سنت نبویہ کو میزان بھی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ (شوری ۱۲، ۱۷)	"اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری اور انصاف کی ترازو اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو۔"

یہاں لفظ میزان کتاب سے متصل آ رہا ہے۔ جس سے مراد وہ حکمت محمدیہ اور سنت نبویہ ہی ہے جو دوسرے مقام پر کتاب سے متصل ہے فرمایا وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ کیونکہ آیات قرآنی ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کو میزان قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام اقوال، افعال اور احوال کے لیے ترازو ہے امت پر لازم ہے وہ اپنے اقوال، احوال اور افعال کو آپ ﷺ کی سنت پر پیش کرے اگر وہ اس ترازو کے مطابق ہیں تو صحیح، درست، مقبول اور کامیاب ہیں۔ اور اگر اس کے خلاف ہیں تو یہ قبیح اور مردود ہیں جیسا کہ امام مسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

کل عمل لیس علیه امرنا فهورد	"ہر وہ عمل جو ہمارے طریقہ پر نہیں وہ مردود ہے"

سنت بھی وحی ہے

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ" سے بہت سے محققین نے یہ استدلال کیا ہے کہ سنت بھی ہے وحی اور اس کا نزول بھی اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہوا ہے جیسے کہ اس پر یہ فرمان باری تعالیٰ بھی شاھد ہے۔

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی (نجم ۳،۴) "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"

کیونکہ نطق (بولنا) تلاوت سے عام ہے اللہ تعالیٰ نے و ما یتلو (جو تلاوت کرتے ہیں) و ما یقرا (جو پڑھتے ہیں) نہیں فرمایا کہ اسے قرآن کریم کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے بلکہ و ما ینطق (جو بولتے ہیں) فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ قرآن و حدیث میں خواہش نفس کی بنا پر نہیں بولتے ان کا نطق (بولنا) سراپا وحی ہے۔

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ "سنو مجھے قرآن عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی"

یہاں مثلہ سے مراد سنت ہے جیسا کہ جمہور علماء کا موقف ہے تو اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اس طرح سنت کا بھی نزول فرمایا۔

امام بیہقی نے مدخل میں سند کے ساتھ حضرت حسان بن عطیہ سے نقل کیا۔

كان جبرائيل عليه السلام ينزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسنة كما ينزل عليه القران يعلمه ايها كما يعلمه القران

''جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی طرح ہی سنت لے کر نازل ہوتے اور سنت کی تعلیم بھی قرآن کی طرح ہی دیتے''

اس پر اہل علم نے بخاری و مسلم کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ مجھے تم پر ڈر اس پر ہے کہ تم پر دنیا کی زیب وزینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا کیا خیر، شر کو بھی ساتھ لائے گا؟ حضرت ابوسعید کہتے ہیں آپ ﷺ خاموش رہے حتی کہ ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا (جو کہ وحی کے نزول کے وقت آتا تھا) اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ عرض کیا حاضر ہوں فرمایا خیر اپنے ساتھ خیر ہی لاتا ہے دوسری روایت میں ہے فرمایا خیر، ساتھ شر نہیں لاتا۔

علماء فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ سنت کا نزول بھی بصورت وحی ہوتا تھا۔ جیسا کہ اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا جسے امام بخاری اور دیگر محدثین نے نقل کیا حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا مجھے حضور ﷺ کی وہ کیفیت دکھاؤ جب آپ پہ وحی کا نزول ہوتا ہے، ایک دن مقام جعرانہ پر صحابہ میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض یارسول اللہ ﷺ اس آدمی کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے جس نے عمرہ کا احرام باندھا حالانکہ وہ خوشبو سے معطر ہے؟ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی فرمائی اور وحی کا

نزول شروع ہو گیا حضرت عمر نے یعلی کو بلا کر بتایا جب یعلی آئے تو رسول اللہ ﷺ پر کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا یعلی نے کپڑے کے اندر سر کیا تو دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس سرخ تھا اور آپ ﷺ نیند کی حالت میں تھے جب وہ مبارک کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس آدمی کو بلایا گیا فرمایا خوشبو کو خوب دھوڈالو اور وہ جبہ اتار دے اور عمرہ میں اس طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

تیسری دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ پر غیوب کا اظہار و مطلع کرنا بھی دلیل ہے آپ ﷺ کے علوم میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کثیر علوم غیبیہ کا اظہار فرمایا ارشاد ربانی ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۔ (سورہ جن ۲۵)

”غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

واذا اسر النبي الى بعض ازواجه حديثا فلما نبأت به واظهره الله عليه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نبأها به قالت من انبأك هذا قال نبأني العليم الخبير

”اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے

خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے
علم والے خبر دار نے بتایا۔"

علوم غیبیہ پر اطلاع کی متعدد صورتیں

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علوم غیبیہ پر جو مطلع فرمایا اس کی متعدد اور کثیر صورتیں ہیں کچھ کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت دوزخ تک کے احوال سے آگاہ فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابتداء خلق سے لے کر لوگوں کے دخول جنت اور دخول دوزخ تک مطلع فرمایا جیسا کہ۔

۱۔ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار حفظه من حفظه ونسيه من نسيه

"اور ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے دخول جنت اور اہل دوزخ کے دخول دوزخ تک کے احوال بیان فرما دیئے اسے یاد رہا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جس نے اسے بھلا دیا۔"

۲۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔

ماترک فیه شیئا الی قیام الساعة الاذکرہ علمه من علمه وجهله من جهله.

اور قیامت قائم ہونے تک ہونے والی کسی شی کو نہیں چھوڑا یعنی تمام کو بیان فرمایا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے نہ جانا اسے علم نہ رہا۔

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میرے ساتھی جانتے ہیں۔

قد کنت اری الشئی قد کنت نسیته فاعرفه کما یعرف الرجل الرجل اذا غاب فراٰہ فعرفه

''جب بھی کوئی معاملہ سامنے آتا ہے اور میں اسے بھولا ہوتا میں اسے اس طرح پہچان لیتا جیسے کسی آدمی نے دوسرے کو دیکھا وہ غائب ہونے کے بعد واپس آئے تو وہ پہچان لیتا ہے۔''

(۲) اپنے بعد قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ فرمایا

آپ ﷺ نے اپنے بعد تا قیامت واقعات سے آگاہ فرمایا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور ہمیں ظہر تک خطبہ دیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور ظہر پڑھائی پھر عصر تک خطبہ دیا پھر اتر کر عصر پڑھائی پھر مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں۔

فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا

''قیامت تک ہونے والے واقعات سے ہمیں آگاہ فرمایا ہم میں سے جو زیادہ عالم تھا اس نے اسے زیادہ محفوظ رکھا۔''

(۳) قیامت تک آنے والے ہر معاملہ کی اطلاع دے دی

قیامت تک آنے والا کوئی معاملہ ایسا نہیں جس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ نے نہ دی ہو امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا میرے دوست بھول گئے یا بھلا دیئے گئے ہیں۔

ماترک رسول الله صلى الله عليه وسلم من قائد فتنة الى ان تنقضى الدنيا يبلغ من ثلثمائة فصاعدا الاسمالنا باسمه واسم ابيه واسم قبيلته

"اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے اختتام دنیا تک ہر فتنہ کے سربراہ کا نام، اس کے والد کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا اور اس میں سے کسی کو ترک نہیں فرمایا"

اس طرح آپ ﷺ نے قیامت صغریٰ وسطیٰ اور کبریٰ کی تمام علامات سے آگاہ فرمایا، آخرت کے تمام احوال، برزخ کے تمام احوال، اس طرح اہل جنت اور اہل نار کے تمام احوال بیان فرما دیئے ان کی تفاصیل کتب حدیث میں موجود ہے یہ چیز آپ ﷺ کی اس وسعت علمی پر شاہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔

(۴) تمام عوالم پر مطلع فرمایا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عوالم پر مطلع فرمایا، احادیث معراج اس پر شاہد ہیں ساتوں آسمان کا اور ان میں جو کچھ ہے تمام کا مشاہدہ کروایا تمام رسل علیہم السلام سے ملاقات ہوئی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا اس کے تمام عجائبات، آیات اور اس پر نازل تجلیات کا مشاہدہ کروایا پھر مقام مستوی پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی قلموں کی آواز سنی پھر وہاں سے آگے عالم علویات کا مشاہدہ ہوا۔

عالم عرش کا مشاہدہ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم عرش سے مطلع فرمایا کیونکہ آپ ﷺ نے اس کی وسعت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام جہانوں سے وسیع اور محیط ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کرسی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

ماالسموات السبع والارضون السبع عندالکرسی الا کحلقة ملقاة فی ارض فلاة وان فضل العرش علی الکرسی کفضل الفلاة علی تلک الحلقه	''سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایک انگوٹھی کی مانند ہیں جو کسی ویرانہ میں ہو اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسے ہے جیسے ویرانہ کی اس انگوٹھی پر''

(تفسیر ابن کثیر)

آپ ﷺ نے عرش کی تفصیلات بیان کیں اس میں قنادیل ہیں اور وہ عوالم عرشیہ ہیں اس کا سایہ ہے اس کے ستون ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ روز قیامت۔

فاذا موسی اخذ بقائمة من قوائم العرش	''موسیٰ علیہ السلام عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے ساتھ معلق ہوں گے''

اس کے خزائن ہیں حاملین عرش کے حالات یہ ہیں اور ان کی قوت اور عظمت کا عالم یہ ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نبی امی محمد ﷺ ہوں تین دفعہ فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں مجھے کلمات کے فواتح اور خواتم عطا کیے گئے ہیں۔

وعلمت کم خزنۃ النار وحملۃ العرش ''میں جانتا ہوں دوزخ کے فرشتے کتنے ہیں اور عرش کے حاملین کتنے ہیں''

امام ابوداؤد نے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ میں حاملین عرش فرشتوں میں سے ایک کے بارے میں بیان کرو۔

ان مابین شحمۃ اذنہ الی عاتقۃ مسیرۃ سبعمائۃ عام ''اس کے کان اور کاندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کے برابر ہے''

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

مسیرۃ سبعمائۃ عام خفقان الطیر الربع ''تیز رفتار پرندہ کے سات سو سالہ مسافت کے برابر ہے''

۲۔ عالم جنت و نار

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم جنت اور عالم نار سے آگاہ فرمایا اور کئی مواقع پر انہیں آپ ﷺ کے لیے ممثل کیا گیا حدیث معراج میں ہے۔

ثم ادخلت الجنۃ فاذا فیھا جنابذ اللؤلؤ واذا ترابھا المسک الاذفر ''پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو وہاں موتیوں کے ہار اور اس کی مٹی کستوری تھی''

۳۔ عالم محشر کی تفصیلات

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم برزخ اور اس کے احوال ومعاملات سے آگاہ فرمایا عالم حشر اور اس میں تمام لوگوں کے احوال عالم پیشگی' عالم حوض' اعمال ناموں کا ملنا' حساب' میزان' پل صراط' اہل جنت کے احوال' اہل نار کے احوال سے آگاہ فرمایا آپ

ﷺ نے ان تمام عوالم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ان کی تفاصیل فراہم کیں ہیں۔

۴۔ عالم علویات سے آگاہی

اس طرح عالم علویات ملاء اعلیٰ اور اس میں کفارات و درجات میں اختلاف کے بارے آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ کے لیے تمام اشیاء اور چیزیں آشکار ہو گئیں اور آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا۔

امام ترمذی، امام احمد اور دیگر محدثین نے یہ روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رات کو قیام کیا حسب توفیق میں نے نماز پڑھی دوران نماز مجھے اونگھ آ گئی میں نے اپنے رب عزوجل کی زیارت کا شرف پایا فرمایا محمد ﷺ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں اختلاف کر رہے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر علوم کا فیضان فرمایا حتیٰ کہ فرمایا:

فتجلی لی کل شئی و عرفت — ''مجھ پر ہر شے آشکار ہو گئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں

فعلمت مافی السموات و ما فی الارض — ''تو میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شئی کو جان لیا۔''

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

فعلمنی کل شئی — ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شے کا علم دیدیا''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔

فما سألنی عن شئی الا علمته — ''جو تو نے پوچھا تھا وہ میں نے جان لیا ہے۔''

پھر فرمایا یا محمد ﷺ اب بتائیے وہ کس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کفارات اور درجات کے بارے میں الخ۔

(۵) امتوں کا آپ پر پیش کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر تمام امتوں کو پیش فرما دیا خواہ وہ سابقہ امتیں تھیں یا آپ کی امت ' کئی مواقع پر آپ پر آپ کی تمام امت کو پیش کیا گیا۔

۱۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں میں نے ایک نبی کو دیکھا جن کے ساتھ دس سے بھی کم امتی تھے۔ ایک نبی کے ساتھ ایک آدمی اور کسی کے ساتھ دو اور کسی کے ساتھ کوئی بھی امتی نہ تھا اچانک میرے سامنے بہت بڑی جماعت کو لایا گیا میں نے خیال کیا شاید یہ میرے امتی ہیں مجھے بتایا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے لیکن اے نبی تم افق کی طرف دیکھو، دیکھا تو اس طرف بھی انبوہ کثیر تھا فرمایا گیا یہ تمہاری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی بلا حساب و عذاب جنت میں داخل ہوں گے۔

۲۔ امام طبرانی اور امام ضیاء مقدسی نے حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عرضت علی امتی البارحة	''پچھلی رات میری تمام امت اس حجرہ کے
الذی هذه الحجرة حتی لانا	پاس مجھ پر پیش کی گئی حتی کہ میں ان میں سے
اعرف بالرجل منهم من احدکم	ہر شخص کو اس سے کہیں زیادہ پہچانتا جانتا ہوں
بصاحبه صور والی فی ایطنی	جو تم اپنے کسی دوست اور ساتھی کو جانتے ہو۔''

(۶) تمام دنیا کا مشاہدہ کروایا گیا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کا مشاہدہ عطا فرمایا اور آپ ﷺ نے اسے ملاحظہ کیا۔

ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں

۱۔ امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ

"اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا اس طرح آشکار کر دی ہے میں اسے اور اس میں تا قیامت ہونے والے معاملات کو اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔"

(۲) اس کی تائید مسلم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا

"اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔"

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شئی دکھا دی

بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شئی دکھا دی جیسا کہ امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے نقل کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

مامن شئی لم اکن اریته الا رأیته فی مقامی هذا حتی الجنة والنار

"کوئی ایسی شی نہیں جسے میں اس مقام پر کھڑے نہیں دیکھ رہا حتی کہ جنت و دوزخ بھی سامنے ہے"

تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا مشاہدہ کروا کر ان پر مطلع فرما دیا۔

(۷) وقوع سے پہلے امور غیبیہ کا ملاحظہ فرمانا

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ وقوع سے پہلے ہی امور غیبیہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسالت مآب ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک ٹیلہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جسے میں دیکھ رہا ہوں عرض کیا نہیں فرمایا:

فانی لاری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر

"میں تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی طرح فتنہ واقع ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے زمین پر نشان لگا کر فرمایا فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں۔

فماماط احدھم من موضع ید رسول الله صلی الله علیه وسلم

"ان میں سے ایک بھی حضور ﷺ کے دست اقدس کے نشان سے تھوڑا بھی دور نہیں ہوا۔"

یعنی جو جگہ آپ ﷺ نے مقرر فرمائی تھی اس سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے۔

(۸) مخفی امور غیبیہ کا ظہور سے پہلے آپ ﷺ کے لیے آشکار ہو جانا

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی یہ صورت بھی ہے کہ امور غیبیہ خفیہ اپنے ظہور سے پہلے آپ پر آشکار ہو جاتے اور آپ ﷺ ان کے بارے میں خبر عطا فرما دیتے مثلاً۔

۱۔ امام احمد اور دیگر محدثین نے روایت کیا رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا۔

یدخل علیکم من ھذا الباب رجل من خیر ذی یمن الا ان علی وجھہ مسحۃ ملک	اس دروازہ سے تم پر ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جو بہتر ہے اس کے چہرے پر شرافت کا نشان ہوگا۔

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

یطلع علیکم خیر ذی یمن علیہ مسحۃ ملک	تم پہ ایک آدمی داخل ہونے والا ہے جس پر شرافت کے آثار ہیں۔

تو حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے۔

۲۔ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔

یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ	تم پر جنتی آدمی داخل ہو رہا ہے۔

تو ایک انصاری صحابی آئے جن کی ریش مبارک وضو سے چمک رہی تھی بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۔ حضرت مزیدہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے دوران گفتگو فرمایا اس راستے سے تم پر کچھ سوار طلوع ہوں گے جو اہل مشرق میں سے بہتر ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر دیکھا تو تیرا سوار تھے انہوں نے خوش آمدید کہا۔ اور پوچھا۔

من القوم ؟ تمہارا کس قوم سے تعلق ہے؟

انہوں نے بتایا

قوم من عبدالقیس ہمارا تعلق قبیلہ عبد قیس سے ہے۔

(۸) دلی خیالات سے آگاہی

آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے دلی خیالات بھی منکشف فرما دیئے اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں بتایا۔

۱۔ امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن سعد نے ابو اسحاق سبیعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ابو سفیان نے دیکھا رسول اللہ ﷺ تشریف لے جارہے ہیں اور صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے ہیں ابوسفیان نے دل میں کہا کاش میں اس کے خلاف لشکر جمع کر کے قتال کرتا حضور ﷺ نے پاس آ کر ابوسفیان کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

اذن نخزیک تو ہم تجھے ذلیل ورسوا کر دیتے۔

ابوسفیان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں مجھے اسی گھڑی یقین آگیا ہے کہ آپ سچے نبی ہیں۔

انی کنت لا حدث نفسی بذلک — "میں نے اپنے دل میں یہی بات سوچی تھی"

(مجمع الزوائد)

۲۔ امام احمد نے مسند میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ایک دوست سے کہا آؤ آج ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں کی قسم ایسے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا مشاہدہ فرمایا خطبہ دیا اور فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں آؤ ہم آج کے دن کو اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے بنادیتے ہیں آپ ﷺ نے یہ بات اتنی دفعہ دہرائی کہ میرے اندر یہ آرزو ہوئی کہ کاش زمین جگہ دے دے۔ امام طبرانی نے اسے رجال صحیح کی سند سے بیان کیا ہے۔

۳۔ اہل سیرت نے عمیر بن وہب جمحی کے بارے میں بیان کیا جب صفوان بن امیہ نے اس کے قرضوں اور اس کے خاندان کے خرچہ کا ذمہ لیا اس شرط پر کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کرے دونوں نے خفیہ معاہدہ کیا، عمیر زہریلی تلوار چھپائے مدینہ طیبہ پہنچا حضور ﷺ سے اجازت چاہی آپ ﷺ نے ملاقات کی اجازت دے دی اور پوچھا۔

ماجاء ک؟ — کیسے آئے ہو؟

کہنے لگا میں اپنا قیدی چھڑانے کے لیے حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

مما بال السیف فی عنقک؟ — یہ تلوار کس لیے لٹکائے ہوئے ہو؟

بولا ان تلواروں نے ہمیں کیا فائدہ دیا ہے خدا انہیں رسوا کرے فرمایا کیا تو صرف قیدی کے لیے آیا ہے کہا ہاں میں صرف اسی لیے آیا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا سنو تم اور صفوان نے مقام حجر پر بدر میں مارے جانے والے سرداران کفار کے بارے غور کیا تم نے کہا اگر میرے ذمے قرض اور عیال کا خرچہ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو شہید کر دیتا صفوان نے

میرے قتل کی شرط پر تمہارے قرضوں اور خرچہ کا ذمہ لیا لیکن اللہ تعالیٰ میرے اور اس کے درمیان حائل ہوگیا' عمیر نے سنتے ہی کہا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آسمانی خبروں اور نازل وحی کا انکار کرتے رہے۔

وھذا امر لم یحضرہ الا انا وصفوان فواللہ انی لاعلم ما انباک بہ الا اللہ فالحمد للہ الذی ھدانی للاسلام

''لیکن اس معاہدہ کے وقت وہاں سوائے میرے اور صفوان' کے اور کوئی نہ تھا۔ اللہ کی قسم مجھے اب یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اس سے آگاہ کیا تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے اسلام کی توفیق دی ہے۔''

۴۔ ابن سعد اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضور ﷺ تشریف لائے تو ابوسفیان مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے دل میں کہا میں نہیں جانتا محمد ﷺ کو ہم پر غلبہ کیسے ہوگیا؟ آپ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

باللہ نغلبک ''ہمیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا ہے''

ابوسفیان پکار اٹھا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(زرقانی علی المواھب)

۵۔ ابن ہشام اور دیگر اہل سیر نے بیان کیا فضالہ بن عمیر بن ملوح نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا جبکہ آپ ﷺ فتح مکہ کے وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو فضالہ ہے بولا ہاں فرمایا۔

ماذا كنت تحدث به نفسك؟ تمہارا ارادہ کیا ہے؟

کہنے لگا کوئی ارادہ نہیں

كنت اذكر الله میں تو اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا

استغفر الله اللہ تعالیٰ سے اپنی بات پر معافی مانگو۔

یعنی تم جھوٹ کہہ رہے ہو اس کے بعد فضالہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا تو اس کے دل میں اسلام اور خیر الانام ﷺ کی محبت گھر کر گئی حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

والله مارفع يده من صدري حتى ماخلق الله شيئا احب الي منه صلى الله عليه وسلم

"اللہ کی قسم آپ ﷺ نے اس وقت تک میرے سینہ سے ہاتھ نہیں اٹھایا جب تک آپ ﷺ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب نہیں ہو گئے۔"

پھر میں گھر کی طرف لوٹا اور اس عورت کے پاس گزرا جس کے ساتھ میں محبت کی باتیں کیا کرتا تھا آج بھی اس نے مجھے گفتگو کی دعوت دی تو میں نے کہا۔

قالت هلم الى الحديث فقلت لا يابى على الله والاسلام

(تو مجھے گفتگو کی دعوت دے رہی ہے لیکن اس کام سے اللہ تعالیٰ اور اسلام نے مجھ پر پابندی لگا دی ہے)

لوما رايت محمدا او قبيله بالفتح يوم تكسر الاصنام

(کاش تو محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑتے ہوئی دیکھتی)

فرايت دين الله اضحى بينا والشرك يغشي وجهه الاظلام

(تو تو اللہ کے دین کو روشن دیکھتی اور شرک کو تاریکی میں منہ چھپاتے پاتی)

(شرح المواہب، الاصابہ)

(۹) دلی اموراس قدر اطلاع کہ سوال سے پہلے جواب

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دلی امور پر اس قدر مطلع فرمایا کہ آپ ﷺ سائل کے سوال سے آگاہ ہو جاتے اور اس کے سوال سے پہلے جواب ارشاد فرما دیتے اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں ایک مثال سامنے لا رہے ہیں۔

امام احمد نے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ ارادہ لیے حاضر ہوا کہ میں آپ ﷺ سے ہر نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھوں گا حتی کہ کسی کو ترک نہیں کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا وابصہ قریب آجاؤ میں آپ ﷺ کے اس قدر قریب ہوا کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کے مبارک گھٹنوں سے مس کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم جو مجھ سے پوچھنے آئے ہو میں بتاؤں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ضرور فرمائیے فرمایا تم۔

جئت تسالنی عن البر والاثم — "مجھ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو"

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بات یہی ہے آپ ﷺ اپنی مبارک تین انگلیاں جمع فرمائیں اور میرے سینے پر رکھ دیں اور فرمایا ابصہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھو۔

البر مااطمائنت الیہ النفس واطمان الیہ القلب والاثم ماحاک فی القلب و تردد فی الصدروان افتاک الناس وافتوک — "نیکی یہ ہے کہ نفس و دل اس پر مطمئن ہو جائیں اور گناہ یہ ہے کہ دل و سینہ میں کھٹکا اور اضطراب پیدا ہو اگر چہ لوگ اس کا فتویٰ دیں"

(۱۰) بشارات غیبیہ

علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ بھی کہ آپ ﷺ نے امور غیبیہ کے بارے میں بشارات عطا فرمائیں مثلاً حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ نوجوان ایک قرن زندہ رہے گا تو وہ سو سال تک زندہ رہے ان کے چہرے پر تل تھا اس کے بارے میں فرمایا جب تک یہ تل ختم نہ ہوگا ان کو موت نہیں آئے گی تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ان کی موت تل ختم ہو جانے کے بعد ہوئی۔ (مجمع الزوائد)

آیت مبارکہ کی کچھ تفصیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (سورہ جن : ۲۷)

''غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ واضح فرما دیا ہے وہ غیب مطلق کا جاننے والا ہے اس کا علم ذاتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ (نمل:۶۵)

''تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں مگر اللہ''

ایک اور مقام پر یوں واضح فرمایا:

لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ کھف : ۲۶)

''اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب۔''

اس حقیقت کو یوں بھی واضح فرمایا:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ. (سورہ انعام : ۵۹)

''اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے''

لیکن اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ آیت کریمہ میں ہمیں یہ اطلاع بھی دے دی ہے کہ وہ رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب فرما کر اس پر غیب کا اظہار فرمائے اور حکمت الٰہیہ کے تحت جس غیب پر چاہے مطلع فرما دے مثلاً اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض غیوب پر مطلع فرمایا تا کہ ان کی نبوت کے صدق اور قوم پر حجت بن سکیں اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آلعمران : ۴۹)

''اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔''

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولان کرام کو حکمت کے تحت جن غیوب پر چاہا مطلع فرما دیا تا کہ وہ ان کی نبوت کے صدق پر دلیل بن سکے ہاں یہ علم غیب آلات کے ذریعے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس میں اسباب عادیہ کا دخل ہوتا ہے اور نہ ہی علامات عرفیہ کا بلکہ فقط اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہی ہوتا ہے۔

یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم نجوم، علم الافلاک اور فضائی رصد گاہوں وغیرہ کے حاصل ہونے والے بعض مخفی چیزوں کا علم غیب نہیں کہلائے گا کیونکہ ان میں سائنسی آلات اور قواعد عادیہ اور عرفیہ کا دخل ہے کیونکہ علم غیب کے لیے یہ شرط ہے کہ تمام مادیات، وسائط کونیہ، اسباب عادیہ اور علامات عرفیہ سے بالاتر ہو اور اسے محققین نے خوب واضح کر دیا

ہے یہی وجہ ہے اگر کوئی طبیب کسی آلہ کے ذریعے دل کی قوت اور ضعف یا نبض کے ذریعے اندرونی اور مخفی مرض کا بتا تا ہے تو اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے غیبی خبر دی ہے جیسا کہ فلکیات کا ماہر آلات سائنس کے ذریعے موسمی تغیرات مثلاً حرارت و برودت وغیرہ کے بارے میں بتائے تو اسے بھی غیب کا علم نہیں کہا جائے گا۔

آیات میں موافقت و تطبیق

زیر مطالعہ آیت مبارکہ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول درج ذیل آیت کے منافی نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ	تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔
(سورہ انعام:۵۰)	

کیونکہ یہاں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط مراد ہے مفہوم یہ ٹھہرا میں یہ نہیں کہتا کہ میں غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط رکھتا ہوں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی کیونکہ یہ علم فقط اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔

یہی معنی اس آیت مبارکہ کا ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بتایا۔

وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ	''اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں''
(ھود : ۳۱)	

یا ان آیات کا مفہوم یہ ہوگا۔

انی لا اعلم الغیب الا ان یعلمنی اللہ تعالی ویطلعنی علی ماشاء من الغیب

''میں غیب نہیں جانتا مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا ہے اور مجھے اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس پر مطلع کیا ہے۔''

اولیاء کرام کا علم غیب

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔ ''عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول'' اولیاء اللہ کے بعض علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کے بھی منافی نہیں کیونکہ آیت مبارکہ میں اگر رسول سے مراد رسول بشری ہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے تو اب اولیاء کو بعض علوم غیبیہ رسولوں کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوگا اور اس واسطہ سے انہیں کرامت ملتی ہیں لہذا ان کا یہ علم ان کی کرامات کہلائی گی اور ہر ولی کی ہر کرامت اس کے نبی کے لیے معجزہ ہوتا ہے جو اسے ان کی اتباع کی بنا پر ملتی ہے۔ صلوات اللہ علی نبینا وعلی الانبیاء اجمعین

اور اگر رسول سے مراد رسول ملکی ہے جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جیسے وہ وحی نبوی لے کر حضرات انبیاء علیہم السلام پر پاس آئے اس طرح وہ الہام صادق لے کر قلوب اولیاء پر وارد ہوتے ہیں اور انہیں القاء کرتے ہیں تو اولیاء کرام کے بعض علوم غیبیہ کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور ہماری یہ بات احادیث صحیح سے بھی ثابت ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایسے تھے جن پر الہام ہوتا اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

امام بخاری نے انہی سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں لوگ تھے جن سے کلام کیا جاتا لیکن وہ نبی نہ تھے اگر ان میں سے میری امت کا

کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

فتح الباری میں ہے محدث' جس کے دل میں ملاء اعلیٰ سے کچھ ڈالا جائے تو وہ ایسے ہی ہوگیا جیسے اس کے ساتھ دوسرے نے گفتگو کی ہے متکلم جس کے ساتھ بغیر نبوت کے ملائکہ گفتگو کریں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اس سے گفتگو کا مفہوم کیا ہے فرمایا ملائکہ اس کی زبان میں اس سے ہمکلام ہوتے ہیں۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی اگر کوئی میری امت سے ہے تو وہ عمر ہے میں تردد اور شک نہیں بلکہ اس میں تاکید اور بات کو پختہ کرنا ہے جیسے کہ محاورہ ہے اگر میرا دوست ہوتا تو فلاں ہوتا' اس سے دوستوں کی نفی نہیں بلکہ دوست کے ساتھ کمال دوستی کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ تعالی جعل الحق علی لسان عمرو قلبہ — "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھا ہے۔"

یہ تمام روایات اثبات الہام اور مغیبات کے بتائے جانے میں صریح ہیں سنن ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ — "مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

ان فی ذلک لایات للمتوسمین (سورہ حجر : ۷۵) — "بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے"

امام ابن جریر نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

احذروا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله وبتوفیق الله

"مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور اور اللہ کی توفیق سے دیکھتا ہے"

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان لله عبادا یعرفون الناس بالتوسم

"اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہوتے ہیں جو لوگوں کو علامات سے پہچان لیتے ہیں"

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ بھی اس سے تعلق رکھتا ہے ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس نے کسی اجنبی خاتون کو تاڑا تھا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

یدخل احدکم علینا و فی عینیه اثر الزنا

"تم پر ایک ایسا آدمی آیا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے"

آدمی نے عرض کیا امیر المومنین

اوحی بعد رسول الله؟

"کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ ہے؟"

فرمایا نہیں

ولکن فراسة مومن صادقة

"لیکن مومن کی صحیح فراست تو باقی ہے"

چوتھی دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو اصناف مخلوقات، انواع حیوانات اور ان کے احکام، اوضاع اور ان کے امور کی تفصیل کا علم تھا۔

۱۔ امام طبرانی نے رجال صحیح کی سند سے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔

لقد ترکنا رسول الله صلی الله علیه وسلم وما فی السماء طائر یطیر بجناحیه الا ذکرلنا منه علما (مجمع الزوائد)

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آسمان پر کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم آپ ﷺ نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔"

۲۔ امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا۔

وما یحرک طائر جناحیه فی السماء الاذکر لنا منه علما

"کہ آپ ﷺ نے آسمان پر اڑنے والے پرندوں کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا۔

۳۔ امام طبرانی نے روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مابقی شئی یقرب من الجنة ویباعد من النار الاوقد بین لکم

"کوئی ایسی شی باقی نہیں رہی جو جنت کے قریب کر دے اور وہ دوزخ سے دور کر دے مگر اسے ضرور تمہارے لیے بیان کر دیا گیا۔"

حضور ﷺ نے پرندوں کے حوالے سے صحابہ کو علم کبیر عطا فرمایا یہ واضح طور پر

دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کی ہر شئی سے متعلق وسیع علم حاصل تھا۔

اس میں اس پر بھی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے کون ومکان کے تمام ان اہم امور کو ہر جہت اور اعتبار سے واضح کیا جو ہر جہاں کی مصلحت اور سعادت بشر کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ جب آپ ﷺ پرندوں کے بارے میں آگاہ فرمارہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ انسان کے مصالح سے متعلق چیزوں کا ذکر ترک کر دیں اور پرندوں کے احکام اور تفاصیل بتائیں؟ ایسا ہر گز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ ﷺ نے اکمل وجوہ پر تمام سعادات بشریہ اور جمیع اوصاف اصلاحیہ کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔

امام ابو یعلی نے سند کے ساتھ محمد بن منکدر کے حوالے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مکڑی کم ہوگئی آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو کچھ نہ ملا تو آپ نے مختلف علاقوں میں اس کے لیے آدمی بھجوائے تاکہ وہ مکڑی کے بارے میں خبر لائیں یمن کی طرف جانے والے آدمی مشت بھر مکڑی حاصل کر لائے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کی آپ نے دیکھ کر تین دفعہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

خلق الله عزوجل الف امة منها ستمائة في البحر واربعمائة في البر واول شئي يهلك من هذه الامم الجراد فاذا هلكت تتابعت مثل النظام اذا قطع سلكه	''اللہ تعالیٰ نے ہزار امت پیدا کی چھ صد سمندر میں اور چار ہزار خشکی میں ان میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت مکڑی ہوگی۔''

(تفسیر ابن کثیر)

یہ تمام احادیث اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تفصیلات ہیں۔

ومامن دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شئی ثم الی ربهم یحشرون(انعام : ۳۸)	''اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہیں رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائیں جائیں گے۔''

آپ ﷺ نے تو روز قیامت ان چیزوں کے حشر کی تفصیلات اور ان کے درمیان قصاص تک کے معاملات کو بیان فرمایا۔

صحیح مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت حق ہر اہل حق تک پہنچایا جائے گا۔

حتی یقاد للشاة الجلحا من الشاة القرناء	''حتی کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی سے بدلا دیا جائے گا۔''

امام احمد نے ان الفاظ میں روایت کیا ہر ایک سے قصاص لیا جائے گا۔

حتی الجماء من القرناء وحتی للذرة من الذره	''سینگ والی' سینگ والی سے بدلہ لے گی''

حافظ منذری فرماتے ہیں اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

پرندے بھی امت ہیں اس طرح کیڑے بھی امت ہیں حدیث صحیح میں ہے ایک نبی کو کیڑی نے کاٹا اور انہوں نے ان کی آبادی کو جلانے کا حکم دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔

ان قرصتک نملة اهلکت امة من الامم تسبح	''تم نے ایک ایسی امت کو ہلاک کیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی تھی۔''

شہد کی مکھی امت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ

''اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بناؤ اور درختوں میں اور چھتوں میں۔''

(سورہ النحل : ٦٨)

امت سے مراد مخلوقات کی ایک ایسی صنف ہے جس کا نظام حیات' معاشی معاملات' تناسل' اجتماعی نظام اور اس میں آمر و ماموروغیرہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

''ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیوں اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔''

(سورہ نمل : ١٨)

حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے لشکروں کے پاس سے گزرنا چاہ رہے تھے ان کی سربراہ کو پتہ چلا تو اس نے انہیں اپنے گھروں میں داخل ہو جانے کا حکم دیا تا کہ کہیں وہ کچل نہ دی جائیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام معذور ہوں گے کیونکہ انہیں علم نہیں۔

یہ تمام چیزیں سامنے رکھیں تو واضح ہو جاتا ہے حضور ﷺ کے علمی سمندر کا احاطہ سوائے عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے ظہر پڑھائی سلام کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے قیامت کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پہلے آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر فرمایا پھر فرمایا تم میں اگر کوئی کچھ پوچھنا چاہتا ہے تو مجھ سے پوچھ لے۔

فواللہ لاتسالون عن شئی الا اخبرتکم به مادمت فی مقامی ھذا — ''اللہ کی قسم تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں اس مقام پر تمہیں بتاؤں گا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے تمام انصار صحابہ رو رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

سلونی — ''مجھ سے پوچھ لو''

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرا ٹھکانہ کہاں فرمایا جہنم' حضرت حذیفہ نے پوچھا میرا والد کون ہے فرمایا تیرا والد حذافہ ہے اس کے بعد فرمایا:

سلونی سلونی — ''پوچھو اور پوچھو''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہا

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا و بمحمد رسولا — ''ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور آپ کے رسول ہونے پر مطمئن ہیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی پھر فرمایا مجھے قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابھی جنت و دوزخ کو اس سامنے دیوار کے پاس میرے سامنے لایا گیا حالانکہ میں نماز ادا کر رہا تھا میں نے خیر و شر میں آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔

تو دیکھا آپ ﷺ نے بار بار اعلان فرمایا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں یہاں کھڑے کھڑے بتا دوں گا اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی وسعت علمی پر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا — ''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے''

(سورہ النساء : ۱۱۳)

ماخذ ومراجع

کتاب	مصنف
بحر العلوم	امام ابو اللیث سمرقندی
دفاع عن السنۃ	شیخ محمد محمد ابو شہبہ
سبل الہدیٰ	امام محمد یوسف صالحی (۹۴۲)
صحیح البخاری	امام بخاری (۲۵۶)
عمدۃ القاری	امام بدر الدین عینی (۸۵۵)
فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
روح المعانی	علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰)
ترجمہ قرآن	مولانا محمود الحسن دیوبندی
مواہب الرحمٰن	مولانا سید امیر علی (۱۳۳۷)
تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانی
بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی (۱۳۶۲)
المظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵)
جامع البیان	امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰)
لباب التاویل	امام علاء الدین خازن (۷۲۵)
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین ہیثمی (۸۰۷)
تفسیر القرآن العظیم	حافظ ابن کثیر (۷۷۴)
الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز	امام ابو الحسن واحدی (۴۶۸)
معالم التنزیل	امام محمد الحسین بغوی (۸۱۶)
البحر المحیط	امام ابو حیان اندلسی (۷۴۵)

الدر الملقیط	امام تاج الدین محمد حنفی (۷۴۹)
جلالین	امام جلال الدین محلی و سیوطی
الجمل علی جلالین	شیخ سلیمان الجمل (۱۱۰۴)
الصاوی علی جلالین	شیخ احمد صاوی (۱۲۴۱)
فتح القدیر	شیخ محمد علی شوکانی (۱۲۵۰)
روح البیان	شیخ اسماعیل حقی (۱۱۳۷)
تفسیر حقانی	شیخ عبدالحق حقانی
الکشاف	علامہ جار اللہ زمخشری (۵۳۸)
غرائب القرآن	امام نظام الدین حسن نیشاپوری (۷۲۸)
مدارک التنزیل	امام عبداللہ نسفی (۷۱۰)
ارشاد العقل السلیم	امام ابو السعود محمد عمادی (۹۵۱)
محاسن التاویل	شیخ جمال الدین قاسمی (۱۳۱۲)
المنافقون فی القرآن الکریم	
تفسیر آیات الاحکام	شیخ محمد علی سائیس
مفاتیح الغیب	امام فخر الدین رازی (۶۰۶)
انوار التنزیل	امام بیضاوی (۶۸۵)
النکت والعیون	امام ابو الحسن ماوردی (۴۵۰)
اللباب فی علوم الکتاب	امام ابو حفص عمر بن عادل حنبلی (۸۸۰)
المقتطف	شیخ مصطفیٰ المنصوری
ازالۃ الریب	مولانا محمد سرفراز خاں صفدر
صفوۃ التفاسیر	شیخ محمد علی صابونی

الدر الملتقط	امام تاج الدین محمد حنفی (۷۴۹)
جلالین	امام جلال الدین محلی و سیوطی
الجمل علی جلالین	شیخ سلیمان الجمل (۱۱۰۴)
الصاوی علی جلالین	شیخ احمد صاوی (۱۲۴۱)
فتح القدیر	شیخ محمد علی شوکانی (۱۲۵۰)
روح البیان	شیخ اسماعیل حقی (۱۱۳۷)
تفسیر حقانی	شیخ عبدالحق حقانی
الکشاف	علامہ جار اللہ زمخشری (۵۳۸)
غرائب القرآن	امام نظام الدین حسن نیشاپوری (۷۲۸)
مدارک التنزیل	امام عبداللہ نسفی (۷۱۰ ھ)
ارشاد العقل السلیم	امام ابو السعود محمد عمادی (۹۵۱)
محاسن التاویل	شیخ جمال الدین قاسمی (۱۳۱۲)
المنافقون فی القرآن الکریم	
تفسیر آیات الاحکام	شیخ محمد علی سایس
مفاتیح الغیب	امام فخر الدین رازی (۶۰۶)
انوار التنزیل	امام بیضاوی (۶۸۵)
النکت والعیون	امام ابو الحسن ماوردی (۴۵۰)
اللباب فی علوم الکتاب	امام ابو حفص عمر بن عادل حنبلی (۸۸۰)
المقتطف	شیخ مصطفی المنصوری
ازالۃ الریب	مولانا محمد سرفراز خاں صفدر
صفوۃ التفاسیر	شیخ محمد علی صابونی

الانتصاف	امام ناصر الدین احمد بن المنیر سکندری
الجامع لاحکام القرآن	امام قرطبی (۶۷۱)
زاد المسیر	امام ابن جوزی
نظم الدرر	امام ابراہیم بقاعی (۸۸۵)
معارف القرآن	مولانا ادریس کاندھلوی
فتح البیان	شیخ صدیق حسن خاں (۱۳۰۷)
تفسیر القرآن العظیم	حافظ ابن کثیر (۷۷۴)
تدبر قرآن	مولانا امین احسن اصلاحی
تفہیم القرآن	مولانا سید مودودی
اساس التفسیر	شیخ سعید حوی
عصمۃ الانبیاء	امام فخر الدین رازی (۶۰۶)
الشفاء	قاضی عیاض مالکی (۵۴۴)
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع دیوبندی
اشرف الحواشی	مولانا محمد عبدہ الفلاح
اضواء البیان	شیخ محمد امین شنقیطی (۱۳۹۳)
تبصیر الرحمٰن	امام علی بن احمد مہائمی (۸۳۵)
مسند احمد	امام احمد بن حنبل (۲۴۱)
التاریخ الکبیر	امام محمد بخاری (۲۵۶)
در منثور	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱)
مسلم	امام مسلم
دلائل النبوۃ	امام ابوبکر بیہقی (۴۵۸)

کتاب	مصنف
سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸)
میزان الاعتدال	امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸)
تعجیل	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
کتاب الجرح والتعدیل	امام ابن ابی حاتم (۳۲۷)
لطائف الاشارات	امام ابوالقاسم قشیری (۴۶۵)
تہذیب التہذیب	امام ابن حجر عسقلانی (۷۴۸)
مقدمۃ فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
الکرمانی علی البخاری	امام شمس الدین کرمانی (۷۸۶)
الزواجر	امام ابن حجر مکی
اسد الغابہ	امام ابن اثیر
الصارم المسلول	شیخ ابن تیمیہ (۷۲۸)
المستدرک	امام حاکم نیشاپوری (۴۰۵)
الاستیعاب	امام ابن عبدالبر مالکی
نسیم الریاض	امام احمد خفاجی (۱۰۴۹)
الباھرہ	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱)
الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱)
زرقانی علی المواہب	امام زرقانی (۱۱۲۲)
الاصابہ	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
المنار	علامہ رشید رضا مصری
النکت علی مقدمۃ ابن صلاح	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
تفسیر الضحاک	امام ضحاک تابعی